بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صحیفۃ الحسن علیہ السلام

مناجات، خطبات، مناظرے اور ارشادات کا مجموعہ

تالیف:

جناب جواد قیومی اصفہانی

ترجمہ

جناب علامہ ناظم رضا عترتی

وائس پرنسپل جامعۃ المصطفےٰ لاہور

ناشر

امامیہ پبلیکیشنز ۳۵- حیدر روڈ اسلام پورہ، لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صحیفۃ الحسن علیہ السلام

مناجات، خطبات، مناظرے اور ارشادات کا مجموعہ

تالیف:

جناب جواد قیومی اصفہانی

ترجمہ

جناب علامہ ناظم رضا عترتی

وائس پرنسپل جامعۃ المصطفےٰ لاہور

امامیہ پبلیکیشنز ۳۵- حیدر روڈ اسلام پورہ، لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب	:	صحیفۃ الحسن علیہ السلام
تالیف	:	جواد قیوم اصفہانی
ترجمہ	:	علامہ ناظم رضا عترتی
ناشر	:	امامیہ پبلی کیشنز
طابع	:	معراج پرنٹرز
کمپوزنگ	:	سادات کمپوزنگ سنٹر
باراوّل	:	ستمبر 2001ء
تعداد	:	500

ملنے کا پتہ

العصر اسلامک بک سنٹر

35- حیدر روڈ، اسلام پورہ، لاہور، فون: 7119027

ای۔میل: ippakistan@hotmail.com

فہرست مطالب

عن رسول الله صلى الله عليه وآله

وَ اَمَّا الْحَسَنُ، فَاِنَّهُ اِبْنِي وَ وَلَدِي وَ بَضْعَةٌ مِنّي وَ قُرَّةُ عَيْني ، وَ ضِياءُ قَلْبِي وَ ثَمَرَةُ فُؤادِي ، وَ هُوَ سَيِّدُ شَبابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ، وَ حُجَّةُ اللّٰهِ عَلَى الْاُمَّةِ، اَمْرُهُ اَمْرِي وَ قَوْلُهُ قَوْلِي، مَنْ تَبِعَهُ مِنّي، وَ مَنْ عَصاهُ فَلَيْسَ مِنّي .

فَمَنْ بَكاهُ لَمْ تُعْمَ عَيْنُهُ يَوْمَ تُعْمَى الْعُيُونُ.

وَ مَنْ حَزِنَ عَلَيْهِ لَمْ يَحْزَنْ قَلْبُهُ يَوْمَ تَحْزَنُ الْقُلُوبُ.

وَ مَنْ زارَهُ فِي بَقيعِهِ ثَبَتَتْ قَدَمُهُ عَلَى الصِّراطِ يَوْمَ تَزِلُّ فيهِ الْاَقْدامُ.

امالى الصدوق:۹۹

بحار الانوار ۱۴۸:۴۴

عوالم العلوم ۲۶۹:۱۶

پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کا ارشادِ گرامی ہے کہ:

بہرحال حسنؑ، وہ میرے بیٹے، میرے فرزند اور میرے بدن کا ٹکڑا، آنکھ کا نور، دل کی روشنی اور دل کا میوہ ہے۔ وہ اہلِ بہشت کے جوانوں کے سردار اور لوگوں پر حجتِ خدا ہیں۔

- اُس کا قول میرا قول ہے۔
- جس نے اُس کی اطاعت کی، اُس نے میری اطاعت کی۔
- جس نے اس کی نافرمانی کی، اُس نے میری نافرمانی کی۔
- جو بھی اُس پر گریہ کرے، جس دن تمام آنکھیں اندھی ہوں گی اُس کی آنکھیں اندھی نہ ہوں گی۔
- جو اُس پر غمگین ہو، اُس دن جب دل غمگین ہوں گے، اُس کا دل غمگین نہیں ہوگا۔
- جو شخص بھی جنت البقیع میں اُس کی زیارت کرے گا، اُس کے قدم پُل صراط پر ثابت رہیں گے، جس دن سب کے قدم لڑکھڑا جائیں گے۔

❋ ❋ ❋

عرضِ ناشر

دعا و مناجات اپنے رب سے راز و نیاز کا بہترین ذریعہ ہیں اور خدا کے محبوب بندے اسی وسیلہ سے قربِ الٰہی حاصل کرتے ہیں۔ خود اللہ جل جلالہٗ نے قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا:

''اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ'' ''تم مجھے پکارو، میں تمہاری سنوں گا''۔

عبادات میں سے افضل ترین عبادت دعا ہے۔ دعا عبادت کی روح ہے۔ حضورِ اکرمؐ کا ارشادِ گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا سے بڑھ کر محترم کوئی شے نہیں ہے۔ ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا کہ دعا مؤمن کا ہتھیار ہے، دین کا ستون ہے اور زمین و آسمان کی روشنی ہے۔

امام المتقیان حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ جس کو خداوندِ متعال دعا کی توفیق عطا فرما دے، وہ قبولیت سے محروم نہیں رہ سکتا، جسے خدا استغفار کی توفیق عطا فرمادے، وہ مغفرت سے محروم نہیں رہ سکتا اور جسے خدا تعالیٰ شکر کی توفیق عطا فرمادے، وہ حصولِ نعمت سے محروم نہیں رہ سکتا۔ انبیاء و مرسلین خصوصاً آئمہ طاہرین علیہم السلام نے دعا کو مطالب کے بیان کرنے کا ذریعہ قرار دیا۔ انہوں نے انہی دعاؤں سے دینی و دنیوی مسائل کا حل بہترین طریقہ سے بیان فرمایا کہ وہ رہتی دنیا تک ادبی شاہپاروں کی صورت میں موجود رہیں گے۔

زیرِ نظر کتاب بھی اسی کی ایک کڑی ہے جس میں امام حسن علیہ السلام سے منسوب مناجات، خطبات، مناظرے اور ارشادات جمع کیے گئے ہیں۔

ادارہ علامہ ناظم رضا عترتی، وائس پرنسپل جامعہ المصطفیٰ، لاہور کا تہہ دل سے مشکور و ممنون ہے کہ جنہوں نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوصف اسے اردو کے قالب میں ڈھالا۔ خداوندِ متعال ان کی اور ہمارے دیگر معاونین کی توفیقات میں اضافہ فرمائے، ہمیں کارِ خیر انجام دینے کی توفیق عنایت فرمائے اور ان اخلاقی دروس سے مستفید ہونے کا موقع اور حوصلہ مرحمت فرمائے، آمین ثم آمین۔

آپ کی آراء کا منتظر

ادارہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمۂ مؤلف

آنحضرتؑ کی زندگی کے ادوار

دوسرے رہنما اور چوتھے معصوم امام حسن مجتبیٰؑ نے پندرہ رمضان، ۳ھ مدینہ منورہ میں آنکھ کھولی۔ ابھی سات سال سے زیادہ عمر نہ تھی کہ اُن کے نانا پیغمبرؐ اسلام اپنی زندگی کو خیر باد کہہ گئے۔ پیغمبرؐ اسلام کی رحلت کے بعد تقریباً تیس سال اپنے والد بزرگوار کے زیر سایہ زندگی گزاری۔ چالیس ہجری میں اپنے والد گزرگوار کی شہادت کے بعد امامت کا عہدہ اِنؑ کے پاس آیا اور دس برس تک اپنے نانا کی امت کی امامت کی ذمہ داری ادا کی۔

امامؑ اپنی والدہ گرامی کی شہادت کے بعد

حضرتِ زہرا سلام اللہ علیہا اپنے والد بزرگوار کی وفات کے بعد اپنی زندگی کے اندوہناک دن اس طرح گزار رہی تھیں کہ پورا وجود غمزدہ تھا اور غم کے دردوں نے جسم کو چور چور کر دیا تھا۔ لوگوں کا منہ موڑ لینا، حق کو نہ پہچاننا اور اہلِ بیتؑ کے حق کو چھین لینا زہراؑ کی جان کو جلا رہا تھا۔ امام حسنؑ اس دردناک حالت میں کہ جب بچپن کی تمام خوشیاں چھن چکی تھیں، کمزور جسم اور پریشان ذہن کے ساتھ اپنی والدۂ گرامی کے ساتھ بیت الاحزان جایا کرتے تھے اور سارا دن ماتم و غم میں گزار دیتے تھے تا کہ اس طرح اپنی والدہ کے غم کو کم کر سکیں اور اُنؑ کے گریہ کو شاید بہتر اور مؤثر انداز میں لوگوں تک پہنچا سکیں۔ جب رات ہو جاتی تو اپنے والد اور والدہ کے ساتھ گھر واپس آجاتے اور یہ وہ گھر تھا جس پر خوف و وحشت نے ٹھکانہ بنایا ہوا تھا۔ پیغمبرؐ اسلام کے وجود کا نہ ہونا اس گھر کو ایک غم کدہ ظاہر کر رہا تھا۔ جنابِ فاطمہ علیہا السلام نے اپنی موت کو قریب محسوس کیا۔ اپنے جسمِ اطہر کو پوشیدہ رکھنے کیلئے اسماء بنت عمیس سے تابوت تیار کروانے کی خواہش کی اور انہوں نے حبشہ میں جو تابوت دیکھا تھا، اُس کی طرح ایک تابوت تیار کروایا اور سیدہؑ کی خدمت میں پیش

کیا۔ اس وقت پیغمبرؐ اسلام کی وفات کے بعد پہلی بار حبیبہ خدا کے مرجھائے ہوئے ہونٹوں پر خوشی کا ظہور ہوا۔ حضرت زہرا علیہا السلام کے زندگی کے آخری دن حسین علیہ السلام اپنے نانا کی قبر کے پاس تھے۔ جب گھر واپس آئے تو والدہ کو بستر پر موجود پایا۔ اسماء سے سبب پوچھا تو انہوں نے اُن کو ماں کی وفات کی خبر دی۔ پُر درد بچے غم کے دریا میں ڈوبے ہوئے اور فریاد کرتے ہوئے مسجد کی طرف دوڑے اور اپنے والد کو اپنی ماں کی جدائی کی خبر دی۔

آنحضرتؐ شیخین کے زمانے میں

حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی وفات کے بعد علی علیہ السلام تنہا رہ گئے۔ اکیلا، سچا ساتھی بھی آپؑ کو چھوڑ کر چلا گیا۔ دنیا پرست، بدزبان اور گستاخ لوگوں نے بھی امامؑ کو تنہا چھوڑ دیا اور اُنؑ کے بلندترین حق اور قدرومنزلت کو نہ پہچانا۔ امامؑ نے وحدتِ اسلامی کا لحاظ کرتے ہوئے ہر طرح کے تفرقے سے پرہیز کیا اور مجبوراً حکومتِ وقت کے ساتھ سمجھوتہ کر لیا۔ لیکن حکومت سے تعاون کرنا اتنا دردناک تھا کہ جیسے خود امامؑ اپنے خطبۂ شقشقیہ میں فرماتے ہیں کہ اس حکومت کو برداشت کرنا میرے لئے ایسا تھا جیسے آنکھ میں کانٹا اور گلے میں ہڈی ہو۔ امام حسن علیہ السلام بھی اُس خداداد ذہن وعقل کے ساتھ حق کے چھن جانے کی گرمی وسختی کو درک کر رہے تھے اور یہ منحوس فعل ہمیشہ امامؑ کے سامنے رہتا تھا۔ وہ جو ان کے والد بزرگوار کی مسند پر بیٹھا تھا، اس سے دشمنی رکھتے تھے اور اُس کے کردار پر اعتراض کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ ایک دن ابوبکر منبر پر گفتگو کر رہا تھا اور امام حسنؑ ابھی آٹھ سال کے بچے تھے، مسجد میں آئے اور دیکھتے ہی آواز دی کہ ابوبکر! میرے باپ کے منبر سے اُتر آ اور اپنے باپ کے منبر پر جا کر بیٹھ۔

جب کسی حکومتِ وقت کو کوئی ایسی مشکل پیش آتی جس کے حل کرنے پر قادر نہ ہوتے تو امام علی علیہ السلام کی پناہ تلاش کرتے اور اُنؑ سے مدد طلب کرتے۔ امامؑ کبھی تو خود ان کو جواب دیدیتے اور کبھی اپنے بیٹے حسن علیہ السلام کی طرف بھیج دیتے تھے۔ ان مواقع میں سے ایک موقع پر ایک اعرابی ابوبکر کے پاس آیا اور کہا کہ میں حج کے احرام کی حالت میں شترمرغ کے انڈے توڑ کر کھا گیا ہوں۔ میرے بارے شرعی حکم کیا

ہے؟ ابوبکر جواب نہ دے سکا اور عمر کے پاس گیا۔ وہ بھی اپنے دوست کی طرح جواب نہ دے سکا۔ مسئلہ عبدالرحمٰن بن عوف کے پاس لے گئے۔ اُس سے بھی کوئی جواب نہ بن سکا۔ مجبور ہو کر اعرابی کو عالم غیرِ معلم امیرؑ المومنین کے گھر کی طرف بھیجا۔ آنحضرتؑ نے حسنین علیہم السلام کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ان دو بیٹوں میں سے جس سے چاہتا ہے، سوال کر۔

اعرابی شخص نے امام حسنؑ سے سوال کا جواب پوچھا۔ امامؑ نے فرمایا: ''کیا تمہارے پاس اونٹ ہیں؟'' جواب تھا ''ہاں''۔ امامؑ نے فرمایا کہ تو نے شتر مرغ کے جتنے انڈے کھائے ہیں، اُتنی ہی اونٹنیاں نر اونٹوں کے ساتھ ملا اور جو اُن سے بچے پیدا ہوں، اللہ کے گھر کیلئے ہدیہ دیدے۔

امام علی علیہ السلام نے فرمایا کہ ممکن ہے کچھ اونٹنیاں بچے نہ دیں تو امام حسن علیہ السلام نے جواب دیا: ''ممکن ہے کہ کچھ انڈے خراب ہوں''۔

امام علی علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو شاباش دی اور حاضرین کی طرف دیکھ کر اپنے بیٹے کے مقامِ علمی اور معرفت کے بارے میں گفتگو کی اور فرمایا کہ حسن علیہ السلام کو بھی اُسی ذات نے علم سکھایا ہے جس نے سلیمان بن داؤد کو حکمت سکھائی ہے۔

امام حسن علیہ السلام نے عمر کے زمانے میں اپنا بچپنا گزارا اور تازہ جوان ہوئے۔ عمر کی سیاست یہ تھی کہ امامؑ کے مقام کو بڑا سمجھے اور حسنین علیہم السلام کی عزت کو واجب قرار دے اور مسلمانوں کو جو مال بطور غنیمت ملتا تھا، اُس میں سے سیاسی لحاظ سے کچھ حصہ معین کرے۔ جیسا کہ کہتے ہیں کہ یمن سے کچھ حُلّے عمر کے پاس آئے۔ اُس نے دو حُلّے حسنینؑ کیلئے بھیجے اور مالِ غنیمت میں سے ان کا حصہ ان کے والد بزرگوار کے برابر قرار دیا۔ بیت المال سے ملنے والے حصہ میں حسنین علیہما السلام کو اصحابِ بدر کی طرح حساب میں لاتا تھا اور اہلِ بدر کا حصہ پانچ ہزار درہم تھا۔ جب عمر ابولولو کی ضرب سے زخمی ہوا اور اُس نے دیکھا کہ اب میرا بچنا مشکل ہے اور موت نزدیک ہے تو خلافت کو امام علی علیہ السلام سے دور رکھنے کیلئے اور بنی امیہ کو دینے کی خاطر چالاکی سے ایک جعلی شوریٰ بنادی۔ شوریٰ میں ایسے افراد کو شامل کر دیا کہ خلافت حتمی طور پر عثمان کو

مل جائے۔ امام حسن علیہ السلام اس منتخب کی ہوئی شوریٰ کے اجلاسوں میں شریک ہوئے اور اپنی آنکھوں سے خود پرستی وحق کے غصب ہونے کی بزدلانہ کارروائیوں کا مشاہدہ کرتے اور شدید غم وغصہ اپنے اندر محسوس کرتے۔ آپؑ اچھی طرح جانتے تھے کہ مرنے والے خلیفہ کے منتخب کئے ہوئے افراد نے دین کو کس طرح اپنی خواہشات کے مطابق بنالیا ہے اور اسلام تو صرف بطور لفظ زبان پر ہے، حالانکہ ان کی گردش اُس محور کی طرف ہوتی ہے جہاں سے ان کو فائدہ حاصل ہوتا ہو۔

امامؑ اپنے والدِ بزرگوار کے دنوں میں

جنگِ بدر میں علی علیہ السلام کی خلافت کا زمانہ ایک ایسا چمکتا ہوا دور تھا جب حق وعدالت کے پرچم بلند تھے اور حکومتِ عدل ومساوات نے دنیائے انسانیت پر سایہ کیا ہوا تھا۔ یہ ایسے ایام تھے کہ جیسے پیغمبرؐ اسلام کا زمانہ ہو۔ اس دور میں معرفت وتعلیم اور دوسرے بڑے بڑے اہداف ظہور پذیر ہوئے۔ عثمان کی حکومت ایک ایسی حکومت تھی جس کا حاکم بیت المال کے اموال اور دوسرے مسلمانوں کے فوائد ناجائز طور پر اپنے قریبیوں اور رشتہ داروں پر قربان کررہا تھا۔ یہ ایسی حکومت تھی جو پیغمبرؐ اسلام کی طرف سے شہر بدر کئے ہوئے لوگوں کو دوست اور عزت دے رہی تھی اور ایسے لوگ جو زبانِ پیغمبرؐ سے ملعون قرار دیئے گئے تھے، اُن کو نزدیک کررہی تھی۔ اصحابِ پیغمبرؐ میں سے باایمان اور بزرگ شخصیتوں کو ڈرایا دھمکایا اور دور کیا جارہا تھا۔ اسی وجہ سے عثمان کے مخالفوں نے اپنی تمام تر قوت کے ساتھ اُس کی خلافت کے خلاف قیام کیا اور نتیجتاً اُسے قتل کردیا۔

عثمان کے قتل ہونے کے بعد لوگ علی علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا کہ ہم آپ سے زیادہ خلافت کے سزاوارتر، پیغمبرؐ کے قریب ترین اور ایمان میں سب سے اوّل کسی کو نہیں جانتے۔ امامؑ نے خلافت کو قبول کرنے سے انکار کیا اور اس پر اصرار فرماتے رہے۔ لیکن چونکہ لوگوں کے نزدیک ان سے بڑھ کر کوئی صالح شخص نہیں تھا، لہٰذا وہ بھی اپنی بات پر ڈٹے رہے۔ امامؑ نے لوگوں کے اصرار اور اس لئے کہ حکومتِ اسلامی کو اس کی حقیقی راہ پر لے آئیں، خلافت کو قبول کرلیا۔ لیکن تھوڑی ہی دیر کے بعد ان افراد نے

جو اقتدار تک پہنچنے کیلئے اور مالِ دنیا کے لالچ کی خاطر اُس حکومت کے ساتھ لگے ہوئے تھے، مخالفت شروع کردی۔ طلحہ اور زبیر جو پیغمبرؐ کے اصحاب میں شمار ہوتے تھے، جنہوں نے پیغمبرؐ کے اشارات اور طرزِ عمل امام علی علیہ السلام کے ساتھ دیکھا تھا، امامؑ کی مخالفت شروع کردی اور پیغمبر کی زوجہ حضرت عائشہؓ کی رہنمائی میں جنگ کے شعلے بھڑکانے شروع کردیئے جو جنگِ جمل کے وقوع کا سبب بنے۔

امامؑ نے بھی ان کے ساتھ جنگ کیلئے تیاری شروع کردی اور ملک کے چاروں طرف سے امداد طلب کی۔ ابوموسیٰ اشعری نے جو اس وقت کوفہ کا گورنر تھا، امداد دینے سے انکار کردیا۔ امام علی علیہ السلام نے اپنے بیٹے حسنؑ اور عمارؓ یاسر کو ایک خط دے کر بھیجا جس میں ابوموسیٰ کی معزولی کا حکم تھا۔ لیکن اُس نے پھر بھی انکار کردیا۔ امام حسن علیہ السلام نے کوفہ میں خطبہ پڑھا اور لوگوں کو اپنے والد بزرگوار کی مدد کیلئے بلایا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ مالک اشتر کی رہنمائی میں ابوموسیٰ اشعری کے محل کی طرف حملہ آور ہوئے اور اُسے محل سے نکال دیا۔ جب دو لشکر مدِمقابل ہوئے تو امام علیہ السلام نے بڑی کوشش کی کہ صلح ہو جائے لیکن مخالفین جنگ کرنے پر مصر تھے۔ مخالفین کی طرف سے مقررین لوگوں کو جنگ کیلئے بھڑکا رہے تھے۔

عبداللہ بن زبیر کے تقریر کرنے کے بعد امام علی علیہ السلام نے اپنے بیٹے حسنؑ سے فرمایا کہ بیٹے اٹھو اور ان لوگوں کے ساتھ گفتگو کرو۔ امام حسن علیہ السلام اٹھے اور اپنی تقریر میں فرمایا کہ زبیر کے بیٹے نے جو بات کی ہے کہ علی علیہ السلام نے لوگوں کے درمیان اختلاف پیدا کردیا ہے، تو اس کام کا ذمہ دار اس سے پہلے خود اس کا باپ زبیر ہے۔ اُس نے دل سے بیعت نہیں کی تھی بلکہ فقط ظاہری طور پر بیعت کا اقرار کیا تھا جبکہ پس پردہ لوگوں کو جنگ کیلئے اکساتا رہتا تھا۔ اس جنگِ جمل میں امام حسن علیہ السلام نے لشکر کے دائیں طرف والے دستے کی سپہ سالاری سنبھالی جبکہ بائیں طرف والے دستے کی کمان ان کے بھائی امام حسین علیہ السلام کے ہاتھ تھی۔ امام علی علیہ السلام کی شجاعت اور بے مثال قیادت کی وجہ سے دشمن کا لشکر جو عائشہ، طلحہ اور زبیر کی رہنمائی میں جمع ہوا تھا، شکست کھا گیا۔ لیکن عائشہ کے اس اقدام نے، جو اُس نے جنگ کے ذریعے امامؑ کے ساتھ انجام دیا تھا، مخالفین کیلئے امامؑ کی مخالفت کے دروازے کھول دیئے اور مسلمان اپنی

وحدت کو اپنے ہاتھ سے کھو بیٹھے۔

امام حسن علیہ السلام جنگ صفین میں

تاریخ اسلام کے اہم ترین واقعات میں سے ایک واقعہ جنگِ صفین کا ہے۔ ایسا دردناک حادثہ جس نے حق و باطل کے درمیان مقابلے کی واضح اور روشن مثال پیش کی۔ ایسا مقابلہ جو اصل خلافتِ اسلامی، جس کی رہنمائی حق کے امیر اور عدل کے شہنشاہ حضرت علیؑ کر رہے تھے، اس حکومتِ دنیاوی کا اقتدار معاویہ کے ہاتھ میں تھا اور جنگِ صفین میں لوگوں کا حضرت علی علیہ السلام کی اجازت کے بغیر موسیٰ اشعری کو نمائندہ منتخب کرنا، پھر لوگوں کا تین گروہوں، خارجین، مارقین اور فاسطین میں بٹ جانا۔ جنگِ صفین کا یہ تلخ ترین واقعہ امام علیہ السلام کی حکومت کی کمزوری کا سبب بنا اور اس واقعہ نے امام علیہ السلام کو اس قدر غمگین کیا کہ موت کی تمنا کرنے لگے۔

یہ اس پُر فریب واقعہ کے نتائج تھے جن کی وجہ سے امام حسن علیہ السلام صلح پر مجبور ہوئے۔ معاویہ نے اپنی سنہری خواہشات کیلئے عثمان کی خون طلبی کو اپنے لئے جواز قرار دیا۔ امام علیہ السلام نے اُسے اپنے حکم کو قبول کرنے کی دعوت دی لیکن اُس نے انکار کر دیا اور اپنے مقاصد میں کامیاب ہونے کیلئے عمرو بن عاص، جو تاریخ کی گواہی کے مطابق ایک فریبی اور دھوکہ باز شخص تھا، جو خود اپنے متعلق کہا کرتا تھا کہ میں نے جس زخمی کو بھی انگلی ماری ہے، اُسے لہولہان کر دیا ہے، ایسے شخص سے مدد طلب کی۔ لوگ بھی خوف یا مالِ دنیا کے لالچ میں معاویہ کے ساتھ ہو گئے اور تھوڑا تھوڑا کر کے معاویہ کی طاقت بڑھتی گئی۔ اُس کی حکومت قوی ہو گئی۔

بالآخر معاویہ جنگ کیلئے تیار ہوا اور چلتے ہوئے صفین پہنچ گیا۔ امام علی علیہ السلام ابھی کوفہ میں تھے۔ اُن کے بیٹے امام حسن علیہ السلام لوگوں کو اپنی مختلف تقریروں کے ذریعے سے جنگ کیلئے آمادہ کرتے رہے۔ جس وقت دونوں لشکر مدِ مقابل آئے، امام علیہ السلام نے جنگ نہ کرنے کی بڑی کوشش کی لیکن امام علیہ السلام کی کوشش کا کوئی نتیجہ نہ نکلا اور جنگ شروع ہو گئی۔

معاویہ کی پُرفریب سیاست ضروری سمجھتی تھی کہ امام علیہ السلام کے لشکر کے سپہ سالاروں کو ڈرائے اور لالچ و فریب دے اور اپنی طرف متوجہ کرے۔ اس وجہ سے اس نے امام حسن علیہ السلام کو اپنے پاس بلانے کا ارادہ کیا۔ اس چالبازی کے تحت عبداللہ بن عمر کو امامؑ کے پاس بھیجا اور امامؑ سے کہا کہ مجھے آپ کے ساتھ کام ہے۔ امامؑ نے فرمایا کہ کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا کہ آپ کے والد نے قریشیوں کے بڑے بڑے بزرگوں کو قتل کیا ہے اور لوگ اُن کے بارے میں دل میں بغض رکھتے ہیں۔ کیا آپؑ اس کام کیلئے راضی ہیں کہ اپنے والد کو خلافت سے معزول کر دیں اور ہم اس کے بدل میں آپ کو حکومت کی باگ ڈور دیدیں۔

امام حسن علیہ السلام نے ایسی چیخ ماری جیسے کسی خیانت کار بچھو نے ڈنگ مارا ہو اور کہا کہ:

''خدا کی قسم! ایسا کبھی نہیں ہو سکتا''۔

امام حسن علیہ السلام عبیداللہ کی گمراہی اور سرکشی اور راہِ حق سے منحرف ہونے کی وجہ سے گویا کہ اُسے جنگ میں قتل ہوتا ہوا دیکھ رہے تھے، اُسے فرمایا:

''ایسے ہے جیسے میں آج یا کل تجھے اس جنگ میں قتل ہوتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔ شیطان نے تجھے دھوکہ دیا ہے۔ اس طرح تجھے زینت دی ہے گویا کہ تو نے اپنے آپ کو بنایا سنوارا ہوا ہے اور معطر کیا ہے تا کہ شام کی عورتیں تجھے دیکھیں اور تیری ہو جائیں۔ لیکن عنقریب خدا تجھے موت کا مزہ چکھائے گا''۔

عبیداللہ حیرت اور شرمساری کے ساتھ معاویہ کی طرف لوٹ گیا اور تمام صورتِ حال کو بیان کیا۔ معاویہ نے خوف کے عالم میں جواب دیا کہ وہ بیٹا اُسی باپ کا ہے۔ عبیداللہ اُسی روز میدانِ جنگ میں آیا اور ایک ہمدانی شخص کے ہاتھوں مارا گیا۔ امام علیہ السلام نے، جبکہ میدانِ جنگ سے گزر رہے تھے، ایک مرد کو دیکھا جو ایک مُردہ شخص کی لاش کو کھینچ رہا تھا۔ اُس کی آنکھ میں تیر لگا ہوا تھا۔ پاؤں رکاب میں پھنسے ہوئے تھے۔ امام علیہ السلام نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے؟ جواب ملا کہ ہمدانی ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ قتل ہونے والا کون ہے؟ جواب ملا کہ عبیداللہ بن عمرو ہے۔ امام علیہ السلام خوش ہوئے اور فرمایا کہ میں اس کامیابی پر خدا کا شکر گزار ہوں۔

حضرت علی علیہ السلام نے جب صورتِ حال کو اس طور پر پایا تو اپنے ساتھیوں کو ایک عام جنگ کیلیئے تیار کیا۔ معاویہ نے بھی جنگ کی تیاری کی۔ دونوں گروہ جنگ میں مشغول ہو گئے۔ امام علیہ السلام نے جرأت کے ساتھ دشمن کی فوج پر حملے کیۓ اور دشمن کو موت کے سمندر میں ڈبوتے رہے۔ جب امام علی علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو موت کے درمیان پھنسا ہوا پایا تو پریشان ہوئے اور پریشانی کے عالم میں آواز دی کہ اس لڑکے کو روکو، کہیں اس کی موت مجھے برباد نہ کردے۔ میں ہرگز نہیں چاہتا کہ یہ دو بیٹے جنگ میں مارے جائیں کیونکہ ان کے مرنے سے نسلِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ختم ہو جائے گی۔

امام علیہ السلام اپنے آپ کو لشکر کے درمیان میں لے گئے۔ امام حسن علیہ السلام گھبرائے کہ کہیں دشمن کی طرف سے والد بزرگوار کی جان کو کوئی خطرہ لاحق نہ ہو جائے۔ انہوں نے کہا کہ:

''کیا حرج ہے اگر آپ اپنے ان دوستوں تک پہنچنے کی کوشش نہ کریں جو دشمنوں کے مقابلے میں ہیں''۔

امام علیہ السلام نے اپنے بیٹے کا مقصد جان لیا کہ وہ اس بات سے کیا کہنا چاہتے ہیں۔ امامؑ نے اندازِ محبت میں فرمایا کہ بیٹے! آپ کے باپ کی موت کا ایک دن معین ہے۔ وہ اس سے آگے نہیں جا سکتے اور جتنی کوشش کرلیں، موت کا وقت نہ پیچھے جا سکتا ہے اور نہ آگے آ سکتا ہے۔ پھر فرمایا:

''خدا کی قسم! آپ کے باپ کو پرواہ نہیں ہے کہ موت اُس کی طرف آئے یا وہ موت کی طرف جائے۔''

جنگ آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہی تھی اور امام علیہ السلام کی کامیابی یقینی تھی۔ اسی اثناء میں معاویہ نے عمرو بن عاص کے ذریعے ایک نئی سازش کی اور حکم دیا کہ قرآن نیزوں پر اٹھالو۔ بے سمجھ لوگوں نے قرآنِ صامت کے ساتھ تمسک کرنے کے دھوکے میں قرآنِ ناطق یعنی امامؑ وقت کو تنہا چھوڑ دیا۔ اس کے نتیجے میں امامؑ کے لشکر میں اختلاف پیدا ہو گیا اور یہ اختلاف سبب بنا کہ امامؑ مجبور ہوئے کہ اپنی مرضی کے خلاف ابوموسیٰ اشعری کی حاکمیت کو قبول کریں۔

عمرو بن عاص نے اس سیدھے سادھے بوڑھے آدمی کو دھوکہ دیا اور امام علیہ السلام کو حکومت سے جدا کر دیا۔ جب عمرو بن عاص نے ابو موسیٰ اشعری کو دھوکہ دیا اور اُسے اس دھوکے کا علم ہوا تو چیخا اور کہنے لگا کہ خدا تجھ پر لعنت کرے۔ تو اُس کتے کی طرح ہے جو اپنی زبان نکالے ہوئے ہو۔ عمرو بن عاص نے ابو موسیٰ اشعری کو ایک طرف لے جا کر کہا کہ تو اُس گدھے کی طرح ہے جس پر وزن رکھا ہوا ہو۔

جب عراق کے لوگوں کو ابو موسیٰ کے ذریعے سے امامؑ کی معزولی کی خبر پہنچی تو فساد کی آگ نے اپنا منہ کھول لیا۔ امام علیہ السلام نے اس افسوسناک موقع پر مناسب جانا کہ میری طرف سے کوئی شخص اٹھ کر لوگوں کو صورتحال سے آگاہ کرے۔ اپنے بیٹے امام حسن علیہ السلام کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ بیٹے اٹھو اور ابو موسیٰ اور عمرو بن عاص کے متعلق کچھ کہو۔

امام حسن علیہ السلام اٹھے اور فرمایا:

''اے لوگو! یہ دو آدمی جو حاکمیت کیلئے منتخب ہوئے تھے، ان کیلئے شرائط معین تھیں۔ ہم نے ان کو اس لئے منتخب کیا تھا کہ اپنی خواہشات کے خلاف اور قرآن کے مطابق فیصلہ کریں۔ لہٰذا ایسے آدمیوں کو حاکم نہیں کہا جا سکتا بلکہ یہ محکوم علیہ ہیں''۔

(یعنی یہ حکم لگانے کے قابل نہیں ہیں بلکہ خود ان پر حکم لگنا چاہئے)۔

امام حسن علیہ السلام جنگِ نہروان میں

جنگِ صفین کے بعد وہی لوگ جنہوں نے امام علیہ السلام کو ابو موسیٰ اشعری کی حاکمیت کو قبول کرنے پر مجبور کیا تھا، اعتراض کرنے لگے کہ آپ نے حاکمیت کو قبول کیوں کیا ہے؟ یہاں تک کہ انہوں نے کوفہ سے باہر آ کر نہروان کے مقام پر اپنا ہیڈ کوارٹر بنا لیا۔ جب ان لوگوں نے چند آدمیوں کو قتل کر دیا تو امام علیہ السلام نے ان کی طرف رخ کیا اور شاید ایک ہی جنگ کے بعد ان سب کو قتل کر دیا۔ امام حسن علیہ السلام اس جنگ میں بھی دیگر جنگوں کی مانند ایک خاص بہادری اور آگاہی کے ساتھ امام علیہ السلام کی مدد کیلئے اٹھے اور اپنے گرما دینے والے بیانات کے ذریعے سے لوگوں کو اپنے والد بزرگوار کی مدد اور خوارج کا مقابلہ

کرنے کیلئے بلایا۔

امام حسنؑ اپنے والد بزرگوار کی شہادت کے وقت

صفین اور نہروان جیسی خونی اور بے نتیجہ جنگوں کے بعد امام علیہ السلام کی فوج اور ساتھیوں میں سستی، تھکاوٹ اور کمزوری کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ اس وجہ سے امامؑ کے بلانے پر نہ آتے تھے اور حضرتؑ کے احکام کی اطاعت نہ کرتے تھے۔ اس طرح کے سخت اور ناگوار حالات نے امام علیہ السلام کو اس طرح رنجیدہ اور غمزدہ کر دیا تھا کہ اب زندگی سوائے مصیبت اور دل جلانے کے علاوہ اور کچھ نہ تھی اور آرزو رکھتے تھے کہ دنیا سے ابدی اور روشن جہان کی طرف جا سکیں۔ ہر وقت اس آرزو کو دہراتے اور شہادت کی تمنا کرتے رہتے تھے۔ اس بات کی تصریح ان کی شہادت کے واقعہ سے قبل ان کے بیٹے حسن علیہ السلام کے ساتھ راز و نیاز کی باتوں میں موجود ہے۔ ایک دفعہ آپؑ نے فرمایا:

''گزشتہ رات نیند میں میری آنکھیں بند ہوئیں تو میں نے دیکھا کہ رسولِ خدا میرے پاس آئے ہیں تو میں نے کہا کہ یا رسولؐ اللہ! کیا آپ دیکھ رہے ہیں کہ آپ کی امت کی طرف سے کس طرح کی دشمنیاں اور مصائب میرے اوپر آئی ہیں۔ رسولِ خدا نے فرمایا کہ اُن پر لعنت کرو۔ میں نے کہا کہ خداوندا! ان سے بہتر مجھے عطا فرما اور مجھ سے بدتر حاکم ان پر مسلط فرما''۔

امام علیہ السلام کے خاص اصحاب کو امامؑ کے بارے میں خطرہ تھا کہ کوئی دشمن آپؑ کو قتل نہ کر دے۔ اس لئے امام علیہ السلام سے درخواست کی کہ آپؑ اپنے ساتھ کوئی محافظ رکھیں۔ امامؑ نے قبول نہ کیا اور فرمایا کہ ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ کوئی تیر مجھے لگے اور کوئی ضرب مجھے زخمی کر دے۔ یہاں تک کہ رمضان کا مہینہ آن پہنچا۔ وہ مہینہ جس کا مقام اور مرتبہ اتنا بلند ہے کہ اُسے خدا کا مہینہ کہا جاتا ہے۔ جس میں قرآن مجید نازل ہوا۔ اس مہینے میں امام علیہ السلام کبھی اپنے بیٹے حسن علیہ السلام کے گھر روزہ افطار فرماتے، کبھی حسین علیہ السلام کے گھر اور کبھی اپنی بیٹی زینب سلام اللہ علیہا کے گھر افطار فرماتے تھے۔ تین لقموں سے زیادہ کبھی تناول نہ فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنے خدا کے پاس خالی پیٹ

جاؤں۔ رمضان المبارک کی انیسویں شب امامؑ کی عجیب حالت تھی اور پریشان کن کیفیت تھی۔ گھر کے صحن میں اندوہناک اور مشتاقانہ حالت میں کبھی اِدھر اور کبھی اُدھر جاتے تھے، آسمان کی طرف دیکھتے تھے اور اس رات میں ایک عظیم واقعہ کے رونما ہونے کی اطلاع دیتے تھے۔ فرماتے تھے کہ میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اور نہ ہی یہ جھوٹ تھا۔ آج کی رات وہی رات ہے جس کا مجھ سے وعدہ کیا گیا۔

جب امام علیہ السلام گھر سے باہر جانے لگے تو گھر کی مرغابیوں نے شور مچانا شروع کر دیا۔ امام حسن علیہ السلام آگے آئے تو کہا کہ اس وقت گھر سے باہر کیوں تشریف لے جا رہے ہیں؟ امامؑ نے فرمایا کہ گزشتہ رات جو خواب میں نے دیکھا ہے، وہ مجھے مجبور کر رہی ہے۔ پھر خواب کو نقل کیا اور فرمایا کہ اگر خواب کی تعبیر ظاہر ہوگئی تو تمہارا باپ قتل ہو جائے گا اور مکہ و مدینہ کے لوگ ماتم کرنے لگیں گے۔

امام حسن علیہ السلام گھبرائے اور سر سے پاؤں تک کانپنے لگے۔ پھر پوچھا کہ یہ دردناک واقعہ کب رونما ہوگا؟ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا قرآن میں فرماتا ہے کہ کوئی نہیں جانتا کہ اُسے کل کیا ملنے والا ہے اور وہ کس سرزمین پر مرے گا۔ لیکن میرے حبیب پیغمبرؐ خدا نے فرمایا ہے کہ یہ حادثہ رمضان کے مہینے کے آخری دس دنوں میں ہوگا۔ میرا قاتل ملجم کا بیٹا ہوگا۔ امامؑ نے اپنے بیٹے کو قسم دی کہ واپس لوٹ جائے اور سو جائے۔ امام حسن علیہ السلام کے پاس اس وقت کوئی چارہ نہ تھا کہ واپس لوٹ جائیں۔

امامؑ سحری کی تاریکی میں گھر سے مسجد کی طرف چلے گئے۔ حضرت علی علیہ السلام جیسی ہستی جو پیغمبرؐ اسلام کے بعد قابل ترین فردِ کائنات اور گوہرِ یگانہ کہ جس کی پاک سیرت ہر طرح کے نقص اور عیب سے پاک تھی، دنیا کے بدترین شخص کے ہاتھ سے محرابِ عبادت میں خون سے رنگین ہو کر زمین پر گر گئی۔ تمام لوگ گریہ کرتے ہوئے مسجد کی طرف دوڑے۔ آگے آگے حضرتؑ کے بیٹے باپ کے خون آلود پاک جسم کی طرف لپکے آ رہے تھے۔ امامؑ محرابِ عبادت میں گرے پڑے تھے۔ کچھ لوگ امام علیہ السلام کو نماز کیلئے کھڑا کرنے کی کوشش کر رہے تھے لیکن امامؑ اٹھ نہیں سکتے تھے۔ امامؑ کی نگاہ حضرت امام حسن علیہ السلام پر پڑی اور فرمایا کہ بیٹا تم لوگوں کو نماز پڑھاؤ۔ امام حسن علیہ السلام نے نماز کے بعد اپنے والد بزرگوار کا سرِ مبارک

اپنے دامن میں لیکر، درآنحالیکہ آنکھوں سے آنسو جاری تھے، پوچھا کہ کس ظالم نے آپؑ کے ساتھ یہ ظلم کیا ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ یہودیہ عورت کے بیٹے عبدالرحمٰن ابن ملجم نے۔ امام حسن علیہ السلام نے پوچھا کہ کہاں سے بھاگا اور کدھر گیا ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ضروری نہیں کہ کوئی اس کے پیچھے بھاگے بلکہ بہت جلد اُسے مسجد میں لے آئیں گے۔ ابھی ایک لحظہ نہ گزرا تھا کہ اُسے مسجد میں لایا گیا۔ امام حسن علیہ السلام نے اُس سے پوچھا:

''اے لعنتی! امیر المومنینؑ اور امام المسلمینؑ کو تو نے قتل کر دیا۔ اُنؑ کے احسانات کا تو نے یہ صلہ دیا ہے کہ اُنہوں نے تجھے پناہ دی اور اپنے قریب کیا اور تو نے اس کا یہ جواب دیا ہے؟''

امام حسن علیہ السلام نے اپنے والد بزرگوار کو گھر منتقل کیا اور کوفہ کے ماہر طبیب کو حضرتؑ کے علاج کیلئے بلایا جس کا نام اثیر بن عمرو سکونی تھا۔ جب طبیب نے امام علیہ السلام سے کہا کہ یا امیر المومنینؑ! وقت موت قریب ہے۔ کوئی وصیتیں ہیں تو فرمالیں۔ امام حسن علیہ السلام روتے ہوئے، گویا کہ دل میں غم کا پہاڑ لئے ہوئے اپنے والد بزرگوار سے عرض کرتے ہیں کہ بابا! آپؑ کی موت نے میری کمر توڑ دی ہے۔ مجھ میں طاقت نہیں ہے کہ آپؑ کو اس حال میں دیکھ سکوں۔ امام علیہ السلام نے پیار سے فرمایا کہ بیٹا آج کے بعد میرے بارے میں غم نہ کرنا اور گریہ نہ کرنا کیونکہ آج تیرے نانا پیغمبرؐ خدا تیری نانی خدیجہؑ اور تیری والدہ زہرا کا دیدار کروں گا۔ فرشتے ہر وقت میرے آنے کے انتظار میں ہیں۔ پس گریہ نہ کر اور پریشان نہ ہو۔

اس کے بعد امامؑ بیہوش ہو گئے اور جب ہوش میں آئے تو دیکھا کہ بیٹا رو رہا ہے۔ فرمایا کہ بیٹا رو کیوں رہے ہو؟ آج کے بعد کوئی مصیبت اور دکھ تیرے باپ کے لئے نہیں ہے۔ روتے کیوں ہو؟ آخر ایک دن تجھے بھی زہر کے ساتھ شہید کر دیا جائیگا اور تیرے بھائی حسینؑ کو تلوار کے ساتھ قتل کر دیں گے۔

پھر امام علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کی طرف رخِ انور کیا اور اُنہیں وصیتیں کیں۔ جب احساس کیا کہ موت قریب ہے اور بہت جلد دربارِ خداوندی میں حاضری ہوگی تو خلافت کی ذمہ داری اپنے بیٹے حسن علیہ السلام کے سپرد کی اور اپنے دوسرے بیٹوں، خاندان کے بزرگوں اور اپنے ماننے والوں کو اس بات پر

گواہ ٹھہرایا۔ کچھ خطوط اور اپنا اسلحہ امام حسن علیہ السلام کے سپرد کیا اور فرمایا کہ پیغمبرؐ خدا نے مجھے وصیت کی تھی کہ یہ چیزیں آخری وقت تجھے دیدوں۔

امام علیہ السلام تلاوتِ قرآن میں مشغول تھے کہ آپؑ کی روح نے لقاءِ الٰہی کیلئے جسدِ مبارک سے مفارقت اختیار کی۔ اس کے بعد دنیا میں اندھیرا چھا گیا کیونکہ آپؑ کا وجود ایسا نور تھا کہ جسے خدا نے اس لئے پیدا کیا تھا کہ دنیا کی خوفناک تاریکی کو روشنی میں تبدیل کردے۔

امام حسن علیہ السلام اپنے شہید والد بزرگوار کے غسل و کفن اور جنازہ کی تیاری میں مشغول ہوگئے۔ جب رات کا کچھ حصہ گزرا تو اپنے خاص وفادار دوستوں کیساتھ کوفہ سے نجفِ اشرف لے گئے۔ جنازے کو اگلی طرف سے جبرائیلؑ اور میکائیل اٹھائے ہوئے تھے اور حضرتؑ کو نجفِ اشرف دفن کردیا۔

اب خلافت کو امام حسن علیہ السلام کے وجودِ مبارک سے ایک نئی زینت ملی اور حکومتِ اسلامی کی رہبری امیر المؤمنین علیہ السلام کی وصیت کے مطابق ان تک پہنچی۔ دوسری طرف معاویہ اپنی تمام تر طاقت کے ساتھ سادہ لوح اور بیوقوف لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے میں مشغول رہا۔ اس نے امیر المؤمنین علیہ السلام کے قتل کی خبر سننے پر خوشی کا اظہار کیا۔

امام حسن علیہ السلام کی خلافت کا آغاز اور معاویہ کی فریب کاریاں

جب خلافت امام حسن علیہ السلام کو مل گئی تو معاویہ شدید پریشانی میں مبتلا ہوگیا اور اُسے کچھ نہیں سوجھ رہا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ لوگوں کے نزدیک امام حسن علیہ السلام کا ایک عظیم مقام ہے۔ لوگوں کے درمیان حضرتؑ بڑے محبوب ہیں۔ اب وہ عثمان کی خون خواہی کا حربہ امامؑ کے بارے میں استعمال نہیں کرسکتا تھا کیونکہ امام حسن علیہ السلام تو عثمان کے قتل کے وقت اُس کا دفاع کرنے والوں میں سے تھے۔

اب معاویہ نے اپنے ساتھیوں کیساتھ مشورہ کیا تو اُن میں لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے اور امام حسن علیہ السلام کی حکومت کو کمزور کرنے کیلئے یہ دو امر طے پائے:

۱)۔ شہروں کے بڑے بڑے آدمیوں کو، قبائل کے رؤساء کو اور اہم شخصیات کو خط لکھے جائیں اور اُنہیں رشوت دی جائے۔

۲)۔ جن شہروں کے لوگوں نے امام علیہ السلام کی خلافت کو قبول کیا ہے اُن میں جاسوس بھیجے جائیں۔

اس کام کیلئے معاویہ نے دو ماہر اور قابل اعتماد جاسوس کوفہ اور بصرہ کی طرف روانہ کئے۔ وہ دونوں جاسوس کوفہ اور بصرہ میں گرفتار کر لئے گئے۔ امام حسن علیہ السلام اور عبداللہ بن عباس نے، جو امام علیہ السلام کی طرف سے بصرہ کے حاکم تھے، ان دونوں کو قتل کر دیا۔ اس واقعہ کے بعد امام علیہ السلام نے ایک خط کے ذریعے معاویہ کو خبردار کیا اور جنگ کی دھمکی دی۔ معاویہ جو امام علیہ السلام کے خط کی وجہ سے بڑا پریشان تھا، اس نے کوشش کی کہ اس فریب کاری اور بُرے کام کی معذرت طلب کرے اور اپنا دفاع کرے۔ لہٰذا اس نے شہادتِ امیر المؤمنین علیہ السلام پر خوش ہونے سے انکار کیا اور جاسوس بھیجنے کے معاملہ میں چپ رہا، کوئی بات نہ کی۔

عبداللہ بن عباس کے خط کے جواب میں معاویہ نے یہی طریقہ اختیار کیا۔ اسی دوران عبداللہ بن عباس نے امام علیہ السلام کو خط لکھا اور معاویہ سے جنگ کرنے کیلئے آمادہ کیا۔

امام حسن علیہ السلام اور معاویہ کے درمیان سرد جنگ

امام علیہ السلام نے ایک اور خط کے ذریعے معاویہ کو اپنی اطاعت اور بیعت کرنے کی دعوت دی۔ امامؑ نے اُس سے خواہش کی کہ دوسرے مسلمانوں کی طرح وہ بھی اتحادِ اسلامی کا خیال کرتے ہوئے دائرۂ اطاعت میں آجائے۔ امامؑ نے اس خط میں یہ بھی اشارہ کیا کہ خلافت کے بلند ترین منصب کا استحقاق صرف اور صرف اہلِ بیتِؑ پیغمبرکی ذوات کو ہے۔ کسی دوسرے کو اس کے حاصل کرنے کا حق نہیں ہے۔ ساتھ ہی خط میں امام علیہ السلام نے حقِ خلافت کے غصب ہونے کے وقت اپنے باپ کے خاموش ہو جانے کا راز بھی بتلایا کہ فقط اُمت کے اختلاف کا ڈر تھا۔ اتحادِ اسلامی اور کلمۂ توحید کی بلندی کی خاطر اس

تلخ زیادتی کو برداشت کیا۔

معاویہ نے جواباً چالاکی اور دھوکہ بازی کے ساتھ خاندانِ پیغمبرؐ کے حق کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا کہ لوگوں نے ان کے حق کو نہیں پہچانا، باوجود اس کے کہ اصحابِ پیغمبرؐ سے نیک اور صالح افراد امیر المؤمنین علیہ السلام کے ساتھ تھے۔ لیکن پھر بھی قریش اور انصار اور دوسرے لوگوں میں سے افراد کے ایک گروہ نے حضرتؑ کی خلافت کا معاملہ قریش کے سپرد کر دیا اور ابوبکر کی خلافت کے ساتھ راضی ہو گئے جبکہ امیر المؤمنین علیہ السلام کے ساتھ ابوبکر کی خلافت پر راضی نہ ہوئے۔

ایک حیران کن بات معاویہ نے اپنے جوابی خط میں لکھی کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ اُمت کی حفاظت میں مجھ سے بہتر، حکومتی امور کے چلانے میں مجھ سے زیادہ آگاہ، سیاست میں مجھ سے زیادہ ماہر اور لوگوں کے منافع کا مجھ سے زیادہ خیال رکھ سکتے ہیں تو میں خلافت آپ کے سپرد کر دیتا۔

اس خط کے بعد معاویہ نے ایک اور خط دھمکی آمیز لکھا اور اپنی مخالفت سے دور رہنے کا کہا۔ امامؑ کے ساتھ وعدہ کیا کہ اگر آپؑ میری خلافت قبول کرلیں گے تو میرے بعد خلافت آپؑ کو دیدی جائے گی۔ لیکن امام علیہ السلام ان دھمکیوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنی معصومانہ سوچ کے مطابق جنگ کیلئے تیار ہو گئے۔

یہ آخری خط تھا جس کا امام علیہ السلام اور معاویہ کے درمیان تبادلہ ہوا۔ اس کے بعد معاویہ جان گیا کہ اب اُس کی چالاکیوں کا کوئی فائدہ نہ ہوگا، اُس کی غلط سیاست کوئی کام نہ دکھا سکے گی۔ یہ بھی اُسے معلوم ہوگیا کہ امام علیہ السلام جنگ کیلئے تیار ہیں تو وہ بھی جنگ پر آمادہ ہوگیا اور جنگی تیاریوں میں مصروف ہوگیا۔

اعلانِ جنگ

گزشتہ بحثوں میں ہم جان چکے ہیں کہ معاویہ کی خواہش تھی کہ امام علیہ السلام کو فریب کاری کے ذریعے راستے سے ہٹا دیا جائے۔ لیکن جب اُسے اِس میں کامیابی نظر نہ آئی تو اپنی سنہری خواہشات کی تکمیل

کیلئے اُس نے اعلانِ جنگ کر دیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اگر وہ ایسا نہ کرے تو پھر اُسے موقع نہیں ملے گا اور اس کے علاوہ دیگر چند اُمور بھی اُسے جنگ پر اُکسا رہے تھے۔

۱۔ اُس نے عراق کے بزرگوں، لشکرِ اسلام کے سرداروں اور قبائل کے رؤساء سے بڑے بڑے وعدے کر رکھے تھے اور طرح طرح کی اُمیدیں بندھا رکھی تھیں۔ جواباً ان لوگوں نے بھی معاویہ کے ساتھ چلنے اور امام علیہ السلام کو دھوکہ دینے کا خفیہ طور پر عہد کر رکھا تھا۔ اس بات کی دلیل معاویہ کے وہ خطوط ہیں جو اُس نے اپنے کارندوں کو لکھے اور اُنہیں جنگ کیلئے جلد سے جلد تیار ہونے کا کہا۔ یہ بھی لکھا کہ امام علیہ السلام کے ساتھی اُس کے ساتھ مل گئے ہیں۔

۲۔ وہ جانتا تھا کہ امام علیہ السلام کے سپاہی آپس کے اختلاف میں پڑے ہوئے ہیں اور امام علیہ السلام کے حکم کو ماننے سے انکار کر رہے ہیں۔

۳۔ وہ اُس داخلی خطرے سے جو عراق کے بارے میں تھا، جبکہ شام اُس سے پُر امن تھا، بھی آگاہ تھا اور خوارج کے منافقانہ طرزِ عمل نے جو جو خطرناک نقشہ عراق میں کھینچا ہوا تھا اور لوگوں کو مخالفت پر بھڑکا رہے تھے، اُس سے بھی واقف تھا۔

۴۔ امام علی علیہ السلام کی شہادت کہ جس نے عراق کو رہبری سے محروم کر دیا تھا۔

جیسا کہ ہم نے کہا ہے، یہی اسباب تھے جو معاویہ کو اعلانِ جنگ میں جلدی پر آمادہ کر رہے تھے۔ وگرنہ وہ جنگ کو تاخیر میں ڈالنے کے ہر حربہ کو استعمال کرتا تھا جیسے کہ روم کے بادشاہ کے مقابلہ میں اُس نے یہی طریقہ اختیار کر رکھا تھا۔

اسی بناء پر معاویہ نے ایک اطلاعیہ جس کا ایک ہی مضمون تھا، اپنے سب کارندوں اور سپہ سالاروں کو تحریر کیا۔

تمام کو امام علیہ السلام کے خلاف جنگ کیلئے تیار کیا۔ اُنہیں حکم دیا کہ اپنی تمام تر طاقت اور وسائل کے ساتھ جنگ کیلئے میرے ساتھ آ ملیں۔

عراقیوں کا شامیوں سے خوف

جب معاویہ اور اُس کے ایک بہت بڑے لشکر کے عراق کی طرف آنے کی خبر پھیلی تو لوگوں پر خوف وہراس طاری ہوگیا۔ جب امام علیہ السلام کو اس کی اطلاع ملی تو امامؑ نے سب لوگوں کو جمع ہونے کا حکم دیا اور منبر پر تشریف لے گئے۔ حمد وثنائے الٰہی کے بعد حکم دیا کہ تمام لوگ جنگ کیلئے تیار ہو کر نخیلہ کے مقام پر جمع ہو جائیں۔

لوگ جو شام کی فوج سے ڈر چکے تھے، گویا کہ موت کو اپنے سامنے دیکھ رہے تھے، خوف کی وجہ سے اُن کے رنگ زرد تھے، زبانیں گونگی تھیں۔ اپنی سلامتی کو ہر چیز پر مقدم کر رہے تھے، جب امام علیہ السلام کے بزرگ صحابی عدی بن حاتم نے لوگوں کی خاموشی کو دیکھا تو اس طرح خطاب کیا:

''میں عدی بن حاتم ہوں، سبحان اللہ کیسا بُرا اور رسوائی کا وقت تم پر آیا ہے۔ کیا امامؑ اور پیغمبرؐ کے بیٹے کے حکم کو نہیں مانتے؟''

ایسے گفتگو کرنے والے کہاں ہیں جن کی گفتگو دلوں کو چیرتی ہوئی نکل جاتی تھی۔

''تم لوگ جب کسی دیوار کو دیکھتے ہو تو لومڑی کی طرح سوراخ میں چلے جاتے ہو۔ کیا تم دشمنِ خدا سے نہیں ڈرتے اور اُس کی برائیوں کو نہیں جانتے؟''

پھر امام علیہ السلام کی طرف رخ کیا اور امام علیہ السلام کے ساتھ اپنی فرمانبرداری کا اعلان کیا۔ آخر میں کہا:

''میں چھاؤنی کی طرف جا رہا ہوں۔ جو بھی جانا چاہتا ہے، میرے ساتھ آجائے''۔

یہ کہہ کر وہ مسجد سے چلے گئے مگر اُن کے علاوہ اور کوئی بھی نخیلہ کی طرف نہ گیا۔ لوگوں کے اس طرزِ عمل سے امامؑ کے لشکر کے بڑے بڑے سردار بھی غمگین اور پریشان ہوئے۔ اُنہوں نے لوگوں کو سستی کرنے سے ڈرایا۔ جنگ کرنے کیلئے مختلف طریقوں سے اُن کی روحانی طاقت کو جگاتے رہے۔ امام علیہ السلام اپنے سپہ سالاروں کی اس فرمانبرداری پر انہیں شاباش دیتے رہے۔

امام علیہ السلام کے لشکر کی تیاری

امام علیہ السلام تیزی سے مقابلہ کرنے کیلئے کوفہ سے باہر نکلے اور اپنی جگہ پر مغیر بن نوفل کو معین کیا۔ خود ایک بڑے لیکن سست لشکر کے ساتھ نخیلہ کی طرف چلے گئے۔ تھوڑی دیر رکنے کے بعد اپنے سپاہیوں کو تیار کر کے وہاں سے کوچ کیا۔ عبدالرحمٰن کے بت خانہ کے پاس پہنچے اور وہاں تین دن تک قیام کیا۔ ارادہ کیا کہ دشمن کے حالات سے اطلاع حاصل کرنے کی خاطر اور اُن کی پیش قدمی روکنے کیلئے سپاہیوں سے اس کام کو انجام دلوانے کیلئے امام علیہ السلام نے بارہ ہزار سپاہیوں کا ایک گروہ منتخب کیا جن کا سپہ سالار اپنے چچازاد عبیداللہ بن عباس کو بنایا۔ اُن کے جانے سے پہلے امام علیہ السلام نے عبیداللہ بن عباس کو اپنے پاس بلایا اور ان سے کچھ دیر گفتگو کی۔ پھر فرمایا کہ اپنے سپاہیوں کے ساتھ نرمی اور مہربانی سے پیش آنا، جنگ میں پہل نہ کرنا اور سپہ سالاری کے کاموں میں قیس بن سعد اور سعید بن قیس کے ساتھ مشورہ کرنا۔ مزید یہ فرمایا کہ عبیداللہ کی موت کی صورت میں وہ بالترتیب لشکر کے سپہ سالار ہوں گے۔

یہ وہ مقام ہے کہ جہاں سے اہم گفتگو اور بحث کا آغاز ہوتا ہے۔ حضرتؑ کی صلح کا آغاز بھی یہیں سے ہوتا ہے۔ اس کے چند مقامات کا ہم ذکر کرتے ہیں:

ا۔ عبیداللہ کے انتخاب کی وجہ

ہوسکتا ہے کہ ذہن میں سوال پیدا ہو کہ امام علیہ السلام نے عبیداللہ کو اس مقام پر سپہ سالاری کیلئے منتخب کیوں کیا جبکہ امامؑ کی فوج میں اور لوگ بھی موجود تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ عبیداللہ ایک طاقتور اور باکفایت شخص تھا اور اس طرح کے مقام کیلئے مناسب تھا۔ اسی مناسبت کی بناء پر امام علی علیہ السلام نے اُسے یمن کی حکومت کیلئے معین کیا تھا۔ گمان اُس کے بارے میں یہ تھا کہ وہ معاویہ کے ساتھ جنگ میں اپنی انتہائی کوشش بروئے کار لائے گا۔ اس کام میں کوئی سستی نہیں کرے گا کیونکہ اُس کے سینے میں معاویہ سے انتقام کی آگ بھڑک رہی تھی۔ معاویہ کے ایک سردار بن ارطاہ نے عبیداللہ کے دو بیٹوں کو یمن پر حملے کے دوران قتل کر دیا تھا اور اس کی زوجہ اس غم میں پاگل ہوگئی تھی۔

دوسری طرف امام علیہ السلام نے لشکر کی سرداری تین آدمیوں میں تکونی شکل میں قرار دی تھی تا کہ ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر کام کرنے کا شوق پیدا ہو۔

۲۔ امام علیہ السلام کے سپاھیوں کی تعداد

امام علیہ السلام کے سپاہیوں کی تعداد بیس ہزار سے لیکر ایک لاکھ تک لکھی گئی ہے۔ ابن اثیر اور ابوالفداء کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام حسن علیہ السلام کے ساتھی وہی لوگ تھے جنہوں نے امام علی علیہ السلام کی بیعت کی تھی۔ وہ لوگ نوف بکائی اور ابن اثیر کے کہنے کے مطابق چالیس ہزار آدمی تھے۔

اس مطلب کی ایک اور دلیل یہ ہے کہ مسیّب بن نجیہ نے امام حسن علیہ السلام سے کہا تھا کہ میں حیران ہوں کہ آپؑ نے چالیس ہزار کی فوج ہونے کے باوجود معاویہ سے صلح کر لی۔

۳۔ سپاھیوں کی حالت زار

عراق کی فوج جو امام علیہ السلام کے ہمراہ تھی اور معاویہ کے ساتھ مقابلے کیلئے تیار تھی، اُس کی عجیب وغریب حالت تھی۔ اختلاف اور فتنوں میں دھنسی ہوئی تھی۔ اُس کی بدبختی کا یہ عالم تھا کہ امام علیہ السلام کو معاویہ سے زیادہ اپنی فوج سے خطرہ تھا۔ شیخ مفید امام علیہ السلام کے لشکر کی حالت کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں:

''عراق کے جو لوگ امام علیہ السلام کی ہمراہی میں جہاد کیلئے آمادہ ہوئے تھے، ایک عظیم اور بہت بڑا لشکر تھا۔ لیکن آہستہ آہستہ سست، بددل اور تھوڑا ہوتا چلا گیا کیونکہ مختلف گروہوں سے مل کر یہ فوج جمع ہوئی تھی۔ کچھ لوگ امام حسن علیہ السلام اور اُن کے والد بزرگوار کے شیعوں میں سے تھے اور کچھ لوگ خوارج سے تھے جو یہ چاہتے تھے کہ جیسے بھی ہو، معاویہ کے مقابلہ میں جنگ کیلئے ضرور جائیں گے۔ کچھ لوگ فتنہ وفساد برپا کرنے والے تھے جن کے دل میں فقط لوٹ مار اور غنیمت کا لالچ تھا۔ کچھ لوگ ابھی تک شک میں مبتلا تھے اور حق کو باطل سے جدا نہیں کر سکتے تھے۔ زیادہ تر گروہ قبائلی تعصّبات کی بناء پر اپنے قبیلے کے سرداروں کی پیروی کر رہے تھے۔ اُن کا دین کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا۔''

اس کے بعد شیخ مفید فوج کی انفرادی اور اجتماعی حالت کو تحریر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

''جنگ کرنے کو اُن کا جی نہیں چاہتا تھا۔ آسائش و آرام اور سلامتی کے دلدادہ فقط سازش کرنے والے لوگ تھے اور جنگ میں دشمن کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دینے کے عادی تھے۔''

فوجِ امامؑ کی شکست کا آغاز

جب امام علیہ السلام نے عبید اللہ بن عباس کی سرداری میں بارہ ہزار افراد کے لشکر کو آگے بھیجا اور اُس لشکر نے میدانِ جنگ میں پہنچ کر معاویہ کی فوج کے سامنے ڈیرے ڈال دیئے تو معاویہ نے اپنی ہمیشہ کی عادت کے مطابق اس لشکر کی اجتماعی قوت کو کمزور کرنے کی کوشش شروع کر دی۔ یہ کوشش اِن چند طریقوں سے تھی:

۱۔ جاسوسوں کا بھیجنا

فوج کے درمیان فساد پیدا کرنے کا پہلا طریقہ معاویہ نے جاسوس بھیجنے کا اختیار کیا تاکہ لشکر امام علیہ السلام کو ڈرائیں اور سست و پست ہمت کر دیں۔ سب کے سب جاسوس یہ بات مشہور کر رہے تھے کہ امام حسن علیہ السلام نے معاویہ کو اپنے ایک خط کے ذریعے صلح کی دعوت دی ہے۔ تم لوگ اپنے آپ کو کیوں موت کے منہ میں ڈال رہے ہو۔ اس افواہ نے لشکر کے درمیان خوف و ہراس و بدگمانی کی لہر دوڑا دی اور اس لشکر کے گروہوں میں بغاوت کے آثار ظاہر ہونے لگے۔

۲۔ رشوت دینا

معاویہ نے فوج کی طاقتِ روحانی کو ختم کرنے کیلئے امام علیہ السلام کے لشکر کے سپہ سالاروں کو مال و دولت کا لالچ دے کر خرید لیا۔ اُن سے وعدہ لیا کہ اپنے آپ کو کم ہمت ظاہر کریں۔ ان سپہ سالاروں نے بھی بزدلانہ طور پر اُس کی دعوت کو قبول کر لیا اور معاویہ کی طرف چلے گئے۔ رات کے اندھیرے اور دن کے اجالے میں معاویہ کے سپاہیوں سے ملنے لگے۔ عبید اللہ بھی امام علیہ السلام کو ہر روز اِن حالات سے آگاہ کر رہا تھا۔

۳۔ عبیداللہ بن عباس کا دھوکہ کھاجانا

معاویہ جو لشکر امامؑ کے ایک بڑے گروہ کو اپنی طرف مائل کر چکا تھا، اب ارادہ کیا کہ لشکر کے سردار کو کسی طرح متزلزل کرے۔ اُس نے عبیداللہ بن عباس کو خط لکھا کہ امام حسن علیہ السلام نے اُس کی طرف خط لکھا ہے اور صلح کی درخواست کی ہے تا کہ حکومت میرے سپرد کردیں۔ اگر ابھی میرے ساتھ مل جاؤ تو سردار بن جاؤ گے وگرنہ فرمانبردار رہو گے۔ اگر ابھی میری دعوت کو قبول کرو تو دس لاکھ درہم تمہیں مل سکتے ہیں، آدھے ابھی تمہیں مل جائیں گے، آدھے اُس وقت جب تم کوفہ میں داخل ہو گے۔

عبیداللہ یقینی طور پر جانتا تھا کہ یہ بات جھوٹ کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے کیونکہ امامؑ اگر صلح کرنا چاہتے تو جنگ کیلئے اتنا بڑا لشکر بھیجنے کی کیا ضرورت تھی اور اگر امام علیہ السلام نے صلح کی ہی درخواست کی ہوتی تو پھر معاویہ کو دوسرے لوگوں کو طمع ولالچ دے کر اپنی طرف بلانے کی کیا ضرورت تھی! ایسی صورت میں معاویہ کی اتنی سخاوت، اتنی رقم کا لالچ دینے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔

معاویہ کے خط نے عبیداللہ کے دل میں ایک ہیجان اور تذبذب پیدا کر دیا۔ وہ اپنی زندگی کے اس بدترین عمل کو انجام دینے کیلئے سوچ میں پڑ گیا۔ معاویہ کی فوج کا سردار بننے اور رقم کے حصول نے اُس کی آنکھوں کو اندھا کر دیا۔ وہ جانتا تھا کہ حکومتِ اسلامی میں رہ کر اتنی بڑی رقم کی تھوڑی سی مقدار بھی اُسے نہیں مل سکتی۔

بالآخر خیانت کار نفس اور فریب دینے والے نفس نے اُس پر غلبہ حاصل کیا اور وہ امامِ زمانہ کے ساتھ کئے ہوئے وعدے کو توڑنے پر آمادہ ہو گیا۔ خدا، رسولؐ اور امیر المؤمنین علیہ السلام کے ساتھ خیانت کرنے اور ظلم وکفر اور ناانصافی کی گود میں جانے کیلئے تیار ہو گیا اور ہمیشہ کیلئے ذلت ورسوائی اور خیانت کا لباس پہن لیا۔ آخر کار وہ رات کی تاریکی میں آٹھ ہزار سپاہیوں کے ساتھ امامِ معصوم علیہ السلام کی معصومانہ اور امامانہ قیادت سے نکل کر معاویہ کی غاصبانہ اطاعت میں چلا گیا۔

لشکرِ اسلام کی حیرانگی اور پریشانی

معاویہ نے عبید اللہ کے بارے میں جو خیانت کارانہ منصوبہ تیار کیا تھا، یہ اُس کی کامیابی کیلئے سب سے زیادہ مؤثر ثابت ہوا کیونکہ عبید اللہ کے شرمناک طور پر منحرف ہو جانے نے سپاہِ اسلام میں حیرانی و پریشانی کی کیفیت پیدا کر دی اور امام علیہ السلام کے فوجی کیمپ کے اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا۔ سحری کے وقت جب فوج نے اپنے سردار کو تلاش کیا کہ صبح کی نماز اُس کے پیچھے پڑھیں تو وہ نہ ملا۔ جب فوج کو اُس کی خیانت کا علم ہوا تو اُن کے درمیان خوف و ہراس کی لہر دوڑ گئی۔ وہ اختلافات میں مبتلا ہو گئے۔

قیس بن سعد نے اس خیانت کو دیکھا تو مصمم ارادے کے ساتھ باقی فوج کو جمع کیا اور اُن کے ساتھ نماز پڑھی۔ نماز کے بعد اُن کے ساتھ گفتگو کی تاکہ اُن کے دلوں کو مطمئن کر سکیں۔ عبید اللہ اور اُس کے خاندان کی مذمت کی، فوجیوں کے احساسات کو تازہ کیا۔ یہاں تک کہ سب کے سب اُس کے ساتھ مل گئے اور خدا کا شکر ادا کیا کہ اُس نے عبید اللہ جیسے شخص کو ہم میں سے نکال دیا۔ اس کے بعد قیس نے امام علیہ السلام کو ایک خط کے ذریعے تمام حالات سے آگاہ کیا۔

خدا جانتا ہے کہ جب امام علیہ السلام ان گزارشات کا مطالعہ فرما رہے ہوں گے تو اُنؑ کے دل پر کیا گزر رہی ہوگی۔ انہیں کتنا دکھ ہوا ہوگا۔ حضرتؑ کو اندازہ ہو گیا کہ ان کے سپاہیوں کے پاس نامِ ایمان کی کوئی شے نہیں ہے بلکہ وہ جنگ کے دوران انہیں دشمن کے سپرد کر دیں گے۔ وہ سپاہی جو امامؑ کے ساتھ مدائن میں تھے، جب عبید اللہ کی خیانت سے آگاہ ہوئے تو انہوں نے بھی ایک فساد برپا کر دیا اور خوف و ہراس میں مبتلا ہو گئے۔ فوج کے خیانت کار سردار اس کوشش میں مصروف ہو گئے کہ کوئی ایسا راستہ نکالیں جس سے معاویہ کے ساتھ مل سکیں اور رقوم حاصل کر سکیں۔

اُدھر معاویہ نے فوجِ امام علیہ السلام کو تباہ کرنے کیلئے اور اپنے دنیاوی مقاصد تک رسائی حاصل کرنے کیلئے جاسوسوں کے ذریعے سے لشکر اسلام کے درمیان مسکن اور مدائن میں طرح طرح کی خبریں پھیلا دیں۔ اُن میں سے کچھ یہ بھی تھیں:

۱۔ مدائن میں یہ بات مشہور کردی کہ قیس بن سعد نے سازش کی ہے اور معاویہ کے ساتھ مل گیا ہے۔جن لوگوں نے عبیداللہ کی خیانت دیکھی تھی، اس خبر کو قبول کرنے میں انہیں کوئی شک وشبہ نہ ہوا۔

۲۔ مسکن میں بھی ایک دوسری خبر شائع کردی کہ امام علیہ السلام نے معاویہ سے صلح کی پیشکش کی ہے اور معاویہ نے قبول کرلی ہے۔

۳۔ اسی طرح مدائن میں یہ خبر پھیلادی کہ قیس بن سعد قتل ہوگیا ہے۔پس بھاگ جاؤ۔

اس طرح کی بے بنیاد خبروں نے فوجِ اسلام کو ہلا کر رکھ دیا اور فساد وشوروغل اور ناامیدی نے اُن پر سایہ کرلیا۔

مدائن کے حادثات

ہم بتا چکے ہیں کہ معاویہ نے فوجِ اسلام کے اُس دستے کو جو آگے گیا تھا، سرداروں اور اہم افراد کو لالچ وطمع کے ذریعے سے پراگندہ کردیا اور اُن پر خوف وہراس طاری کردیا۔اس کیلئے معاویہ نے فوجِ اسلام کے بارے میں مدائن میں چند اور بھی اقدامات کیے۔

سب سے پہلا کام اُس نے یہ کیا کہ اُس نے اسلام کے لشکر کے سامنے عبداللہ بن عامر کو بھیجا۔ اُس نے اس طرح گفتگو کی:

''اے عراق کے لوگو! میں جنگ کو تمہارے لئے مناسب نہیں سمجھتا۔میں معاویہ کی طرف سے آیا ہوں۔وہ ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ تمہاری طرف آرہا ہے۔میرا اسلام ابومحمد (امام حسن علیہ السلام) تک پہنچادو اور اُنؑ سے کہو کہ ہم آپؑ کو خدا کی قسم دیتے ہیں کہ ان لوگوں کو موت سے بچائیں''۔

اس گفتگو نے فوج کی جنگ کرنے کی قوت کو ختم کردیا۔اُن کے درمیان سخت ترین خوف پھیل گیا۔دوسری طرف قوم کے بزرگوں کو بڑی بڑی رقوم دینے اور اہم حکومتی عہدے مثلاً گورنری اور سپہ سالاری اور اپنی بیٹیوں میں سے کسی ایک کے ساتھ شادی وغیرہ کا لالچ دے کر دھوکہ دیا۔

جیسا کہ شیخ صدوقؒ اس بارے میں فرماتے ہیں:

''معاویہ نے اپنے ایک جاسوس کو عمرو بن حریث، اشعث بن قیس اور حجار بن الجبر کے پاس بھیجا اور اُن سے وعدہ کیا کہ اگر وہ اچانک امام حسن علیہ السلام کو قتل کر دیں تو فوج کی سپہ سالاری اُن کو دے دیگا یا اپنی بیٹی کی شادی اُن کے ساتھ کر دے گا، یا کئی ہزار درہم انہیں دے گا۔ جب یہ خبر امام علیہ السلام تک پہنچی تو آپؑ نے اپنے لباس کے نیچے ایک زرہ پہننا شروع کر دی اور جب بھی نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو زرہ اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ وہ لوگ جو امام علیہ السلام کے لشکر میں تھے، معاویہ کا تقرب حاصل کرنے کیلئے اور اس کام میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کیلئے معاویہ کو خط لکھتے تھے۔ ان خطوط میں یہ دو باتیں ہوتی تھیں:

۱۔ امام علیہ السلام کو کسی نہ کسی طرح معاویہ کے سپرد کر دینا۔

۲۔ معاویہ جب چاہے امام علیہ السلام کو قتل کر دیں گے۔

معاویہ نے وہ خطوط واپس امام علیہ السلام کے پاس بھیج دیئے۔ امام علیہ السلام کو ان خطوط کے پڑھنے سے اپنے ساتھیوں کی خیانت کا یقین ہو گیا۔

ایک دوسری خیانت

ایک دوسرا افسوس ناک واقعہ وقوع پذیر ہوا۔ امام علیہ السلام نے ایک اور سردار کو جو قبیلہ کندہ سے تھا، ایک دستہ فوج کیساتھ انبار کی طرف بھیجا تا کہ وہ وہاں اترے اور امامؑ کے حکم کا انتظار کرے۔ معاویہ کو جب اس کی اطلاع ملی تو اُس نے ایک شخص اُس کے پاس بھیجا کہ اگر وہ ہمارے پاس آجائے تو اُسے شام کے کسی علاقے یا عراق کا گورنر بنا دیا جائے گا اور ساتھ پانچ سو درہم بھی اُس کیلئے بھیجے۔

یہ خیانت کار سپہ سالار دو سو افراد کے ساتھ جو اس کے قریبی تھے، معاویہ کے ساتھ جا ملا۔ امام علیہ السلام نے اس خبر کی اطلاع پانے کے بعد لوگوں کے ساتھ گفتگو کی اور انہیں اُن کی بیوفائی اور خیانت کاری کی خبر دی۔ ساتھ ہی یہ خبر بھی دی کہ میں ایک اور شخص کو بھیجوں گا، وہ بھی خیانت کرے گا۔ پھر امام علیہ السلام نے قبیلہ بنی مراد کے ایک شخص کو چار ہزار آدمیوں کے ساتھ روانہ فرمایا اور لوگوں کے سامنے اُس سے قسم لی

کہ وہ خیانت نہیں کرے گا۔ بنی مراد کا یہ سپہ سالار جب انبار پہنچا تو پہلے کی طرح اُس کو بھی مختلف قسم کے وعدوں نے فریب میں ڈال دیا اور وہ بھی کفر کے لشکر کے راستہ پر چل نکلا۔ اس طرح کی خیانت کاریوں نے سپاہیوں کے جذبہ کو ختم کر دیا اور لشکر کی بنیادوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا۔

تلخ حوادث کے نتائج

امام علیہ السلام کی فوج اس قدر پستی میں گر چکی تھی کہ کسی قسم کے گناہ اور بربادی کی پرواہ نہ کرتے تھے۔ یہ سب کچھ لشکر کے سپہ سالاروں کی خیانت کا نتیجہ تھا جس کی وجہ سے مندرجہ ذیل اُمور وقوع پذیر ہوئے:

۱۔ امامؑ کے فوجی کیمپ کی لوٹ مار

سپاہی اس قدر پستی میں چلے گئے کہ ایک دوسرے کے اموال کو لوٹنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ امام علیہ السلام کی ذاتی چیزوں کو بھی لوٹ کر لے گئے۔ بعض تاریخ کی کتب میں ملتا ہے کہ حتیٰ کہ اُس فرش کو بھی لوٹ کر لے گئے جس پر امام علیہ السلام بیٹھا کرتے تھے۔ امام علیہ السلام کے کندھوں سے چادر تک بھی چھین لی۔

۲۔ امامؑ کو (معاذاللہ) کافر قرار دینا

امام علیہ السلام کے بعض ساتھیوں کی جہالت اور پست فطرت اس مقام پر جا پہنچی کہ امام علیہ السلام یعنی فرزندِ پیغمبر کو کافر کہنے لگے۔ جراح بن سنان نے امامؑ کو قتل کرنے کے ارادے سے حملہ کیا اور چیخا کہ اے حسنؑ! کیا تو بھی اپنے باپ کی طرح مشرک ہو گیا ہے؟

تعجب اور حیرت تو اس بات پر ہے کہ دوسرے لوگ بھی اس زیادتی اور گستاخی کو دیکھ رہے تھے لیکن سب چپ رہے اور اُسے برا بھلا تک نہ کہا۔

۳۔ امام علیہ السلام کے متعلق بُرا ارادہ

امام علیہ السلام کی تکالیف اسی مقام پر ختم نہیں ہو جاتیں بلکہ اس سے بڑھ کر مصائب امام علیہ

السلام کے انتظار میں تھے۔ آنحضرتؑ رشوت خوروں اور خوارج کے ذریعے سے تین بار موردِ حملہ قرار پائے۔ایک دفعہ نماز کی حالت میں امامؑ کو تیر مارا گیا لیکن خوش قسمتی سے امامؑ کو کوئی صدمہ نہ پہنچا۔ دوسری دفعہ جراح بن سنان نے امام علیہ السلام کی ران پر حملہ کر کے زخمی کر دیا۔ شیخ مفید اس مقام پر فرماتے ہیں:

''امام علیہ السلام خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ میرے اصحاب کیلئے میری اطاعت کرنے کا کیا معیار ہونا چاہئے اور صلح کے متعلق اپنے ارادے کو بیان کیا تو ہر طرف سے آوازیں بلند ہوئیں کہ یہ شخص (معاذ اللہ) کافر ہو گیا ہے۔اس وجہ سے امام علیہ السلام کے خیمہ کی طرف حملہ آور ہوئے اور اُسے لوٹ لیا۔ حضرتؑ کی عباء کو کندھوں سے اتار لیا اور امامؑ کو وہاں سے لے گئے۔ جب امامؑ مظلوم سباط (ایک جگہ کا نام ہے) پہنچے تو بنی اسد کے ایک شخص جراح بن سنان نے خنجر نکالا اور امامؑ کے خچر کی لگام پکڑ لی۔ بولا کہ:

''اے حسنؑ! تو نے بھی اپنے باپ کی طرح خدا کے ساتھ شرک کیا ہے''۔

خنجر کے ساتھ امامؑ کی ران کو چیر دیا۔امام علیہ السلام نے اس کی گردن کو کھینچ لیا اور دونوں زمین پر گر گئے۔

امام علیہ السلام کے شیعوں میں سے دو آدمی آنحضرتؑ کی مدد کیلئے بھاگے اور امامؑ کو جو سخت زخمی ہو چکے تھے، ایک تختے پر لٹایا اور مدائن کی طرف لے گئے۔ پھر تیسری بار امام علیہ السلام کو خنجر کے ذریعے حملہ کر کے زخمی کیا گیا۔''

امام علیہ السلام اُن حوادث کے مقابلے میں

جو کچھ رونما ہو چکا تھا، اُس نے امام علیہ السلام کو ایک سخت صورتحال سے دوچار کر دیا تھا۔ ان حالات کا مقابلہ کرنے کیلئے بطور مشورہ بڑے بڑے لوگوں اور سرداروں کو بلایا اور اُن سے ہم کلام ہوئے۔ معاویہ کے ساتھ صلح کرنے سے جو نقصانات ہو سکتے ہیں، انہیں شمار کیا۔لیکن امامؑ کی گفتگو کا کوئی اثر نہ ہوا۔اُن لوگوں نے امامؑ کے علاج کے بہانے فائدہ اٹھاتے ہوئے معاویہ کے ساتھ ذلیل طور پر ملنے کی

کوشش کو تیز کر دیا۔ اس موقع پر امامؑ عجیب وغریب پریشانی کے عالم میں تھے۔

ایک طرف فوج کے اختلافات اور خیانت کاری کو دیکھ کر پریشان تھے، باوجود اس کے کہ آنحضرتؑ اُن کی ہدایت سے نا اُمید ہو چکے تھے۔ ایک بار پھر جنگ کے واقع ہونے کی صورت میں اُن کی پاسداری اور مقابلہ کرنے کی قوت کو آزمانے کی خاطر اُن کیلئے خطبہ پڑھا تھا۔ ابھی امام علیہ السلام کا خطبہ ختم نہ ہوا تھا کہ ہر طرف سے سپاہیوں کی آواز بلند ہوئی کہ ہم زندہ رہنا چاہتے ہیں، ہم جینا چاہتے ہیں۔

اس واقع کے بعد امام علیہ السلام جان گئے کہ اگر معاویہ کے ساتھ جنگ کریں تو خالی ہاتھ رہ جائیں گے۔ اس طرح کے دردناک اور تاریک حالات کا مشاہدہ کرنے کے بعد امامؑ نے صلح کو قبول کرنے میں مصلحت جانی اور قبل اس کے کہ کوئی اور دردناک واقعہ پیش آجائے، صلح کرنے میں جلدی کی۔

یزید بن وہب جھنی کہتا ہے کہ جب امامؑ مدائن میں زخمی حالت میں بستر پر تھے تو میں عیادت کیلئے گیا اور عرض کیا: ''یا بن رسولؐ اللہ! لوگ پریشان ہیں''۔

امامؑ نے بڑے غمناک انداز میں فرمایا کہ ''خدا کی قسم! میں معاویہ کو ان لوگوں سے بہتر سمجھتا ہوں جو اپنے آپ کو شیعہ کہتے ہیں اور میری جان کے در پے ہیں۔ میرا خیمہ لوٹتے ہیں اور مال چھین لیتے ہیں۔

خدا کی قسم! اگر معاویہ سے یہ عہد لے لوں کہ مجھے قتل نہیں کیا جائیگا اور میرے خاندان والے اور میرے پیروکار امان میں رہیں گے تو اس سے بہتر ہے کہ ان کے ہاتھ سے قتل کر دیا جاؤں اور میرا خاندان ختم کر دیا جائے۔

خدا کی قسم! اگر معاویہ کے ساتھ صلح کرنے سے میرا احترام باقی رہے اور عزت برقرار رہے تو اس سے بہتر ہے کہ پستی کے عالم میں گرفتار ہو کر ان کے ہاتھ آجاؤں اور قتل کر دیا جاؤں۔

اگر میں معاویہ کے ساتھ جنگ کروں تو یہ لوگ مجھے میری گردن سے پکڑ کر دشمن کے حوالے کر دیں گے۔ اُس وقت معاویہ یا تو مجھے قتل کر دے گا یا احسان کرتے ہوئے مجھے چھوڑ دے گا اور یہ خاندانِ بنی ہاشم کیلئے ہمیشہ ایک عیب کے طور پر باقی رہے گا۔

معاویہ اور اُس کی نسل ہمیشہ ہمارے زندہ اور مردہ افراد پر احسان جتلاتی رہے گی"۔

امام علیہ السلام نے اپنی اس گفتگو کے ذریعے سے جو کچھ دل میں تھا، احسن طریقے سے اُسے ظاہر کردیا۔ حقیقت کو واضح طور پر بیان کردیا۔ وہ جانتے تھے کہ ان حالات میں معاویہ کے ساتھ جنگ بے سود ہوگی۔ زیادہ سے زیادہ ذلت ورسوائی کا سبب ہوگی۔ لہٰذا امام علیہ السلام نے معاویہ کے ساتھ صلح کرنے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہ دیکھا۔

صلح کا اقرار نامہ

امام حسن علیہ السلام نے جب ان نامناسب حالات میں جنگ کو اسلامی معاشرہ کی مصلحت اور وجودِ اسلام کی حفاظت کے خلاف سمجھا تو مجبوراً صلح اور جنگ بندی کو قبول کرلیا۔ انتہائی کوشش کی کہ صلح و سلامتی کے ذریعے اپنے مقاصدِ عالیہ کی حفاظت کریں۔

دوسری طرف چونکہ معاویہ صلح اور تمام طاقت کے ملنے کی وجہ سے ہر طرح کی بات ماننے کو تیار تھا، تو امام علیہ السلام نے اُس کی اس آمادگی کو دیکھتے ہوئے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا۔ اہم اور حساس اُمور، جن کی اہمیت بہت زیادہ تھی، اُن کو صلح نامہ میں بطور شرائط منوالیا۔ صلح کا متن مکمل اور ترتیب کے ساتھ کتابوں میں ذکر نہیں ہوا ہے بلکہ مورخین میں سے ہر ایک نے صلح کے متن کی کسی ایک شرط کو ذکر کیا ہے لیکن اُن تمام شرائط کو جمع کرنے کے بعد، جو مختلف کتابوں میں موجود ہیں، یہ ایک مکمل صورت میں اس طرح ہے:

۱۔ حکومت معاویہ کو دی جائے گی، اس شرط کے ساتھ کہ وہ قرآن اور سیرتِ پیغمبرؐ کے مطابق عمل کرے۔

۲۔ معاویہ کے بعد خلافت امام حسن علیہ السلام کیلئے ہوگی اور معاویہ کو اپنا کوئی اور جانشین مقرر کرنے کا حق نہیں ہوگا۔

۳۔ حضرت علی علیہ السلام کو بُرا بھلا کہنا اور گالی گلوچ دینا بند کرنا ہوگا۔

۴۔ بیت المال کی تقسیم میں بنی ہاشم کو ترجیح دی جائے گی اور کچھ رقم جنگِ جمل اور صفین کے شہداء کے

ورثاء کے درمیان تقسیم کی جائے گی۔

۵۔ معاویہ اس بات کا وعدہ کرے کہ تمام لوگ امان میں رہیں گے۔ کسی کو کوئی تکلیف نہیں دی جائے گی اور کسی کا پیچھا بھی نہیں کیا جائیگا۔ خصوصاً شیعانِ علی علیہ السلام جہاں بھی ہوں، انہیں کوئی تکلیف نہیں دی جائے گی۔ امام حسن اور امام حسین علیہما السلام و باقی خاندانِ پیغمبرؐ امن و امان میں ہوں گے۔

آخر میں معاویہ نے اس صلح نامے پر عمل کرنے کا وعدہ کیا اور شام کے بڑے بڑے لوگ اس پر گواہ ٹھہرے۔

صلح کے اقرار نامے کو توڑنا

اگر صلح کے اقرار نامے میں، جو امام علیہ السلام اور معاویہ میں ہوا، غور کیا جائے تو انسان کو معلوم ہو جاتا ہے کہ امام علیہ السلام اگرچہ تلخ حوادث کی بناء پر معاویہ کیساتھ جنگ نہیں کر سکتے تھے لیکن اس میں کامیاب ہو گئے کہ تا حدِ امکان اس صلح نامے کی وجہ سے اپنے مقاصد کی حفاظت کر سکیں۔ لیکن بعد کے حالات و واقعات اس کے خلاف نظر آتے ہیں۔

صلح کا عہد نامہ منعقد ہونے کے بعد اس کی لوگوں کے سامنے تائید کروانے کی خاطر امام علیہ السلام اور معاویہ اپنے اپنے سپاہیوں کے ساتھ کوفہ میں وارد ہوئے۔ معاویہ نے عہد نامۂ صلح کے منعقد ہو جانے کے بعد اپنی پہلی گفتگو میں لوگوں سے اس طرح خطاب کیا:

''میں نے تمہارے ساتھ جنگ اس لئے نہیں کی کہ تم نماز پڑھو، حج بجالاؤ اور زکوٰۃ دو کیونکہ میں جانتا ہوں کہ یہ تو تم کرتے ہی ہو۔ میں نے اس لئے جنگ کی ہے تاکہ تمہیں اپنا فرمانبردار بنا سکوں اور تم پر حکومت کروں۔ یہاں تک کہ یہ کہا کہ خبردار! جو شرط اور عہد حسن بن علی علیہما السلام کے ساتھ میں نے کیا ہے، وہ میرے پاؤں کے نیچے ہے اور اُس کی کوئی وقعت نہیں ہے۔

اس واقعہ کے بعد اور معاویہ کی قوت و طاقت میں اضافہ ہونے کے بعد علی علیہ السلام اور ان کے

اہلِ بیتؑ کی اہانت میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا گیا۔ حضرتؑ کی شیعوں پر زندگی تنگ اور سخت ہوگئی۔ حجر بن عدی اور اُس کے ساتھیوں کو قتل کروادیا گیا۔ آنحضرتؑ کے دوسرے شیعوں کو سخت ترین اذیتوں اور تکالیف میں مبتلا کردیا گیا۔ اس طرح کہ یہ لوگ یا تو قید میں تھے اور یا پھر گھروں سے دور چھپ کر زندگی بسر کررہے تھے۔ ابن ابی الحدید کہتا ہے:

''شیعہ جہاں بھی تھے، قتل کردیئے گئے۔ بنی امیہ نے فقط شیعہ ہونے کے شبہ میں لوگوں کے ہاتھ اور پاؤں کاٹے۔ جو کوئی بھی خاندانِ پیغمبرؐ کے ساتھ دوستی اور محبت میں مشہور تھا، اُسے قید کردیا گیا یا اُس کا مال لوٹ لیا گیا یا اُس کے گھر کو گرادیا گیا۔ شیعوں پر سختی اور تنگی اس حد تک جا پہنچی کہ محبتِ علی علیہ السلام کی تہمت کفر و بے دینی کی تہمت سے بدتر شمار ہوتی تھی۔ اس دوستی کا انجام و نتیجہ اس سے بھی برا ہوتا تھا۔''

معاویہ کی طرف سے شیعوں کو تکلیف پہنچانا روز بروز بڑھتا جارہا تھا۔ یہ صورتحال اہل کوفہ کے بارے میں، جو شیعت کا مرکز سمجھا جاتا تھا، بہت زیادہ خراب تھی۔ معاویہ نے زیاد ابن ابیہ کو کوفہ شہر اور بصرہ کا گورنر بنادیا۔ وہ ایک وقت میں علی علیہ السلام کے ماننے والوں کی صف میں شامل تھا۔ حضرت علی علیہ السلام کے شیعوں کو اچھی طرح جانتا تھا۔ انہیں پکڑ پکڑ کر ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیتا یا درختوں کے ساتھ لٹکادیتا۔ بہرہ اور نابینا کردیتا تھا۔

زیاد ابن ابیہ نے چند دنوں کیلئے اپنی جگہ پر سمرہ بن جندب کو بصرہ کا حاکم بنادیا۔ اُس نے اس مدت میں آٹھ ہزار آدمیوں کو قتل کیا۔ طبری ابوسوار عدوی سے نقل کرتا ہے کہ سمرہ نے ایک دن صبح کے وقت چالیس آدمی جو حافظِ قرآن تھے اور ہمارے ساتھ تعلق رکھتے تھے، کو قتل کیا۔

ان چیزوں نے لوگوں کو بنی اُمیہ کے غلط اور برے مقاصد اور مقدساتِ اسلامی کے ساتھ اُن کی مخالفت سے زیادہ سے زیادہ آگاہ کردیا۔ عاشورہ جیسے خونی انقلاب کیلئے زمین ہموار کی۔

بنی اُمیہ کے مقابلہ میں امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کے دو مختلف طرزِ عمل سامنے آتے ہیں۔

گزشتہ گفتگو سے امام حسن علیہ السلام کی معاویہ کے ساتھ صلح کا فلسفہ معلوم ہو چکا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ سوال ذہن میں آئے کہ دو اماموں نے دو مختلف طرزِ عمل کیوں اختیار کیئے! اس کا جواب زمانے کی شرائط کے مطابق دینا ہوگا، جو یہ ہیں:

۱۔ معاویہ اپنی حکومت کے دوران مختلف طریقوں سے کوشش کرتا تھا کہ اپنی حکومت کو اسلامی حکومت کا رنگ دے اور اسلام کے ظاہری احکام کو محفوظ رکھے۔ اس کے علاوہ وہ معاملات کو حل کرنے اور مشکلات کا مقابلہ کرنے کیلئے ایک بہت بڑا سیاستدان شمار ہوتا تھا جبکہ یزید اُس کا بیٹا ان چیزوں سے بیگانہ تھا۔ یہی دو چیزیں معاویہ کے دورِ حکومت میں قیام اور شہادت کی کامیابی کو مقامِ شک میں ڈالتی تھیں۔

اسی وجہ سے آنحضرتؑ کی معاویہ کے ساتھ جنگ کو لوگ حکومت و خلافت کے بارے میں ایک اختلافِ سیاسی اور سیاسی کشمکش کے علاوہ اور کچھ نہیں سمجھتے تھے، کہاں یہ کہ حق کا مقابلہ باطل کے ساتھ خیال کرتے۔

۲۔ امام حسن علیہ السلام کے لشکر کے حالات سے اندازہ ہوتا ہے کہ امام حسن علیہ السلام کی جنگ اماؑم کی شہادت کا سبب نہ بنتی بلکہ انہیں گرفتار کر کے یا تو زندہ معاویہ کے حوالے کر دیتے اور یا خود اُسے قتل کر دیتے۔ امام علیہ السلام کی شکست کی صورت میں معاویہ کو ایک مکمل طاقت مل جاتی اور وہ تمام شہروں کو شیعوں سے خالی کروا دیتا۔

۳۔ یزید ایک ناتجربہ کار شہوت پرست، حقیقتِ اسلام سے ناواقف، شراب خور اور عیش و عشرت میں زندگی گزارنے والا نوجوان تھا۔ وہ اسلام کے مقدس احکام کو پاؤں کے نیچے روندرہا تھا۔ ظاہر بظاہر شراب نوشی کرتا تھا۔ سیاسی لحاظ سے اس قدر ناتجربہ کار تھا کہ بنی اُمیہ کی حکومت کی اصل شکل جو اسلام کے ساتھ ابدی دشمنی کی حکومت تھی، اسی کے دور میں ظاہر ہوئی۔ وہ اپنے بزرگوں کے جاہلیت کے کارناموں پر فخر کرتا تھا اور خود بھی انہی کے نقش قدم پر چلتا تھا۔ قرآن اور تعلیماتِ

اسلام کا کھل کر انکار کرتا تھا اور مذاق اڑاتا تھا۔ یہ تمام چیزیں واضح کر رہی تھیں کہ یزید ملتِ اسلامیہ کی رہبری اور خلافت کے لائق نہیں ہے۔ ساتھ ہی یہ اُمور اُس کی حکومت کا تختہ الٹنے اور ایک خونی انقلاب کیلئے جواز بھی فراہم کر رہے تھے۔

۴۔ امام حسین علیہ السلام کے انقلاب کیلئے ایک اہم ترین سبب یہ بھی جانا جا سکتا ہے کہ صلحِ امام حسن علیہ السلام کے بعد لوگوں کی عمومی فکر بیدار ہو چکی تھی۔ شیعوں کی دعوت کا اثر بڑھ چکا تھا۔ مسلمانوں کے حقوق کی بار بار پامالی، عہد نامۂ صلح کی خلاف ورزی اور آخر کار امام حسنؑ کو زہر دے کر شہید کروا دینا ایسے اُمور تھے جنہوں نے بنی اُمیہ کی حکومت کے ظاہری اسلام کو عیب دار اور اُس کی حیثیت کو کمزور کر دیا تھا۔

۵۔ اس گفتگو میں اہم ترین مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ یہ بھی تھا کہ دو آئمہ کے ساتھیوں کے درمیان بڑا فرق تھا۔ امام حسن علیہ السلام کے ساتھی امامؑ کو زندہ معاویہ کے سپرد کر دینا چاہتے تھے یا معاویہ کے حکم پر امام علیہ السلام کو قتل کر دینے پر تیار تھے جبکہ امام حسین علیہ السلام کے ساتھی شبِ عاشور کو خود امام علیہ السلام سے عرض کرتے ہیں کہ خدا کی قسم! اگر ہمیں پتہ چل جائے کہ ہمیں قتل کر کے دوبارہ زندہ کیا جائیگا اور پھر قتل کر کے ہماری راکھ کو ہوا میں اڑا دیا جائیگا اور اس عمل کو ستر دفعہ بھی دہرایا جائے تو ہم آپؑ سے جدا نہیں ہوں گے، یہاں تک کہ آپؑ کے سامنے جان دیں۔

حقیقت میں یہ دو بھائی ایک ہی پیغام کو دو راستوں سے لے کر سفر کر رہے تھے۔ دونوں کا وظیفہ اور مقصد ایک ہی تھا۔ اپنے علیحدہ علیحدہ حالات کے مطابق پیغام کے ساتھ وفا اور مشکلات کا برداشت کرنا بھی ایک جیسا تھا بلکہ فداکاری اور قربانی کے لحاظ سے بھی دونوں ایک جیسے تھے۔

آنحضرتؑ کی شہادت

اکثر مؤرخین کے مطابق آنحضرتؑ اُس زہر سے شہید ہوئے جو معاویہ نے آپؑ کی زوجہ جعدہ

کے ذریعے دلوایا تھا۔ معاویہ نے جعدہ کو یزید کے ساتھ شادی اور ایک لاکھ درہم دینے کا وعدہ کیا تھا۔ لیکن امام علیہ السلام کی شہادت کے بعد جعدہ نے جب یزید کے ساتھ شادی کے وعدہ کو یاد دلایا تو معاویہ نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ یزید زندہ رہے۔ اگر اُس کی زندگی ہمیں پسند نہ ہوتی تو یزید کے ساتھ شادی کا وعدہ ہم پورا کر دیتے اور تیرا نکاح اُس کے ساتھ کر دیتے۔

امام حسین علیہ السلام نے اپنے بھائی کی میت کو غسل و کفن دیا۔ بہت سے لوگ نواسۂ رسولؐ کے جنازے میں شریک ہوئے۔ جسدِ مبارکِ امام علیہ السلام کو نماز کے لئے مسجد لے گئے۔ امام حسین علیہ السلام نے اُن پر نماز پڑھی۔ اس کے بعد حضرتؑ کے جنازے کو پیغمبرؐ اسلام کی قبر کے پاس لے گئے تاکہ اپنے نانا کے ساتھ تجدید عہد کریں اور اُن کے جوار میں دفن کر دیں۔

چونکہ عثمان پھوریوں کے قبرستان میں دفن ہوا تھا، اس لئے بنی اُمیہ سے یہ برداشت نہ ہوا اور اُن کے دلوں میں بغض و کینہ کی آگ بھڑک اٹھی۔ اس وجہ سے مروان بن حکم اور سعید بن عاص عائشہ کے پاس گئے تاکہ اُس سے مدد حاصل کریں۔ عائشہ جس کا دل اس خاندان کے متعلق بغض سے بھرا ہوا تھا، نے مروان سے پوچھا کہ کیا کروں؟ اُس نے کہا کہ حسین علیہ السلام کے پاس جاؤ اور انہیں اس کام سے منع کرو۔ اس لئے وہ مسجد میں آئی اور آواز دی کہ جس کو میں پسند نہیں کرتی، اُسے میرے گھر میں داخل نہ کرو اور جان لو کہ یہ کام تبھی انجام پا سکتا ہے جب میرے بال کھل جائیں اور ساتھ ہی اپنی پیشانی کی طرف اشارہ کیا۔

امام حسین علیہ السلام بڑے بھائی کی وصیت کی بناء پر خونریزی سے بچتے ہوئے آنحضرتؑ کے جنازے کو واپس لے گئے اور اُن کی دادی فاطمہ بنتِ اسد اور ماں فاطمہؑ بنت محمدؐ کے ساتھ جنت البقیع میں دفن کر دیا۔

اُن پر خدا کی رحمت ہو جب وہ دنیا میں تشریف لائے اور جب وہ شہید ہوئے اور جب وہ اپنے دشمنوں سے انتقام لینے کیلئے عدلِ الٰہی کے سامنے حاضر ہوں گے۔

سوال یہ ہے کہ

۱۔ پیغمبرؐ خدا کا گھر عائشہ کا گھر کیسے ہو گیا؟ کیا اُس کے باپ نے محبوبِ خدا فاطمۃ الزہراؑ کے مقابلے میں نہیں کہا تھا کہ خدا کے پیغمبر کسی قسم کا ترکہ نہیں چھوڑتے یا شاید فقط یہ معنی ہو کہ بیٹیاں وراثت سے محروم ہوتی ہیں۔

۲۔ اگر مان بھی لیا جائے کہ وارث صحیح تھا تو وہ بھی گھر کے آٹھویں حصے میں سے نواں حصہ ملنا تھا۔ یعنی گھر کے بہتر حصوں میں سے ایک حصہ ملنا چاہئے تھا کیونکہ پیغمبر کی نو بیویاں تھیں اور ہر بیوی ترکہ کے آٹھ حصوں میں سے ایک حصے کی مالک تھی۔ لیکن پہلے ہی عائشہ کے باپ کی قبر تو اُس کے حصہ سے بھی زیادہ مقدار میں تھی۔

۳۔ اس کے علاوہ عورت زمین کے ترکہ میں وارث نہیں بنتی، مکان کی قیمت میں وارث بنتی ہے۔

۴۔ عائشہ خاندانِ علی و زہرا علیہما السلام کے متعلق بہت زیادہ بغض رکھتی تھی۔ یہاں تک کہ امام حسن و حسین علیہما السلام سے، جو اُس کے محرم تھے، منہ دوسری طرف کر کے پردے کے پیچھے سے بات کیا کرتی تھی اور عبدالرحمٰن بن عوف، جس نے جعلی شوریٰ میں علی علیہ السلام کے خلاف ووٹ دیا تھا، جب فوت ہوا تو اجازت دیدی کہ اسے پیغمبرؐ اسلام کی قبر کے پاس دفن کر دیا جائے۔ عائشہ کا یہ کام اس قدر قابلِ نفرت اور بُرا تھا کہ ابو ہریرہ بھی بول اٹھا اور کہنے لگا کہ مجھے بتاؤ کہ اگر موسیٰ بن عمران کا بیٹا اس دنیا سے جاتا تو کیا اپنے باپ کے پاس دفن نہ ہوتا۔ میں نے خود پیغمبرؐ خدا سے سنا ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا: ”حسنؑ اور حسینؑ جوانانِ جنت کے سردار ہیں“۔

جواد قیوم اصفہانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل اوّل

آنحضرتؐ کی دعائیں اور حاجتیں

۱۔ آنحضرتؐ کی دعائیں ثنائے خداوندی اور اُس سے حاجتوں کے طلب کرنے میں۔

۲۔ آنحضرتؐ کی دعائیں نماز کے بارے میں اور اُن چیزوں کے بارے میں جو نماز کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔

۳۔ آنحضرتؐ کی دعائیں خطرات اور بیماریوں کے اٹھا لینے کے بارے میں۔

۴۔ آنحضرتؐ کی مختلف چیزوں کے بارے میں دعائیں۔

۱۔ ثنائے خداوندی اور اُس سے حاجتوں کے طلب کرنے میں

- مہینے کی چوتھی تاریخ میں ربِّ عظیم کی پاکیزگی میں۔
- مناجات میں۔
- بخشش کے طلب کرنے میں۔
- بخشش کے طلب کرنے اور حاجات کے پورا ہونے میں۔
- اچھے اخلاق کے طلب کرنے میں۔
- خدا کے بارے میں یقین اور اُس سے مدد طلب کرنے میں۔

(١) دعاؤه عليه السلام

في التسبيح للّه سبحانه في اليوم الرابع من الشهر

سُبْحٰانَ مَنْ هُوَ مُطَّلِعٌ عَلٰى خَوٰازِنِ الْقُلُوبِ، سُبْحٰانَ مَنْ هُوَ مُحْصِي عَدَدَ الذُّنُوبِ، سُبْحٰانَ مَنْ لاٰ يَخْفىٰ عَلَيْهِ خٰافِيَةٌ فِي السَّمٰاوٰاتِ وَ الْاَرْضِ، سُبْحٰانَ الْـمُطَّلِعِ عَـلَى السَّرٰائِرِ عٰالِمِ الْخَفِيّٰاتِ.

سُبْحٰانَ مَنْ لاٰ يَعْزُبُ عَنْهُ مِـثْقٰالُ ذَرَّةٍ فِـي الْاَرْضِ وَ لاٰ فِي السَّمٰاءِ، سُبْحٰانَ مَنِ السَّـرٰائِـرُ عِـنْدَهُ عَـلاٰنِيَةٌ، وَ الْبَوٰاطِنُ عِنْدَهُ ظَوٰاهِرُ، سُبْحٰانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهِ.

(٢) دعاؤه عليه السلام

في المناجاة

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ الْخَلَفُ مِنْ جَميعِ خَـلْقِكَ، وَ لَـيْسَ فِـي خَلْقِكَ خَلَفٌ مِنْكَ، اِلٰهِي مَنْ اَحْسَنَ فَبِرَحْمَتِكَ، وَ مَنْ اَسٰاءَ فَـبِخَطيئَتِهِ، فَـلاَ الَّـذِي اَحْسَـنَ اسْـتَغْنىٰ عَـنْ رِفْـدِكَ

۱۔ آنحضرتؑ کی دعا مھینے کی چوتھی تاریخ کو ربِّ عظیم کی پاکیزگی کے بارے میں

پاک و پاکیزہ ہے وہ خدا جو دلوں کے راز جانتا ہے۔ پاک و پاکیزہ ہے وہ ذات جو گناہوں کی تعداد کو جانتا ہے۔ پاک و پاکیزہ ہے وہ جس کی نگاہ سے کوئی چیز بھی آسمانوں اور زمین میں پوشیدہ نہیں ہے۔ پاک و پاکیزہ ہے جو رازوں سے آگاہ اور پوشیدہ چیزوں کا عالم ہے۔

پاک و پاکیزہ ہے وہ ذات جس سے آسمانوں و زمین میں چھوٹی چھوٹی چیزیں بھی چھپی ہوئی نہیں ہیں۔ پاک و پاکیزہ ہے وہ ذات جس کیلئے راز واضح اور خفیہ باتیں روشن ہیں۔ پاک و پاکیزہ ہے خدا اور تعریف صرف اُسی کیلئے ہے۔ (راوندی دعوات: ص۹۱)

۲۔ آنحضرتؑ کی دعا مناجات میں

پروردگار! تو تمام مخلوق کے بعد باقی رہے گا اور تیرے بعد کوئی چیز باقی نہیں رہے گی۔ پروردگار! جو بھی کوئی نیک کام کرتا ہے، وہ تیری ذاتِ رحمت کے صدقے ہے اور جو کوئی بُرا کام کرتا ہے، وہ اپنی غلطی سے کرتا ہے۔ پس نیکی کرنے والا تیری مدد و مہربانی سے بے نیاز نہیں ہے اور برائی کرنے والا تیرے علاوہ کسی کو نہیں پاتا اور تیری قدرت و

وَ مَعُونَتِكَ، وَ لاَ الَّذِي اَسَاءَ اسْتَبْدَلَ بِكَ وَ خَرَجَ مِنْ قُدْرَتِكَ.

اِلٰهِي بِكَ عَرَفْتُكَ، وَ بِكَ اهْتَدَيْتُ اِلٰى اَمْرِكَ، وَ لَوْلاٰ اَنْتَ لَمْ اَدْرِ مٰا اَنْتَ، فَيٰا مَنْ هُوَ هٰكَذٰا وَ لاٰ هٰكَذٰا غَيْرُهُ، صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ ارْزُقْنِي الْاِخْلاٰصَ فِي عَمَلِي، وَ السَّعَةَ فِي رِزْقِي، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ خَيْرَ عُمْرِي اٰخِرَهُ، وَ خَيْرَ عَمَلِي خَوٰاتِمَهُ، وَ خَيْرَ اَيّٰامِي يَوْمَ اَلْقٰاكَ.

اِلٰهِي اَطَعْتُكَ، وَ لَكَ الْمِنَّةُ عَلَيَّ فِي اَحَبِّ الْاَشْيٰاءِ اِلَيْكَ، الْاِيمٰانُ بِكَ، وَ التَّصْدِيقُ بِرَسُولِكَ، وَ لَمْ اَعْصِكَ فِي اَبْغَضِ الْاَشْيٰاءِ اِلَيْكَ، اَلشِّرْكُ بِكَ وَ التَّكْذِيبُ بِرَسُولِكَ، فَاغْفِرْلِي مٰا بَيْنَهُمٰا، يٰا اَرْحَمَ الرّٰاحِمِينَ.

(٣) دعاؤه عليه السلام

لطلب المغفرة

اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَتَقَرَّبُ اِلَيْكَ بِجُودِكَ وَ كَرَمِكَ، وَ اَتَقَرَّبُ اِلَيْكَ بِمُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ رَسُولِكَ، وَ اَتَقَرَّبُ اِلَيْكَ بِمَلاٰئِكَتِكَ

حکومت سے باہر نہیں ہوا۔

اے معبود! تیری مہربانی سے میں نے تجھے پہچانا ہے اور تیرے ہی وسیلہ سے میں نے تیرے دین کی ہدایت حاصل کی ہے۔ اگر تیری مدد نہ ہوتی تو میں تجھے پہچان نہیں سکتا تھا۔ پس اے ایسی ذات اور اُس جیسا کوئی نہیں ہے، تو محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیج اور میرے عمل میں اخلاص اور رزق میں وسعت عطا فرما۔ خداوندا! میری زندگی کے آخری اوقات کو بہترین اوقات میں سے قرار دے اور بہترین لحظات کو وہ زمانہ اور وقت قرار دے جب میں تجھ سے ملاقات کروں۔ (i۔سید بن طاؤس، مہج الدعوات، ص۱۴۴۔ ii۔ بحار الانوار ج ۹۴، ص ۱۹۰)۔

۳۔ طلبِ مغفرت کے متعلق آنحضرتؑ کی دعا

پروردگارا! تیرے جود و کرم کے صدقے تجھ سے قریب ہونے کو طلب کرتا ہوں اور تیرے بندے اور رسول محمدؐ کے صدقے تیرا قرب چاہتا ہوں اور تیرے مقرب فرشتوں کے صدقے میں تیرے قریب ہونا چاہتا ہوں اور تیرے رسولوں اور انبیاء

الْمُقَرَّبِينَ وَ اَنْبِيائِكَ وَ رُسُلِكَ، اَنْ تُصَلِّيَ عَلى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ رَسُولِكَ وَ عَلى آلِ مُحَمَّدٍ، وَ اَنْ تُقيلَني عَثْرَتي، وَ تَسْتُرَ عَلَيَّ ذُنُوبي، وَ تَغْفِرَها لي، وَ تَقْضِيَ لي حَوائِجي، وَ لاتُعَذِّبْني بِقَبيحٍ كانَ مِنّي، فَاِنَّ عَفْوَكَ وَ جُودَكَ يَسَعُني، اِنَّكَ عَلى كُلِّ شَيْءٍ قَديرٌ.

(۴) دعاؤه عليه السلام

لطلب المغفرة و انجاح المطالب.

يا عُدَّتي عِنْدَ كُرْبَتي، يا غِياثي [۱] عِنْدَ شِدَّتي، يا وَلِيّي في نِعْمَتي، يا مُنْجِحي في حاجَتي، يا مَفْزَعي في وَرْطَتي، يا مُنْقِذي مِنْ هَلَكَتي، يا كالِئي في وَحْدَتي.

اِغْفِرْ لي خَطيئَتي، وَ يَسِّرْ لي اَمْري، وَ اجْمَعْ لي شَمْلي، وَ اَنْجِحْ لي طَلِبَتي، وَ اَصْلِحْ لي شَأْني، وَ اكْفِني مااَهَمَّني، وَ اجْعَلْ لي مِنْ اَمْري فَرَجاً وَ مَخْرَجاً، وَ لاتُفَرِّقْ بَيْني وَ بَيْنَ الْعافِيَةِ اَبَداً ما اَبْقَيْتَني، وَفي

---

۱ ـ يا غوثي (خ ل).

کے صدقے میں تیرے قریب ہونا چاہتا ہوں یہاں تک کہ تو اپنے بندے اور رسول محمدؐ اور اُن کی اہل بیتؑ پر درود بھیج۔ اور میری کوتاہیوں سے درگزر فرما۔ میرے گناہوں کو پوشیدہ رکھ، اور اُن کو معاف فرما، اور میری حاجتوں کو پورا فرما، اور میرے برے کاموں کی وجہ سے مجھے عذاب نہ دینا۔ بے شک تیری معافی اور بخشش میرے شاملِ حال ہے۔ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔(i۔سید بن طاؤس، جمال الاسبوع ص۱۷۵، ii۔ بحارالانوار، ج۹۱،ص۱۸۵)۔

٤۔ طلبِ بخشش اور حاجتوں کے پورا ہونے کے متعلق آنحضرتؑ کی دعا

اے وہ ذات جو سختی کے وقت میرا زادِ راہ ہے، اور مشکل کے وقت میری فریاد سننے والی ہے۔ اے وہ ذات جو نعمتوں میں میری سرپرستی کرنے والی ہے، اے وہ ذات جو میری حاجتوں کو پورا کرنے والی ہے، اے وہ ذات جو کوتاہیوں کے وقت میری پناہ گاہ ہے، اے وہ ذات جو ہلاکت اور بدبختی سے بچانے والی ہے، اے وہ ذات جو تنہائی میں میرا ساتھی اور مددگار ہے، میری غلطی اور کوتاہی کو معاف فرما۔ میرے کام کو آسان فرما اور ہمارے اجتماع میں جوش وخروش پیدا فرما۔ میری حاجتوں کو پورا فرما۔ میرے عمل میں اصلاح فرما۔ وہ جو میرے لئے ضروری ہے، اُسے میرے لئے کافی قرار دے۔ میرے کام میں کشادگی پیدا فرما۔ جب تک میں زندہ ہوں اور موت کے بعد بھی میرے اور سلامتی وعافیت کے درمیان جدائی پیدا نہ کرنا۔ اپنی رحمت کے صدقے

الْاٰخِرَةِ اِذٰا تَوَفَّيْتَنِي، بِرَحْمَتِكَ يٰا اَرْحَمَ الرّٰاحِمِينَ.

(٥) دعاؤه عليه السلام

لطلب مكارم الاخلاق

يٰا مَنْ اِلَيْهِ يَفِرُّ الْهٰارِبُونَ، وَ بِهِ يَسْتَأْنِسُ الْمُسْتَوْحِشُونَ، صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَ اٰلِهِ وَ اجْعَلْ أُنْسِي بِكَ، فَقَدْ ضٰاقَتْ عَنِّي بِلاٰدُكَ، وَ اجْعَلْ تَوَكُّلِي عَلَيْكَ، فَقَدْ مٰالَ عَلَيَّ اَعْدٰاؤُكَ.

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلى مُحَمَّدٍ وَ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ اجْعَلْنِي بِكَ اَصُولُ، وَ بِكَ اَجُولُ، وَ عَلَيْكَ اَتَوَكَّلُ، وَ اِلَيْكَ أُنِيبُ.

اَللّٰهُمَّ وَ مٰا وَصَفْتُكَ مِنْ صِفَةٍ، اَوْ دَعَوْتُكَ مِنْ دُعٰاءٍ، يُوٰافِقُ ذٰلِكَ مَحَبَّتَكَ وَ رِضْوٰانَكَ وَ مَرْضٰاتِكَ، فَاَحْيِنِي عَلى ذٰلِكَ وَ اَمِتْنِي عَلَيْهِ، وَ مٰا كَرِهْتُ مِنْ ذٰلِكَ، فَخُذْ بِنٰاصِيَتِي اِلى مٰا تُحِبُّ وَ تَرْضٰى.

بُؤْتُ اِلَيْكَ رَبِّي مِنْ ذُنُوبِي، وَ اَسْتَغْفِرُكَ مِنْ جُرْمِي، وَ لاٰ حَوْلَ وَ لاٰ قُوَّةَ اِلاّٰ بِاللّٰهِ، لاٰ اِلٰهَ اِلاّٰ هُوَ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ،

اے بہترین رحم کرنے والے۔(i۔ کفعمی درمصباحش، ص۳۰۲۔ ii۔ مہج الدعوات، ص۸۹، iii۔ بحار، ج۹۴، ص۱۹۱)۔

۵۔ اچھے اخلاق کے طلب کرنے کے متعلق آنحضرتؑ کی دعا

اے وہ ذات جس کی طرف بھاگنے والے پناہ لیتے ہیں، اور جو خوف میں ہیں، اُس سے الفت ومحبت لیتے ہیں، اور دل کو ولولہ دیتے ہیں۔ محمدؐ واہل بیتِ محمدؐ پر درود بھیج، اور اپنے ذریعے میرے دل کو تازہ رکھ کیونکہ تیرے شہر میرے لئے تنگ ہو چکے ہیں۔ میرا بھروسہ اور اعتماد اپنی ذات پر قرار دے کیونکہ تیرے دشمن میری تاک میں بیٹھے ہیں۔ پروردگار! محمدؐ وآلِ محمدؐ پر درود بھیج، اور جو دعا بھی میں نے تجھ سے کی ہے، جو تیری مرضی، محبت اور خوشنودی کو لئے ہوئے ہے، مجھے اُس پر زندہ رکھ، اور اُسی پر موت دے، اور جن چیزوں سے تو ناراض ہے، مجھے اُن چیزوں سے دور رکھ اور اُن چیزوں کی طرف متوجہ فرما جن سے تو راضی ہے۔

میں اپنے گناہوں سے تیری طرف آیا ہوں۔ اپنی غلطیوں کی بخشش طلب کرتا ہوں۔ طاقت وقوت تیری قدرت کے علاوہ نہیں مل سکتی۔ تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ تجھ جیسا متحمل مزاج اور عزت کے لائق کوئی نہیں ہے۔

وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ اٰلِهِ، وَ اكْفِنٰا مُهِمَّ الدُّنْيٰا وَ الْاٰخِرَةِ فِي عٰافِيَةٍ، يٰا رَبَّ الْعٰالَمِينَ.

(۶) دعاؤه عليه السلام

لطلب النصر و اليقين من الله

اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْاَلُكَ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ضَعُفَتْ عَنْهُ حِيلَتِي، اَنْ تُعْطِيَنِي مِنْهُ مٰا لَمْ تَنْتَهِ اِلَيْهِ رَغْبَتِي، وَ لَمْ يَخْطُرْ بِبٰالِي، وَ لَمْ يَجْرِ عَلٰى لِسٰانِي، وَ اَنْ تُعْطِيَنِي مِنَ الْيَقِينِ مٰا يَحْجُزُنِي اَنْ اَسْاَلَ اَحَداً مِنَ الْعٰالَمِينَ، اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ.

اور محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیج ، اور ہمارے دنیا و آخرت کے اہم کاموں میں سلامتی اور عافیت کو ہمارے لئے کافی قرار دے۔

(i۔ مہج الدعوات ص۱۴۳۔ ii۔ بحار، ج ۹۵، ص ۴۰۸)۔

٦۔ آنحضرتؑ کی دعا خدا سے مدد اور یقین طلب کرنے کے متعلق

پروردگار! ہر ایسا کام جن کا مقابلہ کرنے کی مجھ میں طاقت نہیں ہے، مجھے قوت عطا فرما کہ میں اُس کی اُمید نہ کروں اور میرے ذہن میں کبھی اُس کا تصور تک نہ آئے، اور میری زبان پر اس کا ذکر تک نہ آئے، اور مجھے ایسا یقین عطا فرما کہ مجھے تیرے غیر سے مانگنے سے روکے۔ بے شک تو ہر چیز پر قدرت و طاقت رکھنے والا ہے۔ (المجتنی، ص۱۳)۔

۲۔ نماز اور اُس کے متعلق اُمور کے بارے میں آنحضرؐت کی دعائیں

- نمازِ وتر کے قنوت میں۔
- قنوت میں۔
- قنوت کے وقت میں۔
- بارش کے طلب کرنے میں۔
- مسجد کے دروازے کے پاس۔

(٧) دعاؤه عليه السلام

في قنوت الوتر

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ، وَ عافِنِي فِيمَنْ عافَيْتَ، وَ تَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَ بارِكْ لِي فِيما اَعْطَيْتَ، وَ قِنِي شَرَّ ما قَضَيْتَ، اِنَّكَ تَقْضِي وَ لا يُقْضىٰ عَلَيْكَ، اِنَّهُ لا يُذَلُّ مَنْ والَيْتَ، تَبارَكْتَ رَبَّنا وَ تَعالَيْتَ.

(٨) دعاؤه عليه السلام

في القنوت

يا مَنْ بِسُلْطانِهِ يَنْتَصِرُ الْمَظْلُومُ، وَ بِعَوْنِهِ يَعْتَصِمُ الْمَكْلُومُ، سَبَقَتْ مَشِيَّتُكَ، وَ تَمَّتْ كَلِمَتُكَ، وَ اَنْتَ عَلىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، وَ بِما تُمْضِيهِ خَبِيرٌ.

يا حاضِرَ كُلِّ غَيْبٍ، وَ يا عالِمَ كُلِّ سِرٍّ، وَ مَلْجَأَ كُلِّ مُضْطَرٍّ، ضَلَّتْ فِيكَ الْفُهُومُ، وَ تَقَطَّعَتْ دُونَكَ الْعُلُومُ، وَ اَنْتَ اللّٰهُ الْحَيُّ الْقَيُّومُ، الدّائِمُ الدَّيْمُومُ.

۷۔ نمازِ وتر کے قنوت میں آنحضرتؑ کی دعا

پروردگار! مجھے اُن لوگوں میں سے قرار دے جن کی تو نے ہدایت کی ہے، اور مجھے اُن لوگوں کے ساتھ سلامت رکھ جن کو تو نے سلامتی عطا کی ہے، اور جن لوگوں کی تو نے سرپرستی کی ہے، مجھے اُن کے درمیان سرپرستی عطا فرما۔ اور جو کچھ مجھے عطا فرمایا ہے، اُس میں برکت عطا فرما اور میرے مقدر میں جو شر و بدی ہے، اُسے دور کر دے۔ تو حکم کرنے والا ہے، اور کوئی تجھ پر حاکم نہیں ہے۔ بے شک جس کی تو سرپرستی کرتا ہے، اُسے تو ذلیل و رسوا نہیں کرتا۔ اے ہمارے رب! تو بابرکت اور بلند ہے۔ (کشف الغمہ، ج ۱، ص ۵۳۵)۔

۸۔ قنوت میں آنحضرتؑ کی دعا

اے وہ ذات جس کی قدرت کے ساتھ مظلوم کی مدد ہوتی ہے اور اس کی مدد سے زخمی کے زخموں کو آرام ملتا ہے۔ تیرا فرمان سبقت رکھتا ہے۔
اور تیرا حکم مکمل ہو چکا ہے۔ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے اور جو کچھ بھی گزرتا ہے اُس سے تو باخبر ہے۔

اے وہ ذات جو ہر پوشیدہ چیز میں حاضر ہے اور راز کو جاننے والا ہے اور ہر پریشان کی پناہ گاہ ہے، خیالات تجھے پانے میں گم ہو گئے اور علوم تیری حقیقت کو پانے سے قاصر ہیں۔ تو ایسا خدا ہے جو زندہ قائم و دائم ہے۔ وہ چیز جس کو تو جانتا ہے اور حکیم و متحمل

قَدْ تَرىٰ مٰا اَنْتَ بِهِ عَلِيمٌ، وَ فيهِ حَكيمٌ، وَ عَنْهُ حَلِيمٌ، وَ اَنْتَ بِالتَّنٰاصُرِ عَلٰى كَشْفِهِ وَ الْعَوْنِ عَلٰى كَفِّهِ غَيْرُ ضٰائِقٍ، وَ اِلَيْكَ مَرْجَعُ كُلِّ اَمْرٍ كَمٰا عَنْ مَشِيَّتِكَ مَصْدَرُهُ.

وَ قَدْ اَبَنْتَ عَنْ عُقُودِ كُلِّ قَوْمٍ، وَ اَخْفَيْتَ سَرٰائِرَ اٰخَرِينَ، وَ اَمْضَيْتَ مٰا قَضَيْتَ، وَ اَخَّرْتَ مٰا لاٰ فَوْتَ عَلَيْكَ فِيهِ، وَ حَمَّلْتَ الْعُقُولَ مٰا تَحَمَّلْتَ فِي غَيْبِكَ، لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ، وَ يَحْيىٰ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ، وَ اِنَّكَ اَنْتَ السَّميعُ الْعَلِيمُ، الْاَحَدُ الْبَصِيرُ.

وَ اَنْتَ اللّٰهُمَّ الْمُسْتَعٰانُ، وَ عَلَيْكَ التَّوَكُّلُ، وَ اَنْتَ وَلِيُّ مٰا تَوَلَّيْتَ، لَكَ الْاَمْرُ كُلُّهُ، تَشْهَدُ الْاِنْفِعٰالَ وَ تَعْلَمُ الْاِخْتِلاٰلَ، وَ تَرىٰ تَخٰاذُلَ اَهْلِ الْخِبٰالِ، وَ جُنُوحَهُمْ اِلىٰ مٰا جَنَحُوا اِلَيْهِ، مِنْ عٰاجِلٍ فٰانٍ وَ حُطٰامٍ عُقْبٰاهُ حَمِيمٌ اٰنٍ، وَ قُعُودَ مَنْ قَعَدَ، وَ ارْتِدٰادَ مَنْ اِرْتَدَّ، وَ خُلُوِّي مِنَ النُّصّٰارِ، [1] وَ انْفِرٰادِي مِنَ الظُّهّٰارِ، وَ بِكَ اَعْتَصِمُ، وَ بِحَبْلِكَ اَسْتَمْسِكُ، وَ عَلَيْكَ اَتَوَكَّلُ.

---

١ ـ اشارة الى قعود اهل الكوفة.

مزاج ہے، اُسے تو دیکھتا ہے اور اُس پر مدد کرنے اور اُسے دور کرنے پر قدرت رکھتا ہے، اور ہر چیز کا لوٹنا تیری طرف ہے جیسے کہ اُس کی ابتداء بھی تیرے ہی حکم سے تھی۔ ہر گروہ کے ارادے سے تو جدا تھا اور دوسروں کے راز اور پوشیدہ چیزوں کو تو مخفی رکھتا ہے۔ جس چیز کا حکم فرمایا ہے اُسے جاری کیا ہے، اور جو چیز تیری قدرت سے دور نہیں ہے، اُسے تو بعد میں کر دیتا ہے۔ تیرے ارادے کے مطابق عقلیں جس پر قدرت رکھتی تھیں، وہ تو نے انہیں دیا ہے تا کہ جو بھی ہلاک ہو یا ہدایت حاصل کرے تو دلیل کے ساتھ کرے، اور برہان کے ساتھ کرے، اور خدا کے پاس اُن کے لے کوئی معذرت نہ کر سکے۔ بے شک تو سننے والا، جاننے والا ایک اور دیکھنے والا ہے۔

پروردگارا! تو مدد کرنے والا ہے، اور تجھ پر بھروسہ واعتماد ہے، اور اپنی مخلوق کی سرپرستی کے لائق ہے۔ تمام کائنات تیرے اختیار میں ہے۔ کائنات میں ہر طرح کے اثر کرنے اور اُسے قبول کرنے پر تو شاہد ہے۔ ہر تبدیلی سے آگاہ ہے۔ مکار لوگوں کے منہ پھیرنے سے اور اُن کے فانی دنیا اور اُس کی جلد ختم ہونے والی زینتوں کی طرف مائل ہونے سے آگاہ ہے کہ جس کے پیچھے عذابِ خداوندی ہے۔ اُن کے جنگ نہ کرنے اور دین سے پھر جانے سے آگاہ ہے۔ میرے بے یار و مددگار ہونے اور اپنے لئے کوئی حمایت کرنے والا نہ رکھنا، یہ تو نے دیکھا ہے۔ تجھ سے مدد چاہتا ہوں اور تیری محکم و مضبوط رسی کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہوں اور تجھ پر بھروسہ واعتماد رکھتا ہوں۔

اَللّٰهُمَّ فَقَدْ تَعْلَمُ اَنّي ما ذَخَرْتُ جُهْدي، وَ لا مَنَعْتُ وُجْدي، حَتّىٰ انْفَلَّ حَدّي، وَ بَقيتُ وَحْدي، فَاتَّبَعْتُ طَريقَ مَنْ تَقَدَّمَني، في كَفِّ الْعادِيَةِ، وَ تَسْكينِ الطّاغِيَةِ عَنْ دِماءِ اَهْلِ الْمُشايَعَةِ[1]، وَ حَرَسْتُ ما حَرَسَهُ اَوْلِيائي مِنْ اَمْرِ اٰخِرَتي وَ دُنْيايَ.

فَكُنْتُ لِغَيْظِهِمْ اَكْظِمُ، وَ بِنِظامِهِمْ اَنْتَظِمُ، وَ لِطَريقَتِهِمْ اَتَسَنَّمُ، وَ بِمَيْسَمِهِمْ اَتَّسِمُ، حَتّىٰ يَأْتِيَ نَصْرُكَ، وَ اَنْتَ ناصِرُ الْحَقِّ وَ عَوْنُهُ، وَ اِنْ بَعُدَ الْمَدىٰ مِنَ الْمُرْتادِ، وَ نَأَى الْوَقْتُ عَنْ اِفْناءِ الْاَضْدادِ.

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَ اٰلِهِ وَ اَخْرِجْهُمْ مَعَ النُّصّابِ في سَرْمَدِ الْعَذابِ، وَ اعْمِ عَنِ الرُّشْدِ اَبْصارَهُمْ، وَ سَكِّعْهُمْ في غَمَراتِ لَذّاتِهِمْ، حَتّىٰ تَأْخُذَهُمْ بَغْتَةً وَ هُمْ غافِلُونَ، وَ سُحْرَةً وَ هُمْ نائِمُونَ، بِالْحَقِّ الَّذي تُظْهِرُهُ، وَ الْيَدِ الَّتي تَبْطِشُ بِها، وَ الْعِلْمِ الَّذي تُبْديهِ، اِنَّكَ كَريمٌ عَليمٌ.

---

١ ـ اهل المشايعة: المراد به شيعتهم عليهم السلام .

پروردگارا ! تو جانتا ہے کہ میں نے ہر ممکن کوشش کی ہے اور کسی کام سے میں پیچھے نہیں ہٹا، یہاں تک کہ میری طاقت کم ہوگئی اور تنہا رہ گیا ہوں۔ اسی وجہ سے میں نے وہ راستہ اختیار کیا جو مجھ سے پہلے والوں نے دشمنی کو ختم کرنے کیلئے اور شیعوں کی خونریزی کو روکنے کیلئے، شوروغل اور سرکشی کو خاموش کرنے کیلئے اختیار کیا تھا، اور جن دنیا و آخرت کے معاملات کی کسی میرے نیک بزرگوں نے حفاظت کی تھی۔ میں نے اُن کا خیال رکھا ہے۔ اسی وجہ سے میں نے غصے میں تحمل کیا ہے اور اُن کے طریقے پر چلا ہوں۔ اُن کی راہ کو قبول کیا ہے اور اُنہی کی علامت ونشانی سے پہچانا جاتا ہوں۔ یہاں تک کہ تیری مدد پہنچ جائے اور تو حقیقی مدد کرنے والا ہے۔ اگرچہ ہمارا مقصود ہم سے دور ہی کیوں نہ ہو، اور ہمارے دشمنوں کے ختم ہونے کا وقت گزر ہی چکا ہو۔

خداوندا ! محمدؐ وآلِ محمدؐ پر درود بھیج، اور ہمارے دشمنوں کو اپنے دشمنوں کے ساتھ ہمیشہ باقی رہنے والے عذاب میں داخل فرما، اور اُن کی آنکھوں کو راہِ حق پانے سے اندھا فرما۔ اُن کو دنیاوی لذتوں میں داخل کرنا تاکہ اُن کو اچانک موت آجائے، اس حالت میں کہ وہ غافل ہوں اور سوئے ہوئے ہوں۔ اُس حق کے صدقے جس کو تو ظاہر کرے گا، اور طاقت وقدرت کے صدقے جس کے ذریعے سے اپنے دشمنوں کو عذاب دے گا، اور اُس علم کے صدقے جس کو تو ظاہر کرے گا۔

بے شک تو مہربانؐ اور جاننے والا ہے۔ (i۔ مہج الدعوات، ص ۴۷، ii۔ بحار، ج ۹۵، ص ۲۱۱)۔

(٩) دعاؤه عليه السلام

في القنوت

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ الرَّبُّ الرَّؤُوفُ، الْمَلِكُ الْعَطُوفُ، الْمُتَحَنِّنُ الْمَأْلُوفُ، وَ اَنْتَ غِيٰاثُ الْحَيْرٰانِ الْـمَلْهُوفِ، وَ مُـرْشِدُ الضّٰالِّ الْمَكْفُوفِ، تَشْهَدُ خَـوٰاطِـرَ اَسْـرٰارِ الْـمُسِرّينَ، كَمُشٰاهَدَتِكَ اَقْوٰالَ النّٰاطِقينَ.

اَسْاَلُكَ بِمُغَيَّبٰاتِ عِلْمِكَ فِي بَوٰاطِنِ سَرٰائِرِ الْمُسِرّينَ اِلَيْكَ، اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ اٰلِهِ، صَلاٰةً نَسْبِقُ بِهٰا مَـنِ اجْتَهَدَ مِنَ الْمُتَقَدِّمينَ، وَ نَتَجٰاوَزُ فيهٰا مَنْ يَـجْتَهِدُ مِـنَ الْمُتَأَخِّرينَ، وَ اَنْ تَصِلَ الَّذي بَيْنَنٰا وَ بَـيْنَكَ، صِـلَةَ مَـنْ صَنَعْتَهُ لِنَفْسِكَ وَ اصْطَنَعْتَهُ لِعَيْنِكَ.

فَلَمْ تَتَخَطَّفْهُ خٰاطِفٰاتُ الظُّنَنِ وَ لاٰ وٰارِدٰاتُ الْـفِتَنِ، حَتّٰى نَكُونَ لَكَ فِي الدُّنْيٰا مُطيعينَ، وَ فِـي الْاٰخِـرَةِ فِـي جِوٰارِكَ خٰالِدينَ.

۹۔ آنحضرتؑ کی قنوت میں دعا

پروردگارا ! بے شک تو مہربانی کرنے والا رب ہے اور احسان کرنے والا بادشاہ ہے۔ حیران و پریشان لوگوں کی پناہ گاہ اور گمراہ و پیچھے رہ جانے والوں کے لئے رہنما ہے۔ رازداروں کے راز کو جاننے والا اور بات کرنے والوں کی بات کو سننے والا ہے۔ اپنے پوشیدہ رازوں میں سے خفیہ علم کے صدقے تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ محمدؐ وآلِ محمدؑ پر درود بھیج۔ ایسا درود کہ جس کے ذریعے سے ہم سبقت کرنے والوں کی کوشش سے آگے نکل سکیں۔ آئندہ کوشش کرنے والوں سے آگے بڑھ سکیں۔ ہمارے اور اپنے درمیان رابطہ پیدا فرما، جیسے اُن لوگوں کیلئے رابطہ پیدا کیا ہے جن کو تو نے اپنا بنالیا ہے۔ ایسا رابطہ کہ جس کو شور وغل اور گمراہ کرنے والوں کے باطل خیالات ختم نہ کرسکیں، یہاں تک کہ میں تیرے فرمانبردار اور آخرت میں ہمیشہ تیری ہمسائیگی میں رہ سکوں۔ (i۔ مہج الدعوات، ص ۴۸۔ ii۔ بحار، ج ۸۵، ص ۲۱۱)۔

(١٠) دعاؤه عليه السلام

في الاستسقاء

اَللّٰهُمَّ هَيِّجْ لَنَا السَّحابَ بِفَتْحِ الْاَبْوابِ، بِماءٍ عُبابٍ وَ رُبابٍ، بِانْصِبابٍ وَ انْسِكابٍ.

يا وَهّابُ، اِسْقِنا مُغْدِقَةً، مُطْبِقَةً مُونِقَةً، فَتِّحْ اَغْلاقَها، وَ يَسِّرْ اَطْباقَها، وَ سَهِّلْ اِطْلاقَها، وَ عَجِّلْ سِياقَها بِالْاَنْدِيَةِ فِي بُطُونِ الْاَوْدِيَةِ، بِصُبُوبِ الْماءِ.

يا فَعّالُ، اِسْقِنا مَطَراً قَطِراً، طَلاًّ مُطِلاًّ، مُطَبِّقاً طَبَقاً، عامّاً مُعِمّاً، رَهَماً بُهْماً، رَحِماً[1] رَشّاً مُرِشّاً، واسِعاً كافِياً، عاجِلاً طَيِّباً، مُرِيئاً مُبارَكاً، سَلاطِحاً بَلاطِحاً، يُباطِحُ الْاَباطِحَ، مُغْدُوْدَقاً مُغْرَوْرَقاً.

اِسْقِ سَهْلَنا وَ جَبَلَنا، وَ بَدْوَنا وَ حَضَرَنا، حَتّىٰ تُرَخِّصَ بِهِ اَسْعارَنا، وَ تُبارِكَ لَنا فِي صاعِنا وَ مُدِّنا، اَرِنَا الرِّزْقَ مَوْجُوداً، وَ الْغَلاءَ مَفْقُوداً، اٰمِينَ رَبَّ الْعالَمِينَ.

١- رجماً (خ ل).

۱۰۔ آنحضرتؐ کی دعا بارش کے طلب کرنے میں

اے اللہ! بادلوں کو ہمارے لئے بھیج تا کہ وہ اپنے کھلے دروازوں کے ساتھ بہت زیادہ اور پے در پے بارش برسائیں۔

اے بخشنے والے! ہمارے لئے پے در پے اور ہر طرف سبزہ اگانے والی بارش برسا۔ بارش کے دروازے کھول دے۔ اُس کی رکاوٹیں دور فرما، اور برسنا آسان فرما، اور بارش کے ذریعے جنگل و بیابان کو جلد سے جلد تر و نرم فرما۔

اے ہماری کفالت کرنے والے! بارش برسا۔ ایسی بارش جو قطرہ قطرہ، جو پے در پے اور بہت زیادہ اور ہر طرف کو تر کر دینے والی ہو۔ ہر طرف پھیلی ہوئی کفایت کرنے والی، پاک و پاکیزہ اور سبزہ اگانے والی ہو۔ خوش مزہ اور برکت والی اور ہر طرف کو محیط ہو۔ جو جنگل و بیابان کو تر کر دے۔ ہمارے لئے پہاڑوں اور جنگلوں میں، شہروں اور بیابانوں میں بارش برسا تا کہ ہمارے مال کی قیمتیں بڑھ جائیں، اور ہمارے کیل و وزن یعنی ناپ و تول میں کثرت و برکت عطا فرما۔ ہماری روزی کو ظاہر فرما اور قحط سالی کو ختم فرما۔ اے تمام جہانوں کے پالنے والے، ہماری دعاؤں کو قبول فرما۔ (i۔ قرب الاسناد، ص ۱۵۷۔ ii۔ بحار، ج ۹۱، ص ۳۲۱۔ iii۔ مستدرک، ج ۶، ص ۱۹۷)

(١١) دعاؤه عليه السلام

عند باب المسجد

روي انّه كان عليه السلام اذا بلغ باب المسجد رفع رأسه و يقول:

اِلٰهي ضَيْفُكَ بِبٰابِكَ، يٰا مُحْسِنُ قَدْ اَتٰاكَ الْـمُسيٖءُ، فَتَجٰاوَزْ عَنْ قَبيحِ مٰا عِنْدي بِجَميلِ مٰا عِنْدَكَ، يٰاكَريمُ.

۱۱۔ آنحضرتؑ کی دعا مسجد کے دروازے کے پاس

روایت کی گئی ہے کہ جب حضرتؑ مسجد کے دروازے کے پاس پہنچتے تھے تو اپنے سر کو بلند فرماتے تھے اور کہتے تھے:

اے پالنے والے! تیرا مہمان تیرے گھر کے پاس کھڑا ہے۔ اے احسان کرنے والے! گناہگار تیرے دربار میں حاضر ہوا ہے، پس اے مہربان! اُن اچھائیوں کے صدقے میں جو تیرے پاس ہیں، میری برائیوں سے درگزر فرما۔(i۔مناقب آلِ ابی طالب، ج ۴،ص ۱۴۔ii۔بحار، ج ۴۳،ص ۳۷۴)۔

۳۔ آنحضرتؑ کی دعائیں خطرات اور بیماریوں کو دور کرنے کے متعلق

- خطرات سے مخفی رہنے کے متعلق۔
- سختیوں کے دور ہونے کے متعلق۔
- رنج وغم کے دور کرنے کے بارے میں۔
- دشمنوں کی چال اور شر سے بچنے کے متعلق۔
- اپنے دشمنوں کے خلاف دعا۔
- اپنے دشمن کے خلاف بددعا (جب معاویہ کے پاس گئے)۔
- ابن زیاد کے خلاف بددعا۔
- بنی امیہ کے ایک شخص کے خلاف بددعا۔
- ہمسایہ کے شر کو دور کرنے کے متعلق دعا۔
- پاؤں کے درد کیلئے دعا۔
- نظر بد کے دور کرنے کیلئے دعا۔

(١٢) دعاؤه عليه السلام
في الاحتجاب

اَللّٰهُمَّ يا مَنْ جَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حاجِزاً وَ بَرْزَخاً وَ حِجْراً مَحْجُوراً، يا ذَا الْقُوَّةِ وَ السُّلْطانِ، يا عَلِيَّ الْمَكانِ، كَيْفَ اَخافُ وَ اَنْتَ اَمَلِي، وَكَيْفَ اُضامُ وَ عَلَيْكَ مُتَّكَلِي.

فَغَطِّنِي مِنْ اَعْدائِكَ[١] بِسِتْرِكَ، وَ اَفْرِغْ عَلَيَّ مِنْ صَبْرِكَ، وَ اَظْهِرْنِي عَلىٰ اَعْدائِي بِاَمْرِكَ، وَ اَيِّدْنِي بِنَصْرِكَ، اِلَيْكَ اللَّجَأُ وَ نَحْوَكَ الْمُلْتَجَأُ، فَاجْعَلْ لِي مِنْ اَمْرِي فَرَجاً وَ مَخْرَجاً.

يا كافِيَ اَهْلِ الْحَرَمِ مِنْ اَصْحابِ الْفِيلِ، وَ الْمُرْسِلَ عَلَيْهِمْ طَيْراً اَبابِيلَ، تَرْمِيهِمْ بِحِجارَةٍ مِنْ سِجِّيلٍ، اِرْمِ مَنْ عاداني بِالتَّنْكِيلِ.

اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْأَلُكَ الشِّفاءَ مِنْ كُلِّ داءٍ، وَ النَّصْرَ عَلَى

---

١ ـ اعدائي (خ ل).

۱۲۔ آنحضرتؐ کی دعا خطرات سے مخفی رہنے کے متعلق

اے پروردگار ! اے وہ ذات جس نے دو دریاؤں کے درمیان رکاوٹ اور فاصلہ پیدا کیا ہوا ہے۔ اے وہ ذات جو قوت و طاقت کا مالک ہے۔ اے بلند مکان والے! کس طرح میں تجھ سے ڈروں جبکہ تو ہی تو میری اُمید ہے، اور کس طرح مجھ پر ظلم ہو درآنحالیکہ تو میری پناہ گاہ ہے۔ پس تو اپنی چادر کے ذریعے مجھے چھپا لے، اور صبر و برداشت کو مجھ پر وارد فرما، اور اپنی قدرت کے ذریعے میرے دشمنوں پر میری مدد فرما، اور اپنی نصرت کے ذریعے میری تائید فرما۔ تو ہی پناہ گاہ ہے اور تجھ ہی پر بھروسہ و اعتماد ہے۔ پس میرے کام میں کشادگی اور سہولت پیدا فرما۔

اے وہ ذات جس نے مکہ والوں کی اصحابِ فیل کے مقابلہ میں مدد کی، اور ابابیل پرندوں کو اُن کیلئے بھیجا تاکہ آگ کی طرح کے پتھر اُن پر برسائیں، جو بھی میرے ساتھ دشمنی کرے، اُسے عذاب دے۔ اے پالنے والے! تجھ سے سوال کرتا ہوں ہر بیماری سے شفاء اور دشمنوں پر نصرت اور مدد کا۔

الْاَعْدٰاءِ، وَ التَّوْفيقَ لِمٰا تُحِبُّ وَ تَرْضیٰ.

يٰا اِلٰهَ مَنْ فِي السَّمٰاءِ وَ الْاَرْضِ، وَ مٰا بَيْنَهُمٰا وَ مٰا تَحْتَ الثَّریٰ، بِكَ اَسْتَكْفِي، وَ بِكَ اَسْتَشْفِي، وَ بِكَ اَسْتَعْفِي، وَ عَلَيْكَ اَتَوَكَّلُ، فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ، وَ هُوَ السَّميعُ الْعَليمُ.

(١٣) دعاؤه عليه السلام

في الاحتراز

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحيمِ، اَللّٰهُمَّ اِنّي اَسْاَلُكَ بِمَكٰانِكَ وَ بِمَعٰاقِدِ عِزِّكَ، وَ سُكّٰانِ سَمٰاوٰاتِكَ، وَ اَنْبِيٰائِكَ وَ رُسُلِكَ، اَنْ تَسْتَجيبَ لِي، فَقَدْ رَهِقَنِي مِنْ اَمْرِي عُسْرٌ.

اَللّٰهُمَّ اِنّي اَسْاَلُكَ اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ اَنْ تَجْعَلَ لِي مِنْ عُسْرِي يُسْراً.

(١٤) دعاؤه عليه السلام

اذا أحزنه أمر

روي انه عليه السلام اذا أحزنه أمر، خلا في بيت ودعا به :

ہر اُس چیز میں تو راضی ہو۔

اے پروردگار! جو کچھ آسمان وزمین میں اور اُن کے درمیان ہے، وہ تجھ ہی سے شفاء طلب کرتا ہے، اور تجھ سے بخشش طلب کرتا ہے، اور میں تجھ پر ہی بھروسہ کرتا ہوں، اور اللہ تو اُن کیلئے کافی ہے اور اُن کی سنتا ہے۔ (i۔ مہج الدعوات، ص۱۰۔ ii۔ بحار، ج۹۴، ص۲۶۵)۔

۱۳۔ آنحضرتؑ کی دعا سختیوں کے دور کرنے کے متعلق

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کے ساتھ جو نہایت رحم والا اور مہربان ہے۔ اے اللہ! تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ تیرے عزت والے مکان ومنزل کے صدقے، تیرے آسمان میں رہنے والوں کے صدقے، تیرے انبیاء کے صدقے، تیرے رسولوں کے صدقے کہ میری دعا کو قبول فرما کیونکہ میں سختی میں گھرا ہوا ہوں۔

اے پالنے والے تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ محمدؐ وآلِ محمدؐ پر درود بھیج، اور میری مشکل کو آسان فرما۔ (i۔ مہج الدعوات، ص۱۰۔ ii۔ بحار، ج۹۴، ص۲۶۵)

۱۴۔ آنحضرتؑ کی دعا رنج و غم کو دور کرنے کے متعلق

روایت کی گئی ہے کہ جب بھی حضرتؑ غمزدہ ہوتے تو اکیلے کمرے میں چلے جاتے اور یہ دعا کرتے۔

يٰا كٓهٰيٰعٓصٓ، يٰا نُورُ يٰا قُدُّوسُ، يٰا خَبِيرُ يٰا اَللّٰـهُ يٰـا رَحْمٰانُ ـ ثلاثاً.

اِغْفِرْ لِيَ الذُّنُوبَ الَّتِي تَحِلُّ بِهَا النِّقَمُ، وَ اغْفِرْ لِـي الذُّنُوبَ الَّتِي تُغَيِّرُ النِّعَمَ، وَ اغْفِرْ لِيَ الذُّنُوبَ الَّتِي تَهْتِكُ الْعِصَمَ، وَ اغْفِرْ لِيَ الذُّنُوبَ الَّتِي تُنْزِلُ الْبَلاٰءَ، وَ اغْفِرْ لِيَ الذُّنُوبَ الَّتِي تُعَجِّلُ الْفَنٰاءَ.

وَ اغْفِرْ لِيَ الذُّنُوبَ الَّتِي تُدِيلُ الْاَعْدٰاءَ، وَ اغْفِرْ لِيَ الذُّنُوبَ الَّتِي تَقْطَعُ الرَّجٰاءَ، وَ اغْفِرْ لِيَ الذُّنُوبَ الَّتِي تَرُدُّ الدُّعٰاءَ، وَ اغْفِرْ لِيَ الذُّنُوبَ الَّتِي تُمْسِكُ غَيْثَ السَّـمٰاءِ، وَ اغْفِرْ لِيَ الذُّنُوبَ الَّتِي تُظْلِمُ الْهَوٰاءَ، وَ اغْفِرْ لِيَ الذُّنُوبَ الَّتِي تَكْشِفُ الْغِطٰاءَ.

ثم يدعو بما يريد.

(١٥) دعاؤه عليه السلام

في دفع كيد الاعداء و ردّ بأسهم

اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَدْرَأُ بِكَ فِي نُحُورِهِمْ، وَ اَعُوذُ بِكَ مِـنْ

اے کھیعص ،اے نور، اے پاک ،اے جاننے والے، اے خدا، اے بخشنے والے۔
اس کو تین بار کہتے۔
وہ گناہ جن کی وجہ سے عذاب نازل ہوتا ہے، وہ گناہ جن کی وجہ سے نعمتیں عذاب میں بدل جاتی ہیں، وہ گناہ جو شرم وحیا کی چادر کو پارہ پارہ کردیتے ہیں، وہ گناہ جو بلاؤں کو نازل کرتے ہیں، وہ گناہ جو میرے فنا ہونے میں جلدی کا باعث بنتے ہیں، بخش دے۔
وہ گناہ جو دشمنوں کو مجھ پر مسلط کرتے ہیں، وہ گناہ جو اُمیدوں کو نااُمیدی میں بدل دیتے ہیں، وہ گناہ جو دعا کو رد کردیتے ہیں، وہ گناہ جو بارش کے نہ برسنے کا سبب بنتے ہیں، وہ گناہ جو نور کو تاریک کردیتے ہیں، وہ گناہ جو پردوں کو اٹھادیتے ہیں، بخش دے۔
اس کے بعد جو دل میں ہوتا، اُس کی دعا کرتے۔(المجتنی، ص۸)۔

۱۵۔ آنحضرتؑ کی دعا دشمنوں کے شرو فریب کے دور کرنے کے متعلق

اے پالنے والے! دشمنوں کے مقابلے میں تیری مدد کے ساتھ کھڑا ہوں، اور اُن کے

شُرُورِهِمْ، وَ اَسْتَعِينُ بِكَ عَلَيْهِمْ، فَاكْفِنِيهِمْ بِمٰا شِئْتَ، وَ اَنّىٰ شِئْتَ، مِنْ حَوْلِكَ وَ قُوَّتِكَ، يٰا اَرْحَمَ الرّٰاحِمِينَ.

(١٦) دعاؤه عليه السلام

على اعدائه

اَللّٰهُمَّ اِنّي قَدْ دَعَوْتُ وَ اَنْذَرْتُ، وَ اَمَرْتُ وَ نَهَيْتُ، وَكٰانُوا عَنْ اِجٰابَةِ الدّٰاعِي غٰافِلِينَ، وَ عَنْ نُصْرَتِهِ قٰاعِدِينَ، وَ عَنْ طٰاعَتِهِ مُقَصِّرِينَ، وَ لِاَعْدٰائِهِ نٰاصِرِينَ.
اَللّٰهُمَّ فَاَنْزِلْ عَلَيْهِمْ رِجْزَكَ وَ بَأْسَكَ وَ عَذٰابَكَ، الَّذِي لاٰ يُرَدُّ عَنِ الْقَوْمِ الظّٰالِمِينَ.

(١٧) دعاؤه عليه السلام

لدفع كيد العدو (لمّا أتى معاوية)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الْعَظِيمِ الْاَكْبَرِ، اَللّٰهُمَّ سُبْحٰانَكَ يٰا قَيُّومُ، سُبْحٰانَ الْحَيِّ الَّذِي لاٰ يَمُوتُ.

شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں، اور اُن کے خلاف تیری مدد کا طلبگار ہوں۔ جس ذریعے سے بھی اور جس طرح بھی تو چاہتا ہے، میری اُن کے خلاف مدد فرما۔
تو بہترین مدد کرنے والا ہے۔

(i۔ احتجاج، ص ۲۷۰۔ ii۔ بحار، ج ۴۴، ص ۱۷۔ iii۔ بحار، ج ۹۵، ص ۲۱۱)۔

۱۶۔ آنحضرتؑ کی بد دعا اپنے دشمنوں کے خلاف

اے پالنے والے! میں نے ان کو تیری طرف بلایا، اور تیری مخالفت سے ڈرایا، اور اُن کو امر و نہی کی لیکن یہ میری دعوت کو قبول کرنے سے غافل رہے، اور میری مدد کرنے سے باز رہے، میری اطاعت کرنے سے کوتاہی کی اور میرے دشمنوں کی مدد کی۔ اے خدا! ان پر خوفِ عذاب اور عتاب جو ظالموں سے رد نہیں ہوتا، نازل فرما۔ (بحار، ج ۵۳، ص ۲۲)۔

۱۷۔ آنحضرتؑ کی بد دعا اپنے دشمن کے خلاف

(جب معاویہ کے پاس گئے)

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔
شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو عظمت والا اور بلند ہے۔ اے پروردگار! اے ثابت قدم اور ہر عیب و نقص سے پاک! پاک و پاکیزہ اور منزہ ہے، جس کو موت نہیں آئے گی۔

اَسْأَلُكَ كَمٰا اَمْسَكْتَ عَنْ دٰانِيٰالَ اَفْوٰاهَ الْأُسُدِ، وَ هُوَ فِي الْجُبِّ، فَلاٰ يَسْتَطِيعُونَ اِلَيْهِ سَبِيلاً اِلاّٰ بِإِذْنِكَ، اَسْأَلُكَ اَنْ تُمْسِكَ عَنِّي اَمْرَ هٰذَا الرَّجُلِ، وَكُلَّ عَدُوٍّي فِي مَشٰارِقِ الْأَرْضِ وَ مَغٰارِبِهٰا، مِنَ الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ، خُذْ بِاٰذٰانِهِمْ وَ اَسْمٰاعِهِمْ وَ اَبْصٰارِهِمْ، وَ قُلُوبِهِمْ وَ جَوٰارِحِهِمْ.

وَ اكْفِنِي كَيْدَهُمْ بِحَوْلٍ مِنْكَ وَ قُوَّةٍ، وَكُنْ لِي جٰاراً مِنْهُمْ، وَ مِنْ كُلِّ جَبّٰارٍ عَنِيدٍ، وَ مِنْ كُلِّ شَيْطٰانٍ مَرِيدٍ لاٰ يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسٰابِ.

اِنَّ وَ لِيِّيَ اللّٰهُ الَّذِي نَزَّلَ الْكِتٰابَ، وَ هُوَ يَتَوَلَّى الصّٰالِحِينَ، فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لاٰ اِلٰهَ اِلاّٰ هُوَ، عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ، وَ هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ.

(١٨) دعاؤه عليه السلام
على زياد بن أبيه

اَللّٰهُمَّ خُذْ لَنٰا وَ لِشِيعَتِنٰا مِنْ زِيٰادِ بْنِ اَبِيهِ، وَ اَرِنٰا فِيهِ نَكٰالاً عٰاجِلاً، اِنَّكَ عَلىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ.

میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ جس طرح اپنے نبی دانیال کو کنویں میں شرور سے محفوظ رکھا، اور اُسے کوئی تکلیف نہ پہنچا سکے، مجھے اس شخص کی تکلیف سے اور اس دنیا کے مشرق ومغرب میں ہر جن وانسان کے آزار سے محفوظ فرما۔ اس کے کان، آنکھیں، دل اور دیگر تمام اعضاء کو اپنے اختیار میں لے لے۔ مجھے اپنی طاقت وقوت کے ذریعے سے اس کے فریب ومکر سے محفوظ فرما۔ اس سے اور ہر کینہ دل میں رکھنے والے ظالم سے اور ہر مردود شیطان سے جو قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے، محفوظ فرما۔ بے شک میرا سرپرست ایسا خدا ہے کہ جس نے کتاب نازل فرمائی ہے اور نیک لوگوں کی سرپرستی کرتا ہے۔ پس اگر واپس پلٹوں تو کہوں کہ خدا میرے لئے کافی ہے۔ اُس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ اُس پر اعتماد و بھروسہ کیا ہے اور وہ عرشِ عظیم کا پروردگار ہے۔ (مہج الدعوات، ص۱۴۳)۔

۱۸۔ آنحضرتؑ کی بددعا ابن زیاد کے خلاف

اے پالنے والے! میرا اور میرے شیعوں کا انتقام ابن زیاد سے لے، اور اُس کے بارے میں جلد سے جلد تر عذاب بھیج کر ہمیں بتلا کہ بے شک تو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ (مناقبش ابن شہر آشوب، ج۴، ص۷)۔

(١٩) دعاؤه عليه السلام

على رجل من بني اميّة

روي انّ رجلاً من بني اميّة اغلظ للحسن عليه السلام كلامه، و تجاوز الحدّ في السبّ والشتم له و لأبيه، فقال الحسن عليه السلام:

اَللّٰهُمَّ غَيِّرْ مٰا بِهِ مِنَ النِّعْمَةِ، وَ اجْعَلْهُ أُنْثىٰ لِيُعْتَبَرَ بِهِ.

فنظر الاموي في نفسه، و قد صار امرأة.

(٢٠) دعاؤه عليه السلام

لدفع شرّ الجار

شكا رجل الى الحسن بن علي عليهما السلام جاراً يؤذيه، فقال له الحسن عليه السلام: اذا صلّيت المغرب، فصلّ ركعتين، ثم قل:

يٰا شَدِيدَ الْمِحٰالِ يٰا عَزِيزُ، اَذْلَلْتَ بِعِزَّتِكَ جَمِيعَ مٰا خَلَقْتَ، اِكْفِنِي شَرَّ فُلاٰنٍ بِمٰا شِئْتَ.

و في رواية:

يٰا شَدِيدَ الْقُوىٰ، يٰا شَدِيدَ الْمِحٰالِ يٰا عَزِيزُ، اَذْلَلْتَ

۱۹۔ آنحضرتؑ کی بد دعا بنی امیہ کے ایک شخص کے خلاف

روایت کی گئی ہے کہ بنی اُمیہ کے ایک شخص نے آنحضرتؑ کے بارے میں سخت کلمات کہے، اور وہ آنحضرتؑ اور آپؑ کے والد بزرگوار کے بارے میں سب وشتم میں بے حد آگے بڑھ گیا، آنحضرتؑ نے فرمایا:

اے پالنے والے! جو نعمت اس کو دی ہے، اُسے عذاب میں بدل دے، اُسے دوسرے لوگوں کی عبرت کیلئے عورت بنادے۔

اس شخص نے جب اپنی طرف دیکھا تو عورت بن چکا تھا۔ (خرائج، راوندی، ج۱، ص۲۳۷)۔

۲۰۔ آنحضرتؑ کی دعا همسایہ کے شر کو دور کرنے کیلئے

ایک شخص نے آنحضرتؑ کے پاس اپنے ہمسایہ کی شکایت کی۔ آپؑ نے فرمایا کہ نمازِ مغرب کے بعد دو رکعت نماز پڑھ اور کہہ: ''اے وہ ذات جس کا حیلہ ومکر بڑا سخت ہے۔ اے غالب! تو نے تمام مخلوق کو اپنے اختیار میں لیا ہوا ہے، فلاں شخص کے شر سے جس طرح بھی تو چاہتا ہے، مجھے بچا''۔ ایک دوسری روایت میں آیا ہے: اے طاقتور! اے سخت حیلہ ومکر والے! اے غالب! اپنی قدرت کے ساتھ تو نے تمام

بِعِزَّتِكَ جَميعَ مَنْ خَلَقْتَ، صَلِّ عَلى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُـحَمَّدٍ، وَ اكْفِني مَؤُونَةَ فُلانٍ بِما شِئْتَ.

(٢١) دعاؤه عليه السلام

في العوذة لوجع الرجل

عن الباقر عليه السلام: قال: كنت عند الحسين بن علي عليهما السلام إذ أتاه رجل من بني امية من شيعتنا، فقال له: يا ابن رسول الله ما قدرت ان أمشي اليك من وجع رجلي، قال: فأين أنت من عوذة الحسن بن علي عليهما السلام؟ قال: يابن رسول الله و ما ذاك؟ قال:

إِنّا فَتَحْنا لَكَ فَتْحاً مُبِيناً، لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ ـ الى قوله: ـ وَكانَ اللّٰهُ عَزِيزاً حَكِيماً.[١]

---

١ ـ إِنّا فَتَحْنا لَكَ فَتْحاً مُبِيناً● لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ ما تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَ ما تَأَخَّرَ وَ يُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَ يَهْدِيَكَ صِراطاً مُسْتَقِيماً وَ يَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْراً عَزِيزاً● هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ لِيَزْدادُوا إِيماناً مَعَ إِيمانِهِمْ وَ لِلّٰهِ جُنُودُ السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ وَ كانَ اللّٰهُ عَلِيماً حَكِيماً ● لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَ الْمُؤْمِناتِ جَنّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهارُ خالِدِينَ فِيها وَ يُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّئاتِهِمْ وَ كانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزاً عَظِيماً ● وَ يُعَذِّبَ الْمُنافِقِينَ وَ الْمُنافِقاتِ وَ الْمُشْرِكِينَ وَ الْمُشْرِكاتِ الظّانِّينَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ عَلَيْهِمْ دائِرَةُ السَّوْءِ وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ لَعَنَهُمْ وَ أَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ وَ ساءَتْ مَصِيراً ● وَ لِلّٰهِ جُنُودُ السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ وَ كانَ اللّٰهُ عَزِيزاً حَكِيماً ـ الفتح:١ـ ٧.

مخلوقات کو اپنے اختیار میں لے رکھا ہے، محمدؐ وآلِ محمدؐ پر درود بھیج اور فلاں شخص کی طرف سے تکلیف کو جس طرح بھی تو چاہتا ہے، مجھ سے دور فرما۔ (المجتنی، ص ا)۔

۲۱۔ آنحضرتؑ کی پاؤں کے درد کے بارے میں دعا

امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہوئی ہے کہ امام حسین علیہ السلام کے پاس تھا کہ بنی اُمیہ میں سے ایک شخص جو شیعہ تھا، امامؑ کے پاس آیا اور کہا: ''اے رسولِ خداؐ کے بیٹے! میں پاؤں میں درد کی وجہ سے آپؑ کے پاس نہیں آسکتا۔'' آپؑ نے فرمایا: ''تم امام حسن علیہ السلام کی دعا کیوں نہیں پڑھتے ہو؟'' اس نے کہا: ''آقا! کون سی دعا؟'' آپؑ نے فرمایا: بے شک ہم نے تجھے کھلم کھلا اور ظاہر بظاہر فتح عطا کی ہے، تا کہ خدا تیرے گناہوں کو بخش دے، اور آئندہ گناہوں سے درگزر فرمائے۔ یہاں تک کہ آپ فرماتے ہیں کہ خدا غلبہ اور حکمت والا ہے۔ (طب الآئمہ ابن بسطام، ص ۳۳)۔

امام حسن علیہ السلام کی دعا کا مکمل ترجمہ

بے شک کھلم کھلا اور ظاہری فتح ہم نے تم کو عطا کی ہے تا کہ خدا تیرے گزشتہ اور آئندہ گناہوں سے درگزر فرمائے اور اپنی رحمت کو تجھ پر کامل اور تجھے راہِ راست کی ہدایت کرے۔ تیری نصرت اور مدد کے ساتھ عزت دی ہے، وہ ایسا خدا ہے کہ جس نے مومنوں کے دلوں پر آرام وسکون نازل کیا تا کہ اُن کے ایمان اور یقین کو زیادہ کرے، اور کامل کرے۔ آسمان و زمین کے شکر خدا کیلئے ہیں۔ خدا جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ اس لئے کہ خدا چاہتا ہے کہ مومن مردوں اور عورتوں کو ہمیشہ کیلئے اُس جنت میں داخل کرے کہ جس کے درختوں کے نیچے نہریں بہتی ہیں، اور اُن کے گناہوں کو بخش دے، اور حقیقت میں یہ کامیابی خدا کے نزدیک بہت بڑی کامیابی ہے، اور خدا یہ بھی چاہتا ہے کہ تمام منافقوں اور مشرکوں کو جو خدا کے متعلق بدگمانی کرتے ہیں، عذاب دے اور خدا اُن پر غضبناک ہے اور اُن پر لعنت کرتا ہے، اور جہنم کو اُن کے لئے تیار کیا ہے، بہت بُرا ٹھکانا ہے۔ آسمانوں اور زمینوں کے لشکر خدا کیلئے ہیں اور وہ غلبے والا ہے اور حکمت والا ہے۔ (سورۂ فتح: آیت ا تا ۷)۔

(٢٢) دعاؤه عليه السلام

في العوذة لاصابة العين

عن الحسن عليه السلام: انّ دواء الاصابة بالعين أن يقرأ:

«وَ اِنْ يَكادُ الَّذينَ كَفَرُوا لَيُزْلِقُونَكَ بِاَبْصارِهِمْ لَمّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَ يَقُولُونَ اِنَّهُ لَمَجْنُونٌ وَ ما هُوَ اِلاّ ذِكْرٌ لِلْعالَمينَ». [١]

---

١ ـ القلم: ٥٢ ـ ٥٣.

۲۲۔ آنحضرتؐ کی دعا نظرِ بد کے دور کرنے کے متعلق

آنحضرتؐ سے روایت ہے کہ نظر بد سے بچنے کیلئے یہ دعا پڑھو۔

''جب کافروں نے قرآنِ کریم کی آیت کو سنا تو قریب تھا کہ وہ تجھے اپنی آنکھوں ذریعے زخم چشم (نظر بد) لگائیں، اور کہتے ہیں کہ یہ شخص دیوانہ ہے، حالانکہ یہ کتابِ خداوندی اس کائنات میں رہنے والوں کیلئے سوائے نعمت اور یاددہانی کے کچھ نہیں ہے''۔ (مصباحش، ص۲۲۱)۔

۴۔ مختلف امور کے متعلق آنحضرتؐ کی دعائیں

- کچھ چیزوں سے خدا کی پناہ لینے کے متعلق۔
- رکن یمانی کے پاس۔
- افطاری کے وقت۔
- شبِ قدر میں۔
- جب بیٹا پیدا ہو تو مبارکباد دینے کی صورت میں۔
- موت کے وقت رحمتِ الٰہی کے طلب کرنے کے متعلق۔

(٢٣) دعاؤه عليه السلام

في الاستعاذة

اَللّٰهُمَّ اِنّي اَعُوذُ بِكَ مِنْ قَلْبٍ يُعْرَفُ، وَلِسانٍ يَصِفُ، وَاَعْمالٍ تُخالَفُ.

(٢٤) دعاؤه عليه السلام

عند التزام الركن

روي انّ الحسن بن علي بن ابي طالب عليهما السلام التزم الركن، فقال:

اِلٰهي اَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَمْ تَجِدْني شاكِراً، وَ ابْتَلَيْتَني فَلَمْ تَجِدْني صابِراً، فَلا اَنْتَ سَلَبْتَ النِّعْمَةَ بِتَرْكِ الشُّكْرِ، وَ لا اَنْتَ اَدَمْتَ الشِّدَّةَ بِتَرْكِ الصَّبْرِ، اِلٰهي ما يَكُونُ مِنَ الْكَريمِ اِلاَّ الْكَرَمُ.

۲۳۔ بعض چیزوں سے خدا کی پناہ لینے کے متلعق آنحضرتؑ کی دعا

اے پالنے والے! معرفت رکھنے والے دل کے ساتھ، وصف بیان کرنے والی زبان کے ساتھ اور مخالفت میں ہوئے اعمال کے ساتھ تجھ سے پناہ مانگتا ہوں۔ (شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید، ج ۶، ص ۱۹۷)۔

۲۴۔ رکن یمانی کے پاس آنحضرتؑ کی دعا

روایت میں ہے کہ امام حسن علیہ السلام رکن یمانی کے پاس گئے اور کہا:

اے پالنے والے! تو نے مجھے بڑی نعمتیں عطا کی ہیں لیکن مجھے شکر کرنے والا نہ پایا۔ مجھے پریشانی میں مبتلا کیا لیکن مجھے صبر کرنے والا نہ پایا۔ پس تو نے شکر کو ترک کرنے کی وجہ سے پریشانی کو باقی نہیں رہنے دیا۔ اے پالنے والے! مہربان مولا سے سوائے مہربانی کے اور کس چیز کی توقع ہوسکتی ہے؟ (i۔ کشف الغمہ، ج ۲، ص ۴۱۴۔ ii۔ بحار، ج ۹۹، ص ۱۹۷)۔

(٢٥) دعاؤه عليه السلام

اذا أفطر

عن الكاظم، عن ابيه، عن جدّه، عن الحسن بن علي عليهم السلام:

انّ لكل صائم عند فطوره دعوة مستجابة، فاذا كان اول لقمة فقل:

بِسْمِ اللّٰهِ، يٰا وٰاسِعَ المَغْفِرَةِ اِغْفِرْلِي.

و في رواية اخرى:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، يٰا وٰاسِعَ الْمَغْفِرَةِ اِغْفِرْلِي.

فانّه من قالها عند افطاره غفر له.

(٢٦) دعاؤه عليه السلام

في ليلة القدر

يٰا بٰاطِناً فِي ظُهُورِهِ، وَ يٰا ظٰاهِراً فِي بُطُونِهِ، يٰا بٰاطِناً لَيْسَ يَخْفىٰ، يٰا ظٰاهِراً لَيْسَ يُرىٰ، يٰا مَوْصُوفاً لاٰ يَبْلُغُ بِكَيْنُونَتِهِ مَوْصُوفٌ، وَ لاٰ حَدٌّ مَحْدُودٌ.

۲۵۔ آنحضرتؐ کی افطاری کے وقت دعا

آنحضرتؐ سے روایت کی گئی ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ افطاری کے وقت ہر روزہ دار کی ایک دعا قبول ہوتی ہے۔ پہلا لقمہ کھاتے وقت یہ کہے:

''شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کے ساتھ، اے زیادہ بخشنے والے! مجھے بخش دے۔''

ایک اور روایت میں آیا ہے:

''شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کے ساتھ جو نہایت مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ اے زیادہ بخشش کرنے والے، مجھے بخش دے۔''

جو شخص بھی افطاری کے وقت اس دعا کو پڑھے، بخش دیا جائے گا۔ (اقبال ابن طاؤس، ج۱، ص۲۴۴)۔

۲۶۔ شبِ قدر میں آنحضرتؐ کی دعا

اے وہ ذات جو اپنے ظاہر ہونے میں پوشیدہ ہے، جو اپنے پوشیدہ ہونے میں ظاہر ہے، اے پوشیدہ ذات کوئی چیز تجھ سے مخفی نہیں ہے۔

اے ایسے ظاہر کہ جسے دیکھا نہیں جا سکتا، اے وہ ذات جس کا وصف بیان کیا گیا ہو، کوئی ایسی ذات بھی اُس کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتی جس کا وصف بیان کیا گیا ہو، اور تجھے کسی مقدارِ معین کے ساتھ محدود نہیں کیا جا سکتا۔

يٰا غٰائِباً غَيْرَ مَفْقُودٍ، وَ يٰا شٰاهِداً غَيْرَ مَشْهُودٍ، يُطْلَبُ فَيُصٰابُ، لَمْ يَخْلُ مِنْهُ السَّمٰاوٰاتُ وَ الْاَرْضُ وَ مٰا بَيْنَهُمٰا طَرْفَةَ عَيْنٍ، لاٰ يُدْرَكُ بِكَيْفٍ، وَ لاٰ يُأَيَّنُ بِاَيْنٍ وَ لاٰ بِحَيْثٍ.

اَنْتَ نُورُ النُّورِ وَ رَبُّ الْاَرْبٰابِ، اَحَطْتَ بِجَمِيعِ الْأُمُورِ، سُبْحٰانَ مَنْ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ، وَ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ، سُبْحٰانَ مَنْ هُوَ هٰكَذٰا وَ لاٰ هٰكَذٰا غَيْرُهُ.

(٢٧) دعاؤه عليه السلام
اذا هنّئه بمولود

روي انه ولد للحسن بن علي عليهما السلام مولود، فأتته قريش فقالوا : يهنئك الفارس ، فقال عليه السلام :و ما هذا من الكلام ، فقولوا:

شَكَرْتُ الْوٰاهِبَ ، وَ بُورِكَ لَكَ فِي الْمَوْهُوبِ ، وَ بَلَغَ اللّٰهُ بِهِ اَشُدَّهُ ، وَ رَزَقَكَ بِرَّهُ.

اے وہ غائب جو گم نہیں ہوا، اے وہ شاہد جس کا مشاہدہ نہیں کیا جاسکتا۔ اگر تلاش کیا جائے تو پایا نہ جائے گا۔ آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے، ایک لحظہ کیلئے بھی تجھ سے خالی نہیں ہے۔ کسی حالت کے ساتھ اس کو درک نہیں کیا جاسکتا، اور کسی مکان کے ساتھ اس کو معین نہیں کیا جاسکتا۔ نور کی نورانیت تجھ سے ہے۔ ہر پالنے والے کا پالنے والا ہے۔ تمام چیزوں کا تو احاطہ رکھتا ہے۔ پاک اور پاکیزہ ہے وہ ذات جس کی طرح کوئی شے نہیں ہے۔ وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ پاک و پاکیزہ ہے وہ ذات جو اس طرح کی ہے اور اس کی طرح کوئی نہیں ہے۔ (اقبال ابن طاؤس، ج۱،ص۳۸۳)۔

۲۷۔ بیٹے کی پیدائش کے وقت مبارکباد کے متعلق آنحضرتؐ کی دعا

روایت ہے کہ آنحضرتؐ کے یہاں بیٹا پیدا ہوا۔ قریش والے آنحضرتؐ کے پاس آئے اور کہا کہ تجھے مبارک دیتے ہیں کہ تیرے پاس گھوڑے پر سواری کرنے والا آیا ہے۔ امامؑ نے فرمایا کہ کیسی گفتگو ہے؟ یہ کہو کہ دینے والے کا شکر ادا کرتا ہوں، اور جو دیا ہے اس میں برکت عطا فرمائے اور اللہ اسے انتہائی درجہ تک پہنچا دے، اور اس کی نیکی سے فائدہ عطا فرمائے۔ (کافی، ج۶،ص۱۷)۔

(٢٨) دعاؤه عليه السلام

عند احتضاره لطلب الرحمة من الله تعالى

عن رؤبة بن مصقلة قال: لما نزل بالحسن عليه السلام الموت قال:

اخرجوا فراشي الى صحن الدار، فاخرجوه، فرفع رأسه الى السماء و قال:

اَللّٰهُمَّ اِنّي اَحْتَسِبُ عِنْدَكَ نَفْسِي، فَاِنَّها اَعَزُّ الْاَنْفُسِ عَلَيَّ، لَمْ أُصَبْ بِمِثْلِها.

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ صَرْعَتِي، وَ آنِسْ فِي الْقَبْرِ وَحْدَتِي.

۲۸۔ موت کے وقت خدا سے رحمت مانگنے کے متعلق آنحضرتؑ کی دعا

روبہ بن مصقلہ سے روایت ہے، کہتا ہے کہ موت کے وقت امام علیہ السلام نے فرمایا: ''میرا بستر گھر کے صحن میں لے جاؤ''۔ انہیں باہر لے گئے۔ آپؑ نے سر بلند کیا اور یہ دعا پڑھی: ''اے پالنے والے! میں اپنی جان جو کہ سب سے عزیز ترین چیز تھی، اور اس جیسی میرے اختیار میں کوئی چیز نہیں ہے، تیرے سپرد کرتا ہوں۔ اے اللہ! اپنی رحمت میرے لئے شاملِ حال فرما اور قبر کی تنہائی میں میرا ہمدرد بن جا''۔

(i۔ تذکرۃ الخواص ابن جوزی، ص۲۱۳۔ ii۔ کشف الغمہ، ج۱، ص۵۶۸)۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دوسری فصل(1)

آنحضرتؑ کے خطبات

- لوگوں کو جنگِ جمل کے اشتیاق کیلئے۔
- کوفہ والوں کو جنگِ جمل کے اشتیاق کیلئے۔
- جنگِ جمل میں شرکت کیلئے لوگوں کو شوق دلانے میں۔
- اہل کوفہ کو جنگِ جمل کے اشتیاق کیلئے۔
- لوگوں کو اپنے والد بزرگوار کی مدد کے اشتیاق کیلئے۔
- لوگوں کو اپنے والد بزرگوار کی مدد کے تیار کرنے کیلئے۔
- لوگوں کو اپنے والد بزرگوار کی مدد کے بلانے کیلئے۔
- اہل بیتؑ کی فضیلت کے متعلق۔
- جنگِ صفین میں لوگوں کو جنگ کا اشتیاق دلانے کیلئے۔
- جنگِ صفین میں ابوموسیٰ کے فیصلہ کے بعد۔
- حمدِ خدا اور اپنے والد بزرگوار کی فضیلت میں۔
- اہل بیتؑ کی فضیلت میں۔
- اپنے والد بزرگوار کی شہادت کے بعد اہل بیتؑ کی شان میں۔
- اپنے اور اپنے والد ماجد کی شان میں۔
- جب ان کے والد ماجد کی وفات ہوئی۔
- جب آنحضرتؑ کے والد بزرگوار نے وفات پائی۔
- ان کی بیعت کے بعد۔
- اپنے اصحاب کو جنگ کا اشتیاق دلانے کیلئے۔

دوسری فصل (۲)

آنحضرتؑ کے خطبات

- اپنے اصحاب کی مذمت میں، اس وجہ سے کہ انہوں نے جہاد کیلئے کوشش نہ کی تھی۔
- آنحضرتؑ کو ان کے اصحاب کے دھوکا دینے کے متعلق۔
- جب آنحضرتؑ کے اصحاب معاویہ سے جا ملے۔
- صلح سے پہلے کوفہ میں۔
- جب صلح کرنے کا ارادہ کیا۔
- جب زخموں سے صحیح ہو گئے۔
- جب معاویہ کے ساتھ صلح کی۔
- صلح کے انجام پانے کے بعد۔
- معاویہ کے ساتھ صلح کرنے کے سبب میں۔
- صلح کرنے کے بعد اپنے والد کی فضیلت میں۔
- اپنی پہچان کے متعلق۔
- اپنی اور اپنے والد کی شان میں۔
- اپنی معرفت اور حاکمِ وقت کے اوصاف میں۔
- اپنی اور معاویہ کی پہچان میں۔
- اپنے اوصاف کے متعلق۔
- لوگوں کو پیروی کرنے کی ترغیب کے متعلق۔
- ان لوگوں کے صلح کرنے کے سبب کے بارے میں۔
- اپنی صلح کی وجہ کے بارے میں۔
- جب آنحضرتؑ نے اُن لوگوں کو معاویہ کی بیعت کرنے پر سرزنش کی۔
- اس کے بعد جب آنحضرتؑ کے اصحاب نے بیعت توڑنا چاہی۔

(١) خطبته عليه السلام

في استنفار الناس الى الجمل

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَزِيزِ الْجَبّٰارِ الْواٰحِدِ الْقَهّٰارِ الْكَبِيرِ الْمُتَعٰالِ، سَوٰاءٌ مِنْكُمْ مَنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَ مَنْ جَهَرَ بِهِ وَ مَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِاللَّيْلِ وَ سٰارِبٌ بِالنَّهٰارِ ، اَحْمَدُهُ عَلىٰ حُسْنِ الْبَلاٰءِ وَ تَظٰاهُرِ النَّعْمٰاءِ ، وَ عَلىٰ مٰا اَحْبَبْنٰا وَ كَرِهْنٰا، مِنْ شِدَّةٍ وَ رَخٰاءٍ.

وَ اَشهد اَن لاٰ اِلٰهَ اِلاّٰ اللّٰهُ، وَحْدَهُ لاٰ شَرِيكَ لَهُ ، وَ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ، اِمْتَنَّ عَلَيْنٰا بِنُبُوَّتِهِ، وَ اخْتَصَّهُ بِرِسٰالَتِهِ وَ اَنْزَلَ عَلَيْهِ وَحْيَهُ، وَ اصْطَفٰاهُ عَلىٰ جَمِيعِ خَلْقِهِ ، وَ اَرْسَلَهُ اِلَى الاِنْسِ وَ الْجِنِّ، حِينَ عُبِدَتِ الْاَوْثٰانُ وَ اُطِيعَ الشَّيْطٰانُ وَ جُحِدَ الرَّحْمٰانُ ، فَصَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهِ وَ جَزٰاهُ اَفْضَلَ مٰا جَزَى الْمُرْسَلِينَ.

اَمّٰا بَعْدُ، فَاِنِّي لاٰ اَقُولُ لَكُمْ اِلاّٰ مٰا تَعْرِفُونَ، اِنَّ اَمِيرَالْمُؤْمِنِينَ عَلِيَّ بْنَ اَبِي طٰالِبٍ اَرْشَدَ اللّٰهُ اَمْرَهُ وَ اَعَزَّ

۱۔ لوگوں کو جنگِ جمل کی ترغیب دلانے کے متعلق آنحضرتؑ کا خطبہ

تعریف صرف اُس خدا کیلئے ہے جو قہر و غضب والا ہے۔ اس کا کوئی ثانی نہیں ہے، ہمیشہ مسلط رہنے والا ہے۔ بڑا اور بلند ہے۔ اس کیلئے برابر ہے کہ آرام سے بات کرو یا بلند آواز سے۔ وہ جورات کی تاریکی میں پوشیدہ ہے، اور دن کے اجالے میں چلتا ہے، اس کی تعریف کرتا ہوں۔ اچھے امتحان پر، اور یکے بعد دیگرے نعمتوں پر، اور اس پر جسے میں سختی اور آرام میں سے اچھا جانتا ہوں یا برا، میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ محمدؐ اس کا بندہ اور رسولؐ ہے۔ خدا نے اس کی نبوت کے ذریعے ہم پر احسان کیا ہے، اور اسے اپنی پیغمبری کے ساتھ خاص فرمایا اور اپنی وحی کو اس پر نازل فرمایا، اور اس کو تمام چیزوں پر افضل بنایا۔ اس کو جنوں اور انسانوں کی طرف اس وقت بھیجا جب بتوں کی پوجا ہو رہی تھی اور شیطان خدا کی اطاعت سے انکار کر چکے تھے۔ خدا کا درود ان پر اور ان کی آل پر ہو، اور انبیاءؑ کی جزاء سے بہترین جزاء ان کو عطا فرمائے۔

امابعد! میں اس کے علاوہ جو تم لوگ جانتے ہو، کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ مجھے امیر المؤمنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام، جن کی خدا نے ہدایت اور مدد فرمائی ہے، نے آپ کی طرف بھیجا ہے۔ وہ تمہیں اچھے راستے کی طرف کتاب کے ساتھ عمل اور راہِ خدا میں

نَصْرَهُ ،بَعَثَنِي اِلَيْكُمْ يَدْعُوكُمْ اِلىَ الصَّوابِ وَ اِلىَ الْعَمَلِ بِالْكِتابِ وَ الْجِهادِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَ اِنْ كانَ فِي عاجِلِ ذاكَ ما تَكْرَهُونَ ، فَاِنَّ فِي اَجِلِهِ ما تُحِبُّونَ، اِنْ شاءَ اللّٰهُ.

وَ قَدْ عَلِمْتُمْ اَنَّ عَلِيّاً صَلّٰى مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ الِهِ وَحْدَهُ ، وَ اَنَّهُ يَوْمَ صَدَّقَ بِهِ لَفِي عاشِرَةٍ مِنْ سِنِّهِ ، ثُمَّ شَهِدَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ جَمِيعَ مَشاهِدِهِ ، وَكانَ مِنْ اِجْتِهادِهِ فِي مَرْضاتِ اللّٰهِ وَ طاعَةِ رَسُولِهِ وَ اِثارَةِ الْحَسَنَةِ فِي الْاِسْلامِ ما قَدْ بَلَغَكُمْ .

وَ لَنْ يَزَلْ رَسُولُ اللّٰهِ راضِياً عَنْهُ حَتّٰى غَمَّضَهُ بِيَدِهِ وَ غَسَّلَهُ وَحْدَهُ ، وَ الْمَلائِكَةُ اَعْوانُهُ وَ الْفَضْلُ اِبْنُ عَمِّهِ يَنْقُلُ اِلَيْهِ الْماءَ، ثُمَّ اَدْخَلَهُ حُفْرَتَهُ وَ اَوْصاهُ بِقَضاءِ دَيْنِهِ وَ عِداتِهِ ، وَ غَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ مَنِّ اللّٰهِ عَلَيْهِ .

ثُمَّ وَ اللّٰهِ ما دَعاهُمْ اِلىٰ نَفْسِهِ ، وَ لَقَدْ تَداكَّ النّاسُ عَلَيْهِ تَداكَّ الْاِبِلِ الْهِيمِ عِنْدَ وُرُودِها ، فَبايَعُوهُ طائِعِينَ ، ثُمَّ نَكَثَ مِنْهُمْ ناكِثُونَ، بِلا حَدَثٍ اَحْدَثَهُ وَ لا خِلافٍ اَتاهُ ، حَسَداً لَهُ وَ بَغْياً عَلَيْهِ .

جہاد کرنے کی طرف بلاتا ہے۔ اگر چہ ابھی تک اسے ناپسند کرتے ہو، لیکن اگر خدا نے چاہا تو بعد میں اسے پسند کرو گے اور عنقریب تمہارا محبوب ہوگا، اور تم جانتے ہو کہ علیؑ نے اکیلے نماز پڑھی ہے، اور اس دن رسولِؐ خدا کی تصدیق کی ہے جب وہ ابھی دس سال کے تھے، اور تمام جنگوں میں ان کے ساتھ شریک رہے۔ خدا کی خوشنودی اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اور اسلام کی خوبیوں کو حاصل کرنے میں اس کی کوششوں کو تم جانتے ہو، اور ہمیشہ خدا کا رسولؐ اس سے راضی تھا۔ یہاں تک کہ ان کی آنکھوں کو اپنے ہاتھوں کے ساتھ بند کیا اور اکیلے ان کو غسل دیا، جبکہ فرشتے ان کی مدد کر رہے تھے، اور ان کے چچا کا بیٹا فضل پانی لا رہا تھا، اور پھر خود ان کو قبر میں داخل کیا، اور پیغمبرؐ خدا نے قرض کو ادا کرنے، وعدہ پورا کرنے اور دوسرے معاملات میں جن میں خدا نے ان پر احسان کیا تھا، اس کو وصیت کی۔ خدا کی قسم! اس وقت تو لوگوں کو نہیں بلایا تھا اپنی طرف بلکہ لوگ خود اس کی طرف، اس کے اونٹ کی طرف لوٹ آئے تھے۔ جو پانی کے پاس آتے وقت غصے کی حالت میں جلدی آتا ہے۔ انہوں نے اپنی مرضی کے ساتھ اور آزادی کے وقت ان کی بیعت کی تھی۔ اس کے بعد ایک گروہ نے اپنے وعدے کو توڑ دیا جبکہ اس نے کوئی بدعت ایجاد نہ کی تھی، اور خلافِ شرع کوئی کام نہیں کیا تھا بلکہ صرف اس کے ساتھ حسد کی وجہ سے اور اس پر زیادتی کرنے کی خاطر۔

فَعَلَيْكُمْ عِبٰادَ اللّٰهِ بِـتَقْوَى اللّٰـهِ وَ الْـجِدِّ وَ الصَّـبْرِ وَ الْاِسْتِقٰامَةِ بِاللّٰهِ ، وَ الْخُفُوفِ اِلىٰ مٰا دَعٰـاكُـمْ اِلَـيْهِ اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ .

عَصَمَنَا اللّٰهُ وَ اِيّٰاكُمْ بِمٰا عَصَمَ بِـهِ اَوْلِـيٰاءَهُ وَ اَهْـلَ طٰاعَتِهِ، وَ اَلْهَمَنٰا وَ اِيّٰاكُمْ تَقْوٰاهُ ، وَ اَعٰانَنٰا وَ ايّٰاكُمْ عَـلىٰ جِهٰادِ اَعْدٰائِهِ ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيمَ لِي وَ لَكُمْ .

(٢) خطبته عليه السلام

في استنفار اهل الكوفة الى الجمل

روي ان علياً عليه السلام بـعث الى الكـوفة الحسـن ابـنه عليه السلام و بعض اصحابه ، و معهم كتاب الى اهل الكوفة .

فلما دخل الحسن عليه السلام و عـمار الكـوفة اجـتمع اليـهما الناس، فقام الحسن عليه السلام فاستقر الناس ، فحمد الله و صلى على رسوله، ثم قال :

اَيُّهَا النّٰاسُ! اَنَا اِلَى اللّٰهِ وَ اِلىٰ كِتٰابِهِ وَ سُنَّةِ رَسُولِهِ وَ اِلىٰ اَفْقَهِ مَنْ تَفَقَّهَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَ اَعْدَلِ مَنْ تَعْدَلُونَ،

پس اے خدا کے بندو! تم پر واجب و ضروری ہے کہ خدا سے ڈرو اور کوشش اور صبر میں خدا سے مدد لو، اور اس طرف جاؤ جدھر امیر المؤمنین علیہ السلام تمہیں بلا رہے ہوں۔ خدا اس چیز کے ساتھ ہماری اور تمہاری حفاظت فرمائے جس کے ساتھ اپنے اولیاء کی حفاظت کی تھی، اور ہمیں اور تمہیں اپنے تقویٰ کا انعام کرے، اور ہمیں اور تمہیں اپنے دشمنوں کے ساتھ جہاد میں مدد فرمائے۔ اپنے اور تمہارے لئے خدا سے بخشش طلب کرتا ہوں۔ (شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید، ج ۴، ص ۲۹۸)۔

۲۔ آنحضرتؑ کا جنگِ جمل کیطرف اہل کوفہ کو ترغیب دینے کیلئے خطبہ

روایت میں ہے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام نے امام حسن علیہ السلام اور اپنے اصحاب میں سے کچھ دوسرے لوگوں کو خط دے کر کوفہ کی طرف مدد طلب کرنے کیلئے بھیجا۔ جب امام حسن علیہ السلام عمارؓ کے ساتھ کوفہ میں داخل ہوئے تو لوگ ان کے ارد گرد جمع ہو گئے۔ امام علیہ السلام ان کے درمیان آئے اور خدا کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا: "اے لوگو! ہم آئے ہیں تا کہ تمہیں بلائیں اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے پیغمبر کی سنت کی طرف، اور مسلمانوں کی فقیہ ترین شخصیت کی طرف جس کو تم عادل کہتے ہو اور ان میں سے عادل ترین کی طرف اور افضل ترین ان میں سے جن کو تم افضل کہتے ہو اور جن کی

وَ اَفْضَلِ مَنْ تَفْضُلُونَ، وَ اَوْفىٰ مَنْ تُبَايِعُونَ، مَنْ لَمْ يَعْيِهِ الْقُرْآنُ وَ لَمْ تَجْهَلْهُ السُّنَّةُ، وَ لَمْ تَقْعُدْ بِهِ السّابِقَةُ، اِلىٰ مَنْ قَرَّبَهُ اللّٰهُ اِلىٰ رَسُولِهِ قَرابَتَيْنِ ، قَرابَةَ الدّينِ وَ قَرابَةَ الرَّحِمِ ، اِلىٰ مَنْ سَبَقَ النّاسَ اِلىٰ كُلِّ مَآثِرِهِ .

اِلىٰ مَنْ كَفَى اللّٰهُ بِهِ رَسُولَهُ ، وَ النّاسُ مُتَخاذِلُونَ، فَقَرُبَ مِنْهُ وَ هُمْ مُتَباعِدُونَ ، وَ صَلّىٰ مَعَهُ وَ هُمْ بِهِ مُشْرِكُونَ ، وَ قاتَلَ مَعَهُ وَ هُمْ مُنْهَزِمُونَ ، وَ بارَزَ مَعَهُ وَ هُمْ مُجْمِحُونَ ، وَ صَدَّقَهُ وَ هُمْ مُكَذِّبُونَ ، اِلىٰ مَنْ لَمْ تَرِدْ لَهُ رايَةٌ ، وَ لا تُكافِئُ لَهُ سابِقَةٌ.

وَ هُوَ يَسْأَلُكُمُ النَّصْرَ وَ يَدْعُوكُمْ اِلَى الْحَقِّ، وَ يَسْأَلُكُمْ بِالْمَسيرِ اِلَيْهِ، لِتُوازِرُوهُ وَ تَنْصُرُوهُ عَلىٰ قَوْمٍ نَكَثُوا بَيْعَتَهُ، وَ قَتَلُوا اَهْلَ الصَّلاحِ مِنْ اَصْحابِهِ، وَ مَثَّلُوا بِعُمّالِهِ، وَ انْتَهَبُوا بَيْتَ مالِهِ .

فَاَشْخِصُوا اِلَيْهِ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ ، فَمُرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ، وَ اَحْضِرُوا بِما يَحْضُرُ بِهِ الصّالِحُونَ .

تم بیعت کرتے ہو، ان میں سے باوفا ترین کی طرف۔ وہ شخص جس کو قرآن کا سمجھنا عاجز نہیں کرتا اور سنت سے اس پر کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے، اور اس سے کوئی آگے بڑھ نہیں سکتا۔ اس کی طرف بلائیں جس کو خدا نے دو جہت سے اپنے پیغمبرؐ کے نزدیک کیا ہے! دین کے لحاظ سے، رشتہ داری کے لحاظ سے۔ وہ ایسا شخص ہے جس کے ذریعے خدا نے اپنے پیغمبر کا خیال رکھا جبکہ لوگ اسے رسوا اور ذلیل کرنے کیلئے تلے ہوئے تھے۔ وہ پیغمبرؐ کے قریب ہوا جب لوگ دور تھے، اور اُس نے اُن کے ساتھ نماز پڑھی جب لوگ مشرک تھے۔ پیغمبرؐ کے ساتھ مل کر جنگ کی جب لوگ بھاگ رہے تھے۔ ان کے ساتھ مل کر دشمنوں کا مقابلہ کیا جب لوگ مقابلے سے نظر چُرا رہے تھے۔ اس نے پیغمبر کی تصدیق کی جب لوگ اسے جھٹلا رہے تھے۔ اس کی طرف بلانے آئے ہیں جس نے پرچم کو واپس نہیں پلٹایا اور اس سے کسی نے سبقت نہیں لی۔

وہ تمہیں مدد کیلئے بلا رہا ہے، اور حق کی طرف دعوت دے رہا ہے، اور تم سے چاہتا ہے کہ خدا کی طرف جاؤ تا کہ تم اس کی ان لوگوں کے مقابلے میں مدد کرسکو جنہوں نے اس کی بیعت کو توڑ دیا، اور اسکے نیک اصحاب کو قتل کر دیا، اور اس کے کارندوں کو ایک طرف کر دیا، اور بیت المال کو لوٹ لیا۔ پس تم اس کی طرف جاؤ، خدا تمہاری مدد کرے اور تم پر رحمت کرے۔ پس نیکی کا حکم دو اور برائی سے منع کرو، اور خدا کی بارگاہ میں نیک بندوں کی طرح حاضر ہو جاؤ۔ (شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید، ج ۲، ص ۲۹۲)۔

(٣) خطبته عليه السلام

في غزوة الجمل، لتحريض الناس الى الجهاد

يٰا اَيُّهَا النّٰاسُ! اَجيبُوا دَعْوَةَ اَميرِكُمْ، وَ سيرُوا اِلىٰ اِخْوٰانِكُمْ، فَاِنَّهُ سَيُوجَدُ لِهٰذَا الْاَمْرِ مَنْ يَنْفُرُ اِلَيْهِ، وَاللّٰهِ لَاَنْ يَلِيَهُ اُولُوا النُّهىٰ اَمْثَلُ فِي الْعٰاجِلَةِ وَ خَيْرٌ فِي الْعٰاقِبَةِ، فَاَجيبُوا دَعْوَتَنٰا وَ اَعينُونٰا عَلىٰ مَا ابْتَلَيْنٰا بِهِ وَ ابْتَلَيْتُمْ.

(٤) خطبته عليه السلام

لتحريض اهل الكوفة الى الجمل

اَيُّهَا النّٰاسُ! اِنَّ اَميرَ الْمُؤْمِنينَ يَقُولُ: اِنّي خَرَجْتُ مَخْرَجي هٰذٰا ظٰالِماً اَوْ مَظْلُوماً، وَ اِنّي اُذَكِّرُ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ رَجُلاً رَعىٰ لِلّٰهِ حَقّاً اِلاّٰ نَفَرَ، فَاِنْ كُنْتُ مَظْلُوماً اَعٰانَني، وَ اِنْ كُنْتُ ظٰالِماً اَخَذَ مِنّي، وَاللّٰهِ اِنَّ طَلْحَةَ وَ الزُّبَيْرَ لَاَوَّلُ مَنْ بٰايَعَني، وَ اَوَّلُ مَنْ غَدَرَ، فَهَلِ اسْتَأْثَرْتُ بِمٰالٍ اَوْ بَدَّلْتُ حُكْماً، فَانْفِرُوا، فَمُرُوا بِمَعْرُوفٍ وَ انْهَوْا عَنْ مُنْكَرٍ.

۳۔ آنحضرتؑ کا خطبہ جمل میں لوگوں کو جنگ کی ترغیب دلانے کی خاطر

اے لوگو! اپنے امیر کی دعوت کو سنو، اور اپنے بھائیوں کی طرف جاؤ، اور بہت جلد حکومت اس کے ہاتھ میں ہوگی، جس کی طرف تم کوچ کر کے جاؤ گے۔ خدا کی قسم! اگر حکومت دانا اور عقلمند لوگوں کے ہاتھ آجائے تو یہ اس دنیا میں بہتر اور آخرت میں اچھا ہوگا۔ پس ہماری دعوت کو قبول کرو اور ہماری مدد کرو، اس چیز میں جس کے ساتھ ہم اور تم مبتلا ہوئے ہو۔ (طبری، ایڈیشن ۲، ص ۲۷)۔

٤۔ اهل کوفه کو جنگِ جمل کی طرف ترغیب کی خاطر آنحضرتؑ کا خطبہ

اے لوگو! امیر المؤمنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں اس راہ کی خاطر بطور ظالم یا بطور مظلوم نکل پڑا ہوں، اور میں خدا کو اس شخص کی خاطر یاد کرتا ہوں جو صرف خدا کی خاطر اپنے حق کا قائل ہے، ورنہ وہ چلا جائے۔ اگر میں مظلوم ہوں تو میری مدد کرے۔ اگر میں ظالم ہوں تو میرا حق مجھ سے لے لے۔ خدا کی قسم! طلحہ اور زبیر وہ لوگ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے میری بیعت کی، اور یہی لوگ سب سے پہلے میرے ساتھ دھوکہ کرنے والے ہیں۔ آیا کوئی مال میں نے اٹھالیا ہے یا کسی حکم کو تبدیل کر دیا ہے۔ پس نکلو اور اچھے کام کا حکم اور برے کام سے منع کرو۔ (طبری، ایڈیشن ۲، ص ۳۶)۔

(٥) خطبته عليه السلام

لاستنفار اهل الكوفة الى حرب الجمل

اَيُّهَا النّٰاسُ ! اِنَّهُ قَدْ كٰانَ مِنْ اَمِيرِ الْـمُؤْمِنِينَ عَـلَيْهِ السَّلاٰمُ مٰا تَكْفِيكُمْ جُمْلَتُهُ ، وَ قَدْ اَتَيْنٰاكُمْ مُسْتَنْفِرِينَ لَكُمْ ، لِاَنَّكُمْ جَبْهَةُ الْاَمْصٰارِ وَ رُؤَسٰاءُ الْعَرَبِ[1] .

وَ قَدْ كٰانَ مِـنْ نَـقْضِ طَـلْحَةَ وَ الزُّبَـيْرِ بَـيْعَتَهُمٰا وَ خُرُوجِهِمٰا بِعٰائِشَةَ مٰا قَدْ بَلَغَكُمْ ، وَ هُوَ ضَعْفُ النِّسٰاءِ[2] وَ ضَعْفُ رَأْيِهِنَّ ، وَ قَدْ قٰالَ اللّٰهُ تَعٰالىٰ :« اَلرِّجٰالُ قَوّٰامُونَ عَلَى النِّسٰاءِ»[3].

وَ اَيْمُ اللّٰهِ لَوْ لَمْ يَنْصُرْهُ اَحَدٌ لَرَجَوْتُ اَنْ يَكُونَ لَـهُ فِيمَنْ اَقْبَلَ مَعَهُ مِنَ الْمُهٰاجِرِينَ وَ الْاَنْصٰارِ ، وَ مَنْ يَبْعَثُ اللّٰهُ لَهُ مِنْ نُجَبٰاءِ النّٰاسِ كِفٰايَةٌ ، فَانْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ .

---

١ ـ جبهة الانصار و سنام العرب (خ ل).

٢ ـ و هي من النساء (خ ل).

٣ ـ النساء : ٣٤.

۵۔ آنحضرتؑ کا خطبہ اہل کوفہ کو جنگِ جمل کی ترغیب دلانے کیلئے

اے لوگو! امیر المؤمنین علیہ السلام نے ہر مقام پر پہلے تمہاری مدد کی۔ اب ہم آئے ہیں کہ تمہیں ان کی خاطر بلائیں کیونکہ تم شہروں کے پیشوا اور عربوں کے رئیس ہو۔ تمہیں طلحہ، زبیر اور عائشہ کے ساتھ مل کر خروج اور بیعت کو توڑنے کی اطلاع مل چکی ہے۔ یہ عورتوں کی کمزوری اور عقیدہ کی کمزوری کی وجہ سے ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ مرد عورتوں پر فوقیت رکھتے ہیں۔ خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر کوئی بھی اس کی مدد کیلئے نہ آئے تو مہاجرین اور انصار جو اس کی مدد کیلئے آئیں گے، اور خدا پاک انسانوں میں سے جو اس کی مدد کیلئے بھیجے گا، وہ اس کیلئے کافی ہیں۔ خدا کی مدد کرو تا کہ وہ تمہاری مدد کرے۔ (امالی، شیخ طوسیؒ، ج ۲، ص ۸۷)۔

(۶) خطبته عليه السلام

في تحريض الناس لنصرة علي عليه السلام

لمّا بلغ أميرالمؤمنين عليه السلام ما كان من أمر أبي موسّى في تخذيل الناس عن نصرته ،انفذ الحسن عليه السلام و الأشتر و عمار الى الكوفة .

لما دخلوا المسجد صعد الحسن عليه السلام المنبر فحمد الله و أثنى عليه و ذكر جدّه فصلّى عليه ، ثم قال :

اَيُّهَا النّٰاسُ !اِنَّ عَلِيّاً اَمِيرَالْمُؤْمِنِينَ بٰابُ هُدىً، فَمَنْ دَخَلَهُ اهْتَدىٰ، وَ مَنْ خٰالَفَهُ تَرَدّىٰ.

(۷) خطبته عليه السلام

في تحريض الناس لنصرة علي عليه السلام

روي انه لما سار علي عليه السلام من المدينة الى فيد ، بعث الحسن عليه السلام وعمار و ابن عباس الى الكوفة ،لمّا دخلوا المسجد صعد الحسن بن علي عليه السلام المنبر ، فحمد الله و أثنىٰ عليه ،ثم

٦۔ اپنے والد بزرگوار کی مدد کی ترغیب دلانے کی خاطر آنحضرتؑ کا خطبہ

جب حضرت علی علیہ السلام کو اطلاع ملی کہ ابوموسیٰ اشعری نے لوگوں کو امامؑ کی مدد کرنے سے روکا تو آپؑ نے امام حسن علیہ السلام، مالک اشترؓ اور عمارؓ یاسر کو ان کی طرف بھیجا۔ جب یہ حضرات مسجد میں داخل ہوئے تو امام حسن علیہ السلام منبر پر گئے اور اس طرح فرمایا:

''اے لوگو! بے شک علی علیہ السلام ہدایت کا دروازہ ہے، جو بھی اِس میں داخل ہوا، وہ ہدایت پا گیا، اور جس نے بھی مخالفت کی، وہ ہلاک ہوگیا۔(الجمل شیخ مفیدؒ، ص ۲۵۳)۔

۷۔ اپنے والد گرامی کی مدد کی ترغیب کیلئے آنحضرتؑ کا خطبہ

روایت ہے کہ جب امیر المؤمنین علیہ السلام مدینہ سے کوفہ کے شہر کے نزدیک پہنچے تو آپؑ نے امام حسن علیہ السلام کو عمارؓ اور ابن عباسؓ کے ساتھ لوگوں کی حمایت حاصل کرنے کیلئے بھیجا۔ جب یہ حضرات مسجد میں داخل ہوئے تو امام حسن علیہ السلام منبر پر گئے اور خدا کی حمد وثناء کی، اس کے بعد نانا کا نام لیا اور ان پر درود بھیجا، اور اپنے والد

ذكر جدّه فصلّى عليه، و ذكر فضل أبيه و سابقته و قرابته برسول الله صلى الله عليه وآله، و أنه أولىٰ بالأمر من غيره، ثم قال:

مَعٰاشِرَ النّٰاسِ! اِنَّ طَلْحَةَ وَ الزُّبَيْرَ قَدْ بٰايَعٰا عَلِيّاً طٰائِعِينَ غَيْرَ مُكْرَهِينَ، ثُمَّ نَفَرٰا وَ نَكَثٰا بَيْعَتَهُمٰا لَهُ، فَطُوبىٰ لِمَنْ خَفَّ فِي مُجٰاهَدَةِ مَنْ جٰاهَدَهُ، فَاِنَّ الْجِهٰادَ مَعَهُ كَالْجِهٰادِ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ.

(٨) خطبته عليه السلام

في تحريض الناس لنصرة علي عليه السلام

لمّا بلغ أميرالمؤمنين عليه السلام خطبة عبد الله بن الزبير قال لولده الحسن عليه السلام: قم يا بني فاخطب، فحمد الله وأثنى عليه، و قال:

اَيُّهَا النّٰاسُ! قَدْ بَلَغَنٰا مَقٰالَةُ ابْنِ الزُّبَيْرِ، وَ قَدْ كٰانَ وَاللّٰهِ اَبُوهُ يَتَجَنّىٰ عَلىٰ عُثْمٰانَ الذُّنُوبَ، وَ قَدْ ضَيَّقَ عَلَيْهِ الْبِلاٰدَ حَتّىٰ قُتِلَ، وَ اِنَّ طَلْحَةَ رٰاكِزٌ رٰايَتَهُ عَلىٰ بَيْتِ مٰالِهِ، وَ هُوَ حَيٌّ.

کی فضیلت ، اسلام پر ان کی سبقت اور پیغمبرؐ اسلام کے ساتھ ان کی رشتہ داری کو یاد دلایا، اور یہ بھی یاد دلایا کہ وہ خلافت کیلئے سب سے زیادہ مستحق اور موزوں ہیں۔ اس کے بعد فرمایا: اے لوگو! طلحہ اور زبیر نے آزادی کے ساتھ اور بغیر کسی مجبوری کے بیعت کی تھی۔ پھر وہ چلے گئے اور بیعت کو توڑ دیا۔ خوشخبری ہے ان لوگوں کیلئے جو بلند پرواز ہو کر ان لوگوں کے ساتھ مقابلہ کرنے کیلئے ، جو امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ جنگ کر رہے تھے، جہاد کرتے ہیں، ان کے ساتھ مل کر جہاد کرنا ایسے ہے جیسے پیغمبرؐ اسلام کے ساتھ مل کر جہاد کیا جائے۔ (الجمل ، شیخ مفیدؒ ص ۲۶۴)۔

۸۔ آنحضرتؑ کا خطبہ لوگوں کو اپنے والد کی مدد کی طرف ترغیب دلانے کیلئے

جب عبداللہ بن زبیر کی گفتگو (جو اس نے عثمان کے قتل کی نسبت امامؑ کی طرف دینے کے بارے میں کی تھی) حضرت علی علیہ السلام تک پہنچی تو حضرت امام حسن علیہ السلام سے فرمایا کہ اے بیٹے ! اٹھو اور خطبہ پڑھو۔ امامؑ نے خدا کی حمد وثناء کے بعد فرمایا: اے لوگو! عبداللہ بن زبیر کی گفتگو تم تک پہنچ چکی ہے۔ خدا کی قسم! جب عثمان سے تمام رعایا تنگ ہو چکی تھی تو عبداللہ بن زبیر کا باپ بلاوجہ اس کی طرف گناہوں کی نسبت دے رہا تھا۔ یہاں تک کہ عثمان قتل ہو گیا جبکہ طلحہ عثمان کے زمانے میں اس کے پرچم کو اس کے بیت المال میں رکھے ہوئے تھا۔ رہی بات یہ کہ وہ کہتا ہے کہ علی علیہ السلام

وَ اَمّا قَوْلُهُ :اِنَّ عَلِيّاً اِبْتَزَّ النّاسَ اُمورَهُمْ ، فَاِنَّهُ اَعْظَمُ حُجَّةً لِاَبيهِ، زَعَمَ اَنَّهُ بايَعَهُ بِيَدِهِ وَ لَمْ يُبايِعْهُ بِقَلْبِهِ، فَقَدْ اَقَرَّ بِالْبَيْعَةِ وَ ادَّعَى الْوَليجَةَ ، فَلْيَأْتِ عَلى ما ادَّعاهُ بِبُرْهانٍ ، وَ اَنّى لَهُ ذلِكَ؟!

وَ اَمّا تَعَجُّبُهُ مِنْ تَوَرُّدِ اَهْلِ الْكُوفَةِ عَلى اَهْلِ الْبَصْرَةِ، فَما عَجَبُهُ مِنْ اَهْلِ حَقٍّ تَوَرَّدُوا عَلى اَهْلِ الْباطِلِ؟ وَ لَعَمْري وَ اللّهِ لَيَعْلَمَنَّ اَهْلُ الْبَصْرَةِ ، فَميعادُ ما بَيْنَنا وَ بَيْنَهُمْ يَوْمَ نُحاكِمُهُمْ اِلَى اللّهِ ، فَيَقْضِي اللّهُ بِالْحَقِّ، وَ هُوَ خَيْرُ الْفاصِلينَ .

(٩) خطبته عليه السلام
في فضل اهل البيت

روي انه لمّا فرغ علي بن ابي طالب عليه السلام من حرب الجمل ، عرض له مرض و حضرت الجمعة فتأخر عنها، و قال لابنه الحسن :انطلق يا بني فاجمع بالناس ، فأقبل الحسن عليه السلام الى المسجد ، فلما استقر على المنبر حمد الله وأثنى عليه و تشهد

نے لوگوں کے امورِ زندگی کو بکھیر کے رکھ دیا ہے تو یہ معاملہ اس کے باپ پر اس سے بڑھ کر ثابت ہے۔ وہ خیال کرتا ہے کہ ہاتھ کے ساتھ بیعت کی ہے، دل کے ساتھ بیعت نہیں کی، حالانکہ اپنی بیعت کا اس نے اقرار کیا ہے اور دوستی کا دعویٰ کیا ہے۔ اپنی بات کیلئے دلیل لائے۔ وہ اس کام پر قدرت نہیں رکھتا۔ رہی بات اس کے تعجب کی کہ اہل کوفہ اہل بصرہ پر غالب آ جائیں گے، تو اس میں کون سی تعجب کی بات ہے۔ اہلِ حق اہلِ باطل پر غلبہ حاصل کرلیں گے۔ خدا کی قسم! حساب کا دن وہ ہے جب ہم خدا کے دربار میں ان کو فیصلہ کیلئے لے کر آئیں گے اور خدا حق کے ساتھ فیصلہ فرمائے گا، اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔ (الجمل، شیخ مفیدؒ، ص ۳۲۸)۔

۹۔ آنحضرتؑ کا اہلبیتؑ کی فضیلت میں خطبہ

روایت ہے کہ جب امام علی علیہ السلام جنگِ جمل سے فارغ ہوئے تو بیمار ہو گئے۔ جمعہ کے دن نمازِ جمعہ بجالانے کا وقت آ گیا۔ اس لئے امام علیہ السلام نے اپنے بیٹے امام حسنؑ سے فرمایا کہ بیٹے! لوگوں کے ساتھ نمازِ جمعہ بجالاؤ۔ امام حسن علیہ السلام مسجد میں گئے، منبر پر خدا کی حمد وثناء کی اور گواہی دی اور رسولِ خداؐ پر درود بھیجا اور فرمایا: اے

و صلّى على رسول الله صلى الله عليه وآله، ثم قال:

اَيُّهَا النّاسُ! اِنَّ اللّٰهَ اخْتارَنا لِنَفْسِهِ، وَ ارْتَضانا لِدِينِهِ، وَ اصْطَفانا عَلىٰ خَلْقِهِ، وَ اَنْزَلَ عَلَيْنا كِتابَهُ وَ وَحْيَهُ، وَ اَيْمُ اللّٰهِ لا يَنْقُصُنا اَحَدٌ مِنْ حَقِّنا شَيْئاً، اِلاّ اِنْتَقَصَهُ اللّٰهُ مِنْ حَقِّهِ، فِي عاجِلِ دُنْياهُ وَ اٰخِرَتِهِ، وَ لا يَكُونُ عَلَيْنا دَوْلَةٌ اِلاّ كانَتْ لَنا الْعاقِبَةُ، وَ لَتَعْلَمُنَّ نَبَأَهُ بَعْدَ حِينٍ.

ثم جمع بالناس و بلغ اباه كلامه،فلما انصرف الى ابيه عليه السلام نظر اليه، فما ملك عبرته ان سالت على خديه ، ثم استدناه اليه فقبّل بين عينيه و قال :بأبي أنت و امّي ذرية بعضها من بعض و الله سميع عليم .

(۱۰) خطبته عليه السلام

في صفين لتحريض الناس الى الجهاد

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ لا اِلٰهَ غَيْرُهُ، وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ، وَ اُثْنِي عَلَيْهِ بِما هُوَ اَهْلُهُ، اِنَّ مِمّا عَظَّمَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ مِنْ حَقِّهِ وَ اَسْبَغَ عَلَيْكُمْ مِنْ نِعَمِهِ ما لا يُحْصىٰ ذِكْرُهُ، وَ لا يُؤَدّىٰ

لوگو! خدا نے ہمیں اپنے لئے چنا ہے، اور اپنے دین کیلئے ہمارے ساتھ راضی ہوا ہے، اور اپنی تمام مخلوق پر ہمیں برتری بخشی ہے۔ کتاب اور اپنی وحی ہم پر نازل فرمائی ہے۔ خدا کی قسم! کوئی شخص بھی ہمارے حق میں سے کوئی چیز کم نہ کرے گا۔ مگر یہ کہ خدا اس کے حق کو اس دنیا میں اور آخرت میں کم کردے گا، اور کوئی حکومت بھی ہم پر حکمرانی نہیں کرے گی مگر یہ کہ آخر کار ہمارے فائدہ میں ہوگی، اور عنقریب تمہیں اس کمی کی خبر ہوجائے گی۔ اس کے بعد نمازِ جمعہ پڑھی۔ ان کی گفتگو ان کے والد بزرگوار کے کانوں تک پہنچی۔ جب نماز سے واپس آئے اور والد کی نگاہ ان پر پڑی تو اپنے اوپر قابو نہ پا سکے۔ آنکھیں آنسوؤں سے پُر ہوگئیں۔ انہوں نے اپنے سینے سے لگایا اور آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور فرمایا: میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوجائیں اور ایسی اولاد کہ جن میں سے بعض دوسرے سے بعض ہیں۔ خدا سننے اور جاننے والا ہے۔ (امالی، شیخ طوسیؒ، ج ۳، حدیث ۳۰)۔

۱۰۔ جنگ صفین میں لوگوں کو جنگ کی ترغیب دینے کیلئے آنحضرتؑ کا خطبہ

تعریف صرف اُس خدا کیلئے ہے جس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اس کی اس طرح تعریف کرتا ہوں جیسے وہ تعریف کا حقدار ہے۔ یہ کہ اس نے اپنے حق سے تم پر عظمت حاصل کی ہے، اور اپنی نعمتوں کو تم پر پھیلایا ہے، یہ کہ اس کے ذکر کو شمار نہیں کیا جاسکتا اور نہ اس کا شکر ادا کیا جاسکتا ہے اور

شُكْرُهُ، وَ لاٰ يَبْلُغُهُ صِفَةٌ وَ لاٰ قَوْلٌ.

وَ نَحْنُ اِنَّما غَضِبْنا لِلّٰهِ وَ لَكُمْ، فَاِنَّهُ مَنَّ عَلَيْنا بِما هُوَ اَهْلُهُ اَنْ نَشْكُرَ فيهِ آلاٰءَهُ وَ بَلاٰءَهُ وَ نَعْماءَهُ، قَوْلاً يَصْعَدُ اِلَى اللّٰهِ فيهِ الرِّضا وَ تَنْتَشِرُ فيهِ عارِفَةُ الصِّدْقِ، يُصَدِّقُ اللّٰهُ فيهِ قَوْلَنا، وَ نَسْتَوْجِبُ فيهِ الْمَزيدَ مِنْ رَبِّنا، قَوْلاً يَزيدُ وَ لاٰ يَبيدُ.

فَاِنَّهُ لَمْ يَجْتَمِعْ قَوْمٌ قَطُّ عَلىٰ اَمْرٍ واحِدٍ اِلاّٰ اشْتَدَّ اَمْرُهُمْ وَ اسْتُحْكِمَتْ عُقْدَتُهُمْ، فَاحْتَشِدُوا في قِتالِ عَدُوِّكُمْ مُعاوِيَةَ وَ جُنُودِهِ، فَاِنَّهُ قَدْ حَضَرَ، وَ لاٰ تَخاذَلُوا، فَاِنَّ الْخِذْلاٰنَ يُقَطِّعُ نِياطَ الْقُلُوبِ، وَ اِنَّ الْاِقْدامَ عَلَى الْاَسِنَّةِ نَجْدَةٌ وَ عِصْمَةٌ، لِاَنَّهُ لَمْ يَمْتَنِعْ قَوْمٌ قَطُّ اِلاّٰ رَفَعَ اللّٰهُ عَنْهُمُ الْعِلَّةَ وَ كَفاهُمْ جَوائِحَ الذِّلَّةِ، وَ هَداهُمْ اِلىٰ مَعالِمِ الْمِلَّةِ.

وَ الصُّلْحُ تَأْخُذُ مِنْهُ ما رَضيتَ بِهِ

وَ الْحَرْبُ يَكْفيكَ مِنْ اَنْفاسِها جُرَعُ

نہ کوئی صفت اور نہ کوئی بات اس تک پہنچ سکتی ہے، اور ہم راہِ خدا میں تمہارے لئے غضبناک ہوئے کیونکہ خدا نے ہم پر اس طرح احسان فرمایا جس کا وہ اہل تھا تاکہ اس کی نعمتوں، عطیات اور ہدیوں کا شکر ادا کیا جا سکے۔

ایسی بات کہ جس میں رضا وخوشنودی خدا کی طرف بلند ہوتی ہے، اور جس میں سچائی اور صداقت روشن ہوتی ہے تاکہ ہماری بات کی تصدیق ہو سکے، اور اپنے رب کی طرف سے مزید توفیقات کے حق دار ہو سکیں۔ ایسی بات کہ جو طولانی ہو اور کبھی ختم نہ ہو، ہر ایسا اجتماع جوشِ واحد پر ہو، اس کی طاقت میں اضافہ ہوتا ہے، اور ان کے وعدے محکم ہوتے ہیں۔ پس معاویہ اور ان کے سپاہیوں کے ساتھ جنگ کرنے کیلئے تیار ہو جاؤ۔ جو تمہاری طرف آئے ہیں، رسوائی کی طرف نہ جانا کیونکہ رسوائی دل کی رگوں کو کاٹ دیتی ہے، اور جنگ کی طرف بڑھنا بلندی اور شکست وذلت سے دوری کا سبب بنتا ہے کیونکہ جس قوم نے بھی ذلت و رسوائی سے دوری اختیار کی تو خدا نے تکالیف اور ناکامیاں ان سے دور کر دیں، اور ذلت و رسوائی کو ان سے دور کر دیتا ہے، اور ان کو حقیقت اور حق کی طرف رہنمائی فرماتا ہے۔ اس کے بعد اس شعر کو پڑھا:

صلح سے تم جو چاہتے ہو حاصل کر سکتے ہو لیکن جنگ کے سانسوں میں سے ایک گھونٹ بھی تیرے لئے کافی ہے۔ (صفین، منقری، ص۱۱۴)۔

(١١) خطبته عليه السلام

بعد حكم ابي موسى الاشعري في صفين

اَيُّهَا النّاسُ! اِنَّكُمْ قَدْ اَكْثَرْتُمْ فِي اَمْرِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ وَ عَمْرُو بْنِ الْعاصِ، فَاِنَّما بُعِثا لِيَحْكُما بِكِتابِ اللّٰهِ، فَحَكَما بِالْهَوىٰ عَلَى الْكِتابِ، وَ مَنْ كانَ هٰكَذا لَمْ يُسَمَّ حَكَماً، وَ لٰكِنَّهُ مَحْكُومٌ عَلَيْهِ.

وَ قَدْ أَخْطَأَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ قَيْسٍ فِي اَنْ اَوْصىٰ بِها اِلىٰ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، فَاَخْطَاَ فِي ذٰلِكَ فِي ثَلاثِ خِصالٍ: فِي اَنَّ اَباهُ لَمْ يَرْضَهُ لَها، وَ فِي اَنَّهُ لَمْ يَسْتَأْمِرْهُ، وَ فِي اَنَّهُ لَمْ يَجْتَمِعْ عَلَيْهِ الْمُهاجِرُونَ وَ الْاَنْصارُ الَّذِينَ نَفَّذُوها لِمَنْ بَعْدَهُ، وَ اِنَّمَا الْحُكُومَةُ فَرْضٌ مِنَ اللّٰهِ.

وَ قَدْ حَكَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهِ سَعْداً فِي بَنِي قُرَيْظَةَ، فَحَكَمَ فِيهِمْ بِحُكْمِ اللّٰهِ لا شَكَّ فِيهِ، فَنَفَّذَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهِ حُكْمَهُ، وَ لَوْ خالَفَ ذٰلِكَ لَمْ يَجْرِهِ.

۱۰۱۔ ابوموسیٰ کے فیصلے کے بعد آنحضرتؑ کا صفین میں خطبہ

اے لوگو! تم نے عبداللہ بن قیس اور عمرو بن عاص کے انتخاب کے بارے میں بڑی باتیں کیں۔ یہ دو اشخاص اس لئے منتخب ہوئے تھے تاکہ کتاب کے مطابق فیصلہ کریں۔ لیکن انہوں نے اپنی خواہشات کو قرآن پر فوقیت دی، اور جو بھی ایسا کرے وہ حکم نہیں کہلا سکتا بلکہ اسے محکوم علیہ ہونا چاہئے (یعنی وہ فیصلہ کرنے کے لائق نہیں بلکہ اس کے خلاف فیصلہ ہونا چاہئے)۔ عبداللہ بن قیس نے عبداللہ بن عمر کی خلافت کے معاملہ میں انتخاب میں غلطی کی اور تین چیزوں میں اس نے اشتباہ کیا۔ یہ کہ عبداللہ کے باپ عمر نے اسے خلافت کیلئے مناسب نہ جانا اور معین نہ کیا اور خلیفہ نہ بنایا، اور اس لئے عمر نے عبداللہ کو کسی گورنری پر مقرر نہ کیا، اور اس میں بھی کہ مہاجرین اور انصار عبداللہ بن عمر کیلئے کسی خصوصیت کے قائل نہ تھے، اور جو لوگ فیصلے کیا کرتے تھے وہ اسے کوئی کام سپرد نہ کرتے تھے، اور سوائے اس کے نہیں کہ حکومت تو خدا کی طرف سے واجب ہے۔ (یہ کسی آدمی کا کام تو نہیں ہے کہ جس کو چاہے مقرر کرے)۔ پیغمبرؐ اسلام نے سعد بن معاذ کو بنی قریظہ کے معاملے میں حاکم (فیصلہ کرنے والا) مقرر کیا اور اس نے خدا کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا اور پیغمبرؐ اسلام نے اس کے فیصلے کو نافذ فرمایا، اور اگر وہ خدا کے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کرتا تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اسے لاگو نہ کرتے۔ (بحار، ج ۳۳، ص ۳۹۳)۔

(١٢) خطبته عليه السلام

في تحميدالله و فضل ابيه

روي أنّ علياً عليه السلام قال للحسن عليه السلام: يا بني ، قم فاخطبْ حتى اسمع كلامك ،فقام عليه السلام فقال :

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْوٰاحِدِ بِغَيْرِ تَشْبِيهٍ، الدّٰائِمِ بِغَيْرِ تَكْوِينٍ، الْقٰائِمِ بِغَيْرِ كُلْفَةٍ، الْخٰالِقِ بِغَيْرِ مَنْصَبَةٍ، الْمَوْصُوفِ بِغَيْرِ غٰايَةٍ، الْمَعْرُوفِ بِغَيْرِ مَحْدُودِيَّةٍ، الْعَزِيزِ لَمْ يَزَلْ قَدِيماً فِي الْقِدَمِ، رَدَعَتِ الْقُلُوبُ لِهَيْبَتِهِ، وَ ذَهَلَتِ الْعُقُولُ لِعِزَّتِهِ، وَ خَضَعَتِ الرِّقٰابُ لِقُدْرَتِه.

فَلَيْسَ يَخْطُرُ عَلىٰ قَلْبِ بَشَرٍ مَبْلَغُ جَبَرُوتِهِ، وَ لاٰ يَبْلُغُ النّٰاسُ كُنْهَ جَلاٰلِهِ، وَ لاٰ يُفْصِحُ الْوٰاصِفُونَ مِنْهُمْ لِكُنْهِ عَظَمَتِهِ، وَ لاٰ تَبْلُغُهُ الْعُلَمٰاءُ بِأَلْبٰابِهٰا، وَ لاٰ اَهْلُ التَّفَكُّرِ بِتَدْبِيرِ أُمُورِهٰا، اَعْلَمُ خَلْقِهِ بِهِ الَّذِي بِالْحَدِّ لاٰ يَصِفُهُ، يُدْرِكُ الْاَبْصٰارَ وَ لاٰ تُدْرِكُهُ الْاَبْصٰارُ، وَ هُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ.

۱۲۔ آنحضرتؑ کا خطبہ خدا کی تعریف اور اپنے والدؑ کی شان میں

روایت ہے کہ امام علی علیہ السلام نے امام حسن علیہ السلام سے فرمایا کہ اے بیٹے! اٹھو اور خطبہ پڑھو تا کہ تمہاری آواز سنوں۔ آنحضرتؑ اٹھے اور اس طرح گفتگو فرمائی:

تمام تعریفیں اس خدا کیلئے ہیں جو ایک ہے بغیر تشبیہ کے، اور جو ہمیشہ ہے بنے بغیر، جو مضبوط ہے سختی کے بغیر، جو بغیر رنج و تکلیف کے پیدا کرنے والا ہے۔ اس کا وصف بیان ہوا ہے بغیر اس کے کہ اس کی کوئی انتہا ہو۔ وہ پہچانا ہوا ہے حد بندی کے بغیر۔ وہ غالب ہے اور یہ چیزیں اس کے ساتھ ازل سے ہیں۔ دل اس کی ہیبت سے پریشان ہیں۔ عقلیں اس کی عزت سے حیران ہیں، اور گردنیں اس کی قدرت سے جھکی ہوئی ہیں۔ اس کی قدرت کی انتہا بشری ذہن میں نہیں آسکتی، اور اس کی عظمت کی حقیقت کو لوگ پا نہیں سکتے۔ وصف بیان کرنے والے اس کی عظمت کی انتہا کو بیان کرنے سے عاجز ہیں۔ صاحبانِ علم کا علم اس تک پہنچ ہی نہیں سکتا، اور فکر کرنے والوں کی فکریں اس کی تدبیروں میں راستہ تلاش نہیں کر سکتیں۔ زیادہ علم رکھنے والا شخص وہ ہے جو اس کے وصف بیان کرتے وقت انتہائے وصف بیان نہ کرے۔ وہ ہر چیز دیکھتا ہے لیکن آنکھیں اسے نہیں پا سکتیں۔ وہ جاننے والا ہے اور باخبر ہے۔

اَمّا بَعْدُ، فَاِنَّ عَلِيّاً بٰابٌ مَنْ دَخَلَهُ كٰانَ مُؤْمِناً، وَ مَـنْ خَرَجَ مِنْهُ كٰانَ كٰافِراً، اَقُولُ قَـوْلِي هٰـذٰا، وَ اَسْـتَغْفِرُ اللّٰـهَ الْعَظِيمَ لِي وَ لَكُمْ.

(١٣) خطبته عليه السلام

في تحميدالله و فضل ابيه

روي ان أباه علياً عليه السلام قال له عليه السلام: قم فـاخطب لأسـمع كلامك ،فقام عليه السلام فقال :

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي مَنْ تَكَلَّمَ سَمِعَ كَلاٰمَهُ، وَ مَنْ سَكَتَ عَلِمَ مٰا فِي نَفْسِهِ، وَ مَنْ عٰاشَ فَعَلَيْهِ رِزْقُهُ، وَ مَنْ مٰـاتَ فَاِلَيْهِ مَعٰادُهُ، اَمّا بَـعْدُ، فَـاِنَّ الْـقُبُورَ مَـحَلَّتُنٰا، وَ الْـقِيٰامَةَ مَوْعِدُنٰا، وَ اللّٰهَ عٰارِضُنٰا، اِنَّ عَلِيّاً بٰابٌ، مَنْ دَخَـلَهُ كٰـانَ مُؤْمِناً، وَ مَنْ خَرَجَ عَنْهُ كٰانَ كٰافِراً.

(١٤) خطبته عليه السلام

في فضل اهل البيت

روي أنه طعن اقوام من اهل الكوفة في الحسن بـن عـلي

امابعد! علی علیہ السلام ایسا دروازہ بنے کہ جو بھی اس میں داخل ہو گیا وہ مومن ہے، اور جو بھی اس سے خارج ہو گیا، وہ کافر ہے۔ میں یہ بات کرتا ہوں اور عظیم خدا سے تمہاری بخشش طلب کرتا ہوں۔ (تفسیر فرات بن ابراہیم، ص ۱۷)۔

۱۳۔ آنحضرتؑ کا خطبہ خدا کی تعریف اور اپنے والدؑ گرامی کی شان میں

روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے امام حسن علیہ السلام سے فرمایا کہ اٹھو اور خطبہ پڑھو تا کہ میں تمہاری آواز سنوں۔ آنحضرتؑ اٹھے اور فرمایا:

تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں۔ ایسا خدا جو ہر کہنے والے کی سنتا ہے اور چپ رہنے والے کے دل میں ہر چیز سے واقف ہے۔ جو بھی زندہ ہے، اس کو رزق دینا اسی کا کام ہے۔ ہر مرنے والے کا لوٹنا اسی کی طرف ہے۔

امابعد! قبریں ہمارا اٹھکانا اور قیامت ہمارے وعدہ کی جگہ ہیں، اور خدا ہمارا محاسبہ کرنے والا ہے۔ علی علیہ السلام ایسا دروازہ ہیں کہ جو اس میں داخل ہو گیا وہ مومن اور جو اس سے خارج ہو گیا، وہ کافر ہے۔ (کشف الغمہ، اردبیلی، ج ۱، ص ۵۷۲)۔

۱۴۔ آنحضرتؑ کا خطبہ اہلبیتؑ کی فضیلت میں

روایت ہے کہ کوفہ کے لوگوں میں سے ایک گروہ نے امام حسن علیہ السلام کے بارے

عليهما السلام فقالوا : انه عيّ لايقوم بحجة، فبلغ ذلك اميرالمؤمنين عليه السلام فدعا الحسن فقال : يا ابن رسول الله ان اهل الكوفة قد قالوا فيك مقالة اكرهها، فأخبر الناس ، فقال : يا امير المؤمنين لااستطيع الكلام و انا انظر اليك ، فقال امير المؤمنين عليه السلام :اني متخلف عنك، فناد الصلاة جامعة، فاجتمع المسلمون، فصعد المنبر فخطب خطبة بليغة وجيزة ، فضج المسلمون بالبكاء، ثم قال :

اَيُّهَا النّاسُ ! اِعْقِلُوا عَنْ رَبِّكُمْ، اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ اصْطَفىٰ اٰدَمَ وَ نُوحاً وَ اٰلَ اِبْراهِيمَ وَ اٰلَ عِمْرانَ عَلَى الْعالَمِينَ ، ذُرِّيَّةً بَعْضُها مِنْ بَعْضٍ وَ اللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ .

فَنَحْنُ الذُّرِّيَّةُ مِنْ اٰدَمَ، وَ الْاُسْرَةُ مِنْ نُوحٍ ، وَ الصَّفْوَةُ مِنْ اِبْراهِيمَ ، وَ السُّلالَةُ مِنْ اِسْماعِيلَ ، وَ اٰلٌ مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهِ.

نَحْنُ فِيكُمْ كَالسَّماءِ الْمَرْفُوعَةِ ، وَالْاَرْضِ الْمَدْحُوَّةِ وَ الشَّمْسِ الضّاحِيَةِ ، وَ كَالشَّجَرَةِ الزَّيْتُونَةِ ، لا شَرْقِيَّةٍ وَ لا غَرْبِيَّةٍ الَّتِي بُورِكَ زَيْتُها.

میں بُرا بھلا کہا، اور طعنہ دیا کہ وہ قدرت نہیں رکھتے گفتگو کرنے میں۔ یہ بات امیر المومنین علیہ السلام تک پہنچی۔ امام حسن علیہ السلام کو بلایا اور فرمایا کہ اے پیغمبرؐ خدا کے بیٹے! کوفہ کے لوگ تیرے بارے میں ایسی باتیں کر رہے ہیں جو مجھے بُری لگی ہیں۔ لوگوں کو اپنے متعلق بتاؤ۔ امام حسن علیہ السلام نے عرض کی کہ جب آپؑ میرے سامنے ہوتے ہیں تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ آپؑ نے فرمایا کہ میں ایک طرف چلا جاتا ہوں۔ اعلان کر کے لوگوں کو جمع کیا گیا۔ امام علیہ السلام منبر پر گئے اور ایک چھوٹا سا مگر فصیح اور بلیغ خطبہ دیا۔ یہاں تک کہ لوگ رونے لگے۔ تب امامؑ نے فرمایا: اے لوگو! خدا کے اس قول میں غور و فکر کرو جس میں فرمایا ہے کہ خدا نے آدم، نوح اور خاندانِ ابراہیم علیہ السلام اور خاندانِ عمران کو ان تمام کائنات والوں میں سے چن لیا ہے کہ بعض ان میں سے دوسرے کی اولاد ہیں، اور خدا سننے والا اور جاننے والا ہے۔ پس ہم آدم کی اولاد، نوح کے خاندان سے، ابراہیمؑ کی چنی ہوئی اولاد سے، نسلِ اسماعیل اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل سے ہیں۔ پس ہم تمہارے درمیان بلند آسمان، بچھی ہوئی زمین، چمکتا ہوا سورج اور زیتون کے درخت کی مثل ہیں کہ جو مشرق کی طرف مائل تھا اور نہ ہی مغرب کی طرف اور اس کے زیتون کو برکت دی گئی ہے۔

اَلنَّبِيُّ اَصْلُها، وَ عَلِيٌّ فَرْعُها، وَ نَحْنُ وَ اللّٰهِ ثَمَرَةُ تِلْكَ الشَّجَرَةِ، فَمَنْ تَعَلَّقَ بِغُصْنٍ مِنْ اَغْصانِها نَجا، وَ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْها فَاِلَى النّارِ هَوىٰ.

فقام أمير المؤمنين عليه السلام من أقصى الناس ،يسحب رداءه من خلفه ، حتى علا المنبر مع الحسن عليه السلام ، فقبّل بين عينيه ، ثم قال : يا ابن رسول الله اثبت على القوم حجتك و أوجبت عليهم طاعتك، فويل لمن خالفك.

(١٥) خطبته عليه السلام

في فضلهم، بعد شهادة أبيه عليه السلام

روي أنه لمّا قتل اميرالمؤمنين عليه السلام رقى الحسن بن علي عليهما السلام ، فأراد الكلام، فخنقته العبرة، فقعد ساعة، ثم قام، فقال:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذي كانَ فِي اَوَّلِيَّتِهِ وَحْدانِيّاً، وَ فِي اَزَلِيَّتِهِ مُتَعَظِّماً بِالْاِلٰهِيَّةِ، مُتَكَبِّراً بِكِبْرِيائِهِ وَ جَبَرُوتِهِ، اِبْتَدَأَ مَا ابْتَدَعَ، وَ اَنْشَأَ ما خَلَقَ، عَلىٰ غَيْرِ مِثالٍ كانَ سَبَقَ مِمّا خَلَقَ.

پیغمبرؐ اس درخت کی جڑ اور علیؑ اس کا تنا ہیں، اور خدا کی قسم! ہم اس درخت کا پھل ہیں۔ پس جو بھی اس درخت کی شاخ کو پکڑے، وہ نجات پا جائیگا، اور جو بھی اس سے پیچھے رہ گیا، وہ آگ میں گر جائے گا۔۔ اس وقت حضرت علی علیہ السلام مجمع کے آخر سے اٹھے، اس حال میں کہ ان کی چادر نیچے سے پیچھے لگ رہی تھی۔ یہاں تک کہ منبر پر امام حسن علیہ السلام کے پاس آ گئے۔ ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور فرمایا: اے پیغمبرؐ کے بیٹے! تو نے لوگوں پر اپنی حجت تمام کو ثابت کر دیا ہے اور اپنی اطاعت کو واجب کر دیا ہے۔ پس ہلاکت ہے اس کیلئے جو تیری مخالفت کرے۔ (عدد القویہ، ص ۳۸)۔

۱۵۔ والد بزرگوار کی شہادت کے بعد فضیلت اہل بیتؑ کے متعلق آنحضرتؑ کا خطبہ

روایت ہے کہ جب امیر المومنین علیہ السلام کی شہادت ہوئی تو امام حسن علیہ السلام منبر پر گئے اور کچھ کہنا چاہتے تھے لیکن گریہ ان پر تاری ہو گیا۔ تھوڑی دیر کیلئے بیٹھے اور پھر اٹھے، پھر فرمایا: تمام تعریفیں اس خدا وحدہٗ لاشریک کیلئے ہیں جو اپنی ابتداء میں ایک تھا اور ازل سے خدائی کے ساتھ عظمت والا ہے۔ وہ بلندی اور طاقت کے ساتھ افضل ہے۔ شروع کیا اس کو جس کو اس نے ایجاد کیا اور ظاہر کیا جس کو اس نے پیدا کیا، اس حال میں کہ اس سے پہلے اس کی مثال موجود نہ تھی۔

رَبُّنَا اللَّطيفُ بِلُطْفِ رُبُوبِيَّتِهِ، وَ بِعِلْمِ خُبْرِهِ فَتَقَ، وَ بِإحْكَامِ قُدْرَتِهِ خَلَقَ جَميعَ مٰا خَلَقَ، فَلاٰ مُبَدِّلَ لِخَلْقِهِ، وَ لاٰ مُغَيِّرَ لِصُنْعِهِ، وَ لاٰ مُعَقِّبَ لِحُكْمِهِ، وَ لاٰ رٰادَّ لِأَمْرِهِ، وَ لاٰمُسْتَرٰاحَ عَنْ دَعْوَتِهِ.

خَلَقَ جَميعَ مٰا خَلَقَ، وَ لاٰ زَوٰالَ لِمُلْكِهِ، وَ لاَ انْقِطٰاعَ لِمُدَّتِهِ، فَوْقَ كُلِّ شَيْءٍ عَلاٰ، وَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ دَنٰا، فَتَجَلّٰى لِخَلْقِهِ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَكُونَ يُرىٰ، وَ هُوَ بِالْمَنْظَرِ الْأَعْلىٰ.

اِحْتَجَبَ بِنُورِهِ، وَ سَمٰا فِي عُلُوِّهِ، فَاسْتَتَرَ عَنْ خَلْقِهِ، وَ بَعَثَ اِلَيْهِمْ شَهيداً عَلَيْهِمْ، وَ بَعَثَ فِيهِمُ النَّبِيّينَ، مُبَشِّرِينَ وَ مُنْذِرِينَ، لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ، وَ يَحْيىٰ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ، وَ لِيَعْقِلَ الْعِبٰادُ عَنْ رَبِّهِمْ مٰا جَهِلُوهُ، فَيَعْرِفوهُ بِرُبُوبِيَّتِهِ بَعْدَ مٰا اَنْكَرُوهُ.

وَ الْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِي اَحْسَنَ الْخِلاٰفَةَ عَلَيْنٰا اَهْلَ الْبَيْتِ، وَ عِنْدَهُ نَحْتَسِبُ عَزٰانٰا فِي خَيْرِ الْآبٰاءِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ،وَ عِنْدَ اللّٰهِ نَحْتَسِبُ عَزٰانٰا فِي اَميرِالْمُؤْمِنينَ عَلَيْهِ السَّلاٰمُ، وَ لَقَدْ اُصيبَ بِهِ الشَّرْقُ

مہربان خدا نے اپنے خدائی لطف کے ساتھ اور اپنے کثیر علم کے ذریعے موجودات کو ظاہر کیا اور اپنی قدرت کے احکام کے ذریعے مخلوقات کو پیدا کیا۔ پس اسی وجہ سے کسی کو حق نہیں ہے کہ اس کی خلقت میں تبدیلی کر سکے، اور اس کی بنائی ہوئی چیزوں میں ردوبدل کر سکے، اور کوئی اس کے سامنے مواخذہ کا حق نہیں رکھتا۔ اس کے حکم کو کوئی رد کرنے والا نہیں ہے، اور اس کے بلائے ہوئے کیلئے کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ تمام موجودات کو پیدا کیا جبکہ اس کی حکومت کو زوال نہ تھا، اور اس کی مدت ختم ہونے والی نہ تھی۔ ہر چیز کے اوپر ہے اور ہر چیز کے قریب ہے۔ ہر چیز کیلئے دیکھے بغیر ظاہر ہے اور وہ بلند و بالا مقام میں اپنے نور کے ساتھ پوشیدہ ہے اور اپنی بلندی میں اونچا ہے۔ اسی وجہ سے اپنی مخلوق سے خفیہ ہے۔ اسی لئے ان کی طرف گواہی دینے والے کو بھیجا اور پیغمبروں کو بھیجا اور خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے ہیں تا کہ جو ہلاک ہو اور جو ہدایت پائے، وہ دلیل اور حجت کے ساتھ ہو تا کہ لوگ ایسے خدا کے متعلق، جس چیز میں جاہل ہیں، اس کو جان لیں، اور انکار کے بعد ان کو پہچان لیں۔ تمام تعریفیں فقط اس خدا کیلئے ہیں جس نے خلافت کو ہمارے لئے اچھا جانا اور ہم اپنے بہترین باپ پیغمبرؐ خدا کی مصیبت کو حساب میں لاتے ہیں، اور بیان کرتے ہیں اور امیر المؤمنین علیہ السلام کی مصیبت کو خدا کے نزدیک بیان کرتے ہیں۔ مشرق و مغرب ان کی

وَ الْغَرْبُ، وَ اللّٰهِ ما خَلَّفَ دِرْهَماً وَ لا دِيناراً اِلاّٰ اَرْبَعمِائَةِ دِرْهَمٍ، اَرٰادَ اَنْ يَبْتٰاعَ لِاَهْلِهِ خٰادِماً.

وَ لَقَدْ حَدَّثَنِي حَبِيبِي جَدِّي رَسولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ، اَنَّ الْاَمْرَ يَمْلِكُهُ اِثْنا عَشَرَ اِماماً مِنْ اَهْلِ بَيْتِهِ وَ صَفْوَتِهِ، ما مِنّا اِلاّٰ مَقْتُولٌ اَوْ مَسْمُومٌ.

ثم عزل عن منبره، فدعا بابن ملجم لعنه اللّه، فاتى له، قال: يابن رسول اللّه، استبقنى أكن لك، و أكفيك أمر عدوّك بالشام، فعلاه الحسن عليه السلام بسيفه، فاستقبل السيف بيده، فقطع خنصره، ثمّ ضربه ضربة على يافوخه، فقتله، لعنة اللّه عليه.

(١٦) خطبته عليه السلام

في فضل ابيه و نفسه عليهما السلام

روي أنّه عليه السلام خطب بعد وفاة أبيه و ذكره فقال:

خٰاتِمُ الْوَصِيِّينَ وَ وَصِيُّ خٰاتِمِ الْاَنْبِياءِ، وَ اَمِيرُ الصِّدّيقينَ وَ الشُّهَداءِ وَ الصّالِحينَ.

ثمَّ قال:

شہادت کی مصیبت میں گرفتار ہے۔

خدا کی قسم! چار سو درہم کے علاوہ جس کے ذریعے وہ اپنے اہلِ خانہ کیلئے ایک کنیز خریدنا چاہتے تھے، کوئی درہم و دینار پیچھے چھوڑ کر نہیں گئے۔

میرے دوست اور میرے نانا نے مجھے خبر دی تھی کہ خلافت اس کے خاندان کے افضل ترین بارہ اماموں کو ملے گی۔ ہم تمام کے تمام یا تو قتل کئے جائیں گے یا زہر دی جائے گی۔

اس کے بعد آنحضرتؑ منبر سے نیچے آئے اور ابن ملجم کو بلوایا۔ لوگ اسے حضرتؑ کے پاس لائے۔ اس نے کہا: اے رسولِ خدا کے بیٹے! مجھے چھوڑ دو۔ تمہارے کام آؤں گا اور تمہارے دشمن کے بارے میں تمہاری شام میں مدد کروں گا۔ امام علیہ السلام نے اس پر تلوار ماری۔ اس نے اپنا ہاتھ آگے کر لیا۔ اس کی انگلیاں کٹ گئیں۔ دوسری ضرب اس پر ماری اور اسے قتل کر دیا۔ خدا کی لعنت ہو اس ملعون پر۔ (کفایت الاثر، ص ۱۶۰)۔

۱۶۔ اپنی اولاد اور اپنے والد بزرگوار کی شان میں آنحضرتؑ کا خطبہ

روایت ہے کہ آنحضرتؑ اپنے والد بزرگوار کی شہادت کے بعد مسلمانوں کے درمیان آئے اور اپنے والد گرامی کو یاد کیا اور فرمایا: وہ خدا کے اوصیاء میں سے آخری وصی اور آخری پیغمبرؐ خدا کے وصی اور نیک لوگوں، شہداء اور سچے لوگوں کے امیر تھے، پھر فرمایا:

اَيُّهَا النّاسُ! لَقَدْ فٰارَقَكُمْ رَجُلٌ مٰا سَبَقَهُ الْاَوَّلُونَ وَ لاٰ يُدْرِكُهُ الْاٰخِرُونَ، لَقَدْكٰانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهِ يُعْطِيهِ الرّٰايَةَ، فَيُقٰاتِلُ جِبْرَئِيلُ عَنْ يَمِينِهِ، وَ مِيكٰائِيلُ عَنْ يَسٰارِهِ، فَمٰا يَرْجِعُ حَتّٰى يَفْتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، مٰا تَرَكَ ذَهَباً وَ لاٰ فِضَّةً اِلاّٰ شَيْئاً عَلٰى صَبِيٍّ لَهُ، وَ مٰا تَرَكَ فِي بَيْتِ الْمٰالِ اِلاّٰ سَبْعَمِائَةِ دِرْهَمٍ فَضُلَتْ مِنْ عَطٰائِهِ، اَرٰادَ اَنْ يَشْتَرِيَ بِهٰا خٰادِماً لِاُمِّ كُلْثُومٍ.

ثمّ قال:

مَنْ عَرَفَنِي فَقَدْ عَرَفَنِي، وَ مَنْ لَمْ يَعْرِفْنِي فَاَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهِ.

ثمّ تلا هذه الآية قول يوسف: «وَ اتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبٰائِي اِبْرٰاهِيمَ وَ اِسْحٰاقَ وَ يَعْقُوبَ»[1].

اَنَا ابْنُ الْبَشِيرِ، وَ اَنَا ابْنُ النَّذِيرِ، وَ اَنَا ابْنُ الدّٰاعِي اِلَى اللّٰهِ، وَ اَنَا ابْنُ السِّرٰاجِ الْمُنِيرِ، وَ اَنَا ابْنُ الَّذِي اُرْسِلَ رَحْمَةً لِلْعٰالَمِينَ، وَ اَنَا مِنْ اَهْلِ بَيْتِ الَّذِينَ اَذْهَبَ اللّٰهُ

---

١ ـ يوسف: ٣٨

اے لوگو! کل رات تم میں سے وہ شخص گیا ہے جس سے نہ تو پہلے والوں نے سبقت لی ہے اور نہ ہی بعد والے اسے پاسکے۔ پیغمبرؐ ہمیشہ پرچمِ جہاد اس کو دیا کرتے تھے۔ جبرائیل اس کے دائیں طرف اور میکائیل اس کے بائیں طرف جنگ کیا کرتے تھے، اور کامیابی کے علاوہ واپس نہیں لوٹتے تھے، اور خدا اس کے ہاتھ پر مسلمانوں کو کامیابی عطا فرماتا تھا۔ اس نے شہادت کے وقت سونے اور چاندی میں سے کوئی چیز پیچھے نہیں چھوڑی۔ سوائے اس چیز کے جو اس کے بچوں میں سے ایک کے پاس تھی اور بیت المال میں کوئی چیز نہ چھوڑی، سوائے سات سو درہم کے۔ ان کے عطیات میں سے جس کے ذریعے وہ اپنی بیٹی اُمِ کلثوم کیلئے کنیز خریدنا چاہتے تھے۔ اے لوگو! جو مجھے جانتا ہے، وہ تو جانتا ہے، جو نہیں جانتا، وہ جان لے کہ میں علی علیہ السلام کا بیٹا حسنؑ ہوں۔

پھر اس آیت کو پڑھا جو حضرت یوسف علیہ السلام کے قول کی حکایت ہے۔ اپنے آباء و اجداد ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کے دین کی پیروی ہے۔ میں بشارت دینے والے، میں ڈرانے والے اور خدا کی طرف بلانے والے کا بیٹا ہوں۔ میں اس کا بیٹا ہوں جو روشن چراغ ہے اور اس کا بیٹا ہوں جس کو خدا نے سب جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ میں اس اہلِ بیتؑ سے ہوں جس کو خدا نے رجس سے دور رکھا ہے، اور پاک و پاکیزہ کر دیا۔ میں اس خاندان سے ہوں کہ جبرائیل جن کے گھر نازل ہوتا تھا، اور ان

عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَ طَهَّرَهُمْ تَطْهِيراً، وَ أَنَا مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ الَّذِينَ كَانَ جِبْرَئِيلُ يَنْزِلُ عَلَيْهِمْ، وَ مِنْهُمْ كَانَ يَعْرُجُ.

وَ أَنَا مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ الَّذِينَ افْتَرَضَ اللّٰهُ مَوَدَّتَهُمْ وَ وِلَايَتَهُمْ، فَقَالَ فِيمَا أَنْزَلَ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: «قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْراً إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ وَ مَنْ يَقْتَرِفْ حَسَنَةً»[1]، وَ اقْتِرَافُ الْحَسَنَةِ مَوَدَّتُنَا أَهْلَ الْبَيْتِ.

و في رواية:

أَيُّهَا النَّاسُ! فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ نُزِلَ الْقُرْآنُ، وَ فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ رُفِعَ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ، وَ فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ قُتِلَ يُوشَعُ ابْنُ نُونٍ، وَ فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ مَاتَ أَبِي أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ، وَ اللّٰهِ لَا يَسْبِقُ أَبِي أَحَدٌ كَانَ قَبْلَهُ مِنَ الْأَوْصِيَاءِ إِلَى الْجَنَّةِ، وَ لَا مَنْ يَكُونُ بَعْدَهُ.

---

١ ـ الشورى: ٢٢.

کے گھر سے آسمان کی طرف جاتا تھا۔ میں اس خاندان سے ہوں کہ جس کی دوستی اور ولایت کو خدا نے واجب کیا ہے، اور جو پیغمبرؐ پر نازل کیا ہے۔ اس میں فرمایا ہے (ان سے کہہ دو کہ میں رسالت کا کوئی اجر نہیں مانگتا سوائے اپنے قریبیوں سے محبت کے۔ اور جو کوئی بھی نیک کام انجام دے تو ہم اس کا بدلہ زیادہ کر کے دیں گے)۔ اور نیکی کرنا ہم اہلِ بیتؑ کی دوستی ہے۔

ایک روایت میں اس طرح آیا ہے:

اے لوگو! اس رات قرآن نازل ہوا ہے اور اس رات عیسٰی بن مریم آسمان پر گئے۔ اس رات یوشع بن نون شہید ہوئے، اور اس رات میرے والد امیر المؤمنین علیہ السلام نے رحلت فرمائی۔ خدا کی قسم! خدا کے وصیّوں میں سے کوئی بھی ان سے پہلے جنت میں نہ جائے گا، اور ان کے بعد کوئی بھی ان جیسا نہ ہوگا۔

وَ اِنْ كٰانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لَيَبْعَثَهُ فِي السَّرِيَّةِ، فَيُقٰاتِلُ جِبْرَئِيلُ عَنْ يَمِينِهِ وَ مِيكٰائِيلُ عَنْ يَسٰارِهِ،وَ مٰا تَرَكَ صَفْرٰاءَ وَ لاٰ بَيْضٰاءَ اِلاّٰ سَبْعَمِائَةِ دِرْهَمٍ فَضُلَتْ مِنْ عَطٰائِهِ، كٰانَ يَجْمَعُهٰا لِيَشْتَرِيَ بِهٰا خٰادِماً لِاَهْلِهِ.

(١٧) خطبته عليه السلام

لما مات ابوه عليه السلام

اَيُّهَا النّٰاسُ ! اِتَّقُوا اللّٰهَ ، فَاِنّٰا اُمَرٰاؤُكُمْ وَ اَوْلِيٰاؤُكُمْ ، وَ اِنّٰا اَهْلُ الْبَيْتِ الَّذِينَ قٰالَ اللّٰهُ فِينٰا: «اِنَّمٰا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيراً»[١].

(١٨) خطبته عليه السلام

لما مات ابوه عليه السلام

اَيُّهَا النّٰاسُ ! اِنَّ الدُّنْيٰا دٰارُ بَلاٰءٍ وَ فِتْنَةٍ ، وَكُلُّ مٰا فِيهٰا

---

١ ـ الاحزاب :٣٣.

اگر پیغمبرؐ ان کو کسی جنگ کیلئے بھیجتے تھے تو جبرائیل ان کے دائیں اور میکائیل ان کے بائیں طرف جنگ کرتے تھے، اور سونے اور چاندی کے سکوں میں سے کوئی پیچھے نہیں چھوڑا، سوائے ان سات سو درہم کے جوان کے حصے کے باقی تھے۔ ان کو جمع کیا تھا تاکہ اپنے اہلِ خانہ کیلئے خدمت گار خرید یں۔ (امالی، شیخ طوسیؒ، ص ۱۶۲)۔

۱۷۔ آنحضرتؑ کا خطبہ جب آپؑ کے والدؑ گرامی نے وفات پائی

اے لوگو! اللہ سے ڈرو۔ ہم تمہارے امیر اور ولی ہیں، اور ہم وہ اہل بیتؑ ہیں جن کے متعلق خدا نے فرمایا ہے (خدا چاہتا ہے کہ اے اہلِ بیتؑ تم سے رجس کو دور رکھے اور تمہیں پاک و پاکیزہ کردے)۔ (شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید، ج ۱۶، ص ۲۲)۔

۱۸۔ آنحضرتؑ کا خطبہ جب آپؑ کے والدؑ گرامی نے وفات پائی

اے لوگو! دنیا مصیبت اور آزمائش کا گھر ہے، اور جو کچھ بھی اس میں ہے، زائل اور ختم

فَالِى زَوَالٍ وَ اضْمِحْلاَلٍ.

فلما بلغ الى قوله:

وَ اِنّي اُبَايِعُكُمْ عَلى اَنْ تَحَارِبُوا مَنْ حَارَبْتُ وَ تُسَالِمُوا مَنْ سَالَمْتُ.

فقال النّاس: سمعنا و أطعنا، فمرنا بأمرك يا أمير المؤمنين.

(١٩) خطبته عليه السلام

بعد البيعة له

نَحْنُ حِزْبُ اللّٰهِ الْغَالِبُونَ، وَ عِتْرَةُ رَسُولِهِ الْاَقْرَبُونَ، وَ اَهْلُ بَيْتِهِ الطَّيِّبُونَ الطَّاهِرُونَ، وَ اَحَدُ الثِّقْلَيْنِ اللَّذَيْنِ خَلَّفَهُمَا رَسولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهِ فِي اُمَّتِهِ، وَ التَّالِي كِتَابَ اللّٰهِ، فيهِ تَفْصيلُ كُلِّ شَيْءٍ، لاٰ يَأْتيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ لاٰ مِنْ خَلْفِهِ.

فَالْمُعَوَّلُ عَلَيْنَا فِي تَفْسيرِهِ، لاٰ نَتَظَنَّىٰ تَأْوِيلَهُ، بَلْ نَتَيَقَّنُ حَقَائِقَهُ، فَاَطيعُونَا، فَاِنَّ طَاعَتَنَا مَفْرُوضَةٌ، اِذْ كَانَتْ بِطَاعَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجلَّ وَ رَسُولِهِ مَقْرُونَةً.

ہونے والا ہے۔

پھر فرمایا:

اور میں تمہارے ساتھ بیعت کرتا ہوں کہ میں جس کے ساتھ جنگ کروں، تم اس کے ساتھ جنگ کرو، اور میں جس کے ساتھ صلح کروں، تم اس کے ساتھ صلح کرو۔

لوگوں نے کہا: ہم نے سنا اور ہم اطاعت کرتے ہیں۔ اے امیر المؤمنینؑ! اپنا حکم صادر فرمائیں۔ (مناقب آل ابی طالبؑ، ابن شہر آشوب، ج ۳، ص ۱۹۳)۔

۱۹۔ آنحضرتؑ کا خطبہ ان کے ساتھ بیعت کرنے کے بعد

ہم خدا کا گروہ ہیں جو غالب ہونے والے ہیں۔ ہم پیغمبرؐ اسلام کے قریبی اور ان کا خاندان ہیں۔ ہم رسولِ خداؐ کے اہلِ بیتؑ ہیں، اور ان دو وزنی چیزوں میں سے ایک جس کو اپنے بعد چھوڑ گئے، ہم کتابِ خدا کے بعد رسولِ خداؐ کی نشانی ہیں، کہ جس میں ہر چیز کا بیان ہے، اور باطل نہ آگے سے اور نہ پشت سے اس میں داخل ہوا۔

پس قرآن کی تفسیر ہمارے اختیار میں ہے، ہم قرآن کے مفاہیم و مطالب کے بیان کرنے میں کبھی غلطی نہیں کرتے بلکہ قرآن کے حقائق کو ہم واضح کرتے ہیں۔ پس ہماری اطاعت کرو کیونکہ ہماری اطاعت واجب ہے کیونکہ ہماری اطاعت خدا اور رسوؐل کی اطاعت کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔

قالَ اللّٰهُ عزَّ وَ جلَّ: «يا اَيُّهَا الَّذينَ اٰمَنُوا اَطيعُوا اللّٰهَ وَ اَطيعُوا الرَّسُولَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنازَعْتُمْ في شَيْءٍ فَرُدُّوهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُولِ»[1]، «وَ لَوْ رَدُّوهُ اِلَى الرَّسُولِ وَ اِلىٰ اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ».[2]

وَ اُحَذِّرُكُمُ الْاِصْغاءَ لِهِتافِ الشَّيْطانِ، فَاِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبينٌ، فَتَكونوا اَوْلِياءَهُ الَّذينَ قالَ لَهُمْ: «لا غالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النّاسِ وَ اِنّي جارٌ لَكُمْ فَلَمّا تَراءَتِ الْفِئَتانِ نَكَصَ عَلىٰ عَقِبَيْهِ وَ قالَ اِنّي بَريءٌ مِنْكُمْ اِنّي اَرىٰ ما لاتَرَوْنَ»[3].

فَتُلْقَوْنَ اِلَى الرِّماحِ وِزْراً، وَ اِلَى السُّيُوفِ جَزْراً، وَ لِلْعَمْدِ حَطْماً، وَ لِلسِّهامِ غَرَضاً، ثُمَّ لايَنْفَعُ نَفْساً ايمانُها لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْكَسَبَتْ في ايمانِها خَيْراً.

---

١ ـ النساء :٥٨.

٢ ـ النساء: ٨٣.

٣ ـ الانفال: ٤٨.

اور خدا فرماتا ہے: (اے ایمان والو! خدا اور اس کے رسولؐ اور صاحبانِ امر جو تم سے ہیں، ان کی اطاعت کرو۔ اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے خدا اور اس کے رسوؐل کی طرف پلٹا دو) اور (اگر پیغمبرؐ اور تم میں سے صاحبانِ امر کی طرف رجوع کریں تو جو قرآن کی حقیقتوں کا قرآن سے استنباط اور استفادہ کرتے ہیں، وہ انہیں بتا دیں گے)۔

تمہیں میں شیطان کی آواز سننے سے ڈراتا ہوں کیونکہ وہ تمہارا واضح دشمن ہے، اور شیطان کے دوست نہ بنو کیونکہ خدا ان کے متعلق فرماتا ہے: (شیطان نے ان کے عمل کو ان کیلئے زینت بنا دیا ہے) اور وہ انہیں کہتا ہے: آج تم پر کوئی کامیاب نہیں ہوسکتا اور میں تمہیں پناہ دوں گا۔ مگر جب دو گروہ آپس میں آمنے سامنے ہوئے تو شیطان پشت کر کے بھاگ نکلا اور کہا کہ میں تم سے بیزار ہوں اور میں وہ چیز دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ رہے۔

اب تم اپنی پشتوں کو نیزوں سے سجاؤ گے، اور اپنے بدنوں کو تلواروں اور تیروں کے سامنے کرو گے، اور بنیادوں کو توڑو گے۔ پس جو پہلے ایمان نہیں لایا، اب ایمان اسے کوئی فائدہ نہ دے گا اور اس کے کردار سے اچھائی نہ دیکھو گے، اور خدا سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔ (امالی، شیخ طوسیؒ، ص ۱۲۱)۔

(٢٠) خطبته عليه السلام

في تحريض اصحابه للقتال

روي أنه لمّا سار معاوية الى العراق، و بلغ جسر منبج، نادى المنادي: الصلاة جامعة، فلمّا اجتمعوا خرج الحسن عليه السلام، فصعد المنبر، فحمدالله و أثنىٰ عليه، ثم قال:

اَمّٰا بَعْدُ، فَاِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْجِهٰادَ عَلىٰ خَلْقِهِ وَ سَمّٰاهُ كُرْهاً، ثُمَّ قٰالَ لِاَهْلِ الْجِهٰادِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ: «اِصْبِرُوا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰابِرِينَ»[١]، فَلَسْتُمْ اَيُّهَا النّٰاسُ نٰائِلِينَ مٰا تُحِبُّونَ اِلاّٰ بِالصَّبْرِ عَلىٰ مٰا تَكْرَهُونَ.

اِنَّهُ بَلَغَنِي اَنَّ مُعٰاوِيَةَ بَلَغَهُ اَنّٰا كُنّٰا اَزْمَعْنٰا عَلَى الْمَسِيرِ اِلَيْهِ، فَتَحَرَّكَ لِذٰاتِهِ، فَاَخْرِجُوا رَحِمَكُمُ اللّٰهُ اِلىٰ مُعَسْكَرِكُمْ بِالنَّخِيلَةِ، حَتّىٰ نَنْظُرَ وَ تَنْظُرُونَ، وَ نَرىٰ وَ تَرَوْنَ.

قال: و انّه في كلامه ليتخوّف خذلان الناس له.

---

١ ـ الانفال: ۴۶.

۲۰۔ آنحضرتؑ کا خطبہ اپنے اصحاب کو جنگ کی ترغیب دلانے کے متعلق

روایت ہوئی ہے کہ جب معاویہ عراق کی طرف آیا اور پل منبج کے پاس پہنچا تو امامؑ نے اعلان کروایا، اور سب کو اکٹھا ہونے کو کہا۔ جب لوگ جمع ہو گئے تو امامؑ منبر پر تشریف لے گئے اور خدا کی حمد وثناء کے بعد فرمایا:

اما بعد! خدا نے جہاد لوگوں پر فرض کیا ہے۔ اگر چہ وہ اس سے ناخوش ہوں اور مومن مجاہدین سے فرمایا: (صبر کرو، خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے)۔ اے لوگو! اپنے ارمان اور اپنی خواہشوں کو نہیں پا سکتے مگر یہ کہ ناخوش کرنے والی چیزوں پر صبر کرو۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ معاویہ کو معلوم ہو گیا ہے کہ ہم اس کی طرف چل پڑے ہیں۔ وہ بھی ہماری طرف آیا ہے۔ خدا تمہیں معاف فرمائے۔ تمام کے تمام فوجی چھاؤنی نخیلہ کی طرف چل پڑو تا کہ سوچیں کہ کیا کیا جائے۔

راوی کہتا ہے کہ امام علیہ السلام یہ کلمات فرما رہے تھے اور ساتھ لوگوں سے دھوکہ کی بھی فکر تھی کیونکہ انہوں نے جہاد سے سستی کی تھی۔ (شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید، ج ۱۶، ص ۳۸)۔

(٢١) خطبته عليه السلام

في ذمّ أصحابه لتثاقلهم عن الجهاد

اَما وَاللّٰهِ ما ثَنانا عَنْ قِتالِ اَهْلِ الشّامِ ذِلَّةٌ وَ لا قِلَّةٌ، وَ لٰكِنْ كُنّا نُقاتِلُهُمْ بِالسَّلامَةِ وَ الصَّبْرِ، فَشيبَتِ السَّلامَةُ بِالْعَداوَةِ، وَ الصَّبْرُ بِالجَزَعِ، وَ كُنْتُمْ تَتَوَجَّهُونَ مَعَنا، وَ دينُكُمْ اَمامَ دُنْياكُمْ، وَ قَدْ اَصْبَحْتُمُ الْآنَ وَ دُنْياكُمْ اَمامَ دينِكُمْ، وَ كُنّا لَكُمْ وَ كُنْتُمْ لَنا، وَ قَدْ صِرْتُمُ الْيَوْمَ عَلَيْنا.

ثُمَّ اَصْبَحْتُمْ تَعُدُّونَ قَتيلَيْنِ: قَتيلاً بِصِفّينَ تَبْكُونَ عَلَيْهِمْ، وَ قَتيلاً بِالنَّهْرَوانِ تَطْلُبونَ بِثارِهِمْ، فَاَمَّا الْباكي فَخاذِلٌ، وَ اَمَّا الطّالِبُ فَثائِرٌ.

وَ اِنَّ مُعاوِيَةَ قَدْ دَعا اِلىٰ اَمْرٍ لَيْسَ فيهِ عِزٌّ وَ لا نَصَفَةٌ، فَاِنْ اَرَدْتُمُ الْحَياةَ قَبِلْناهُ مِنْهُ، وَ اَغْضُضْنا عَلَى الْقَذىٰ، وَ اِنْ اَرَدْتُمُ الْمَوْتَ بَذَلْناهُ في ذاتِ اللّٰهِ، وَ حاكَمْناهُ اِلَى اللّٰهِ.

فنادى القوم بأجمعهم : بل البقية و الحياة.

۲۱۔ آنحضرتؑ کا خطبہ اپنے اصحاب کی مذمت میں

خدا کی قسم! ہم نے کبھی بھی شام والوں کے ساتھ جنگ کرنے میں پشیمانی یا شک نہیں کیا۔ اب ہم اپنے دشمن کے ساتھ صبر اور سلامتی کے ساتھ جنگ کریں گے۔ پس سلامتی دشمنی کیساتھ اور صبر مصیبت کے ساتھ مل گئے ہیں، اور جب تم (جنگِ صفین میں) ہمارے ساتھ تھے تو اس وقت تمہارا دین تمہاری دنیا کے آگے آگے تھا۔ لیکن اب تمہاری دنیا تمہارے دین کو پیچھے چھوڑے جا رہی ہے۔ اس وقت تم ہمارے اور ہم تمہارے تھے لیکن اب ہمارے دشمن بن گئے ہو۔

قتل ہونے والے دو گروہوں کے برابر کھڑے ہو۔ ایک صفین میں قتل ہونے والے کہ جن پر گریہ کرتے تھے اور ایک نہروان میں قتل ہونے والے کہ جن کے انتقام کیلئے طالب ہو۔ گریہ کرنے والا ذلیل اور انتقام لینے والا انتقام کا طالب ہے۔

معاویہ ہمیں اس کام کی طرف بلا رہا ہے جس میں عزت نہیں ہے۔ اب اگر تم موت کیلئے تیار ہو تو اس پر حملہ کر دیتے ہیں، اور تلوار کی ضربوں کے ساتھ اس پر حکم چلاتے ہیں، اور اگر زندگی چاہتے ہو تو اس کی دعوت کو قبول کر لیتے ہیں، اور اس کی درخواست پر راضی ہو جاتے ہیں۔

ابھی امامؑ کی گفتگو ختم نہیں ہوئی تھی کہ ہر طرف سے آوازیں آنے لگیں کہ ہم زندہ رہنا چاہتے ہیں، ہم زندہ رہنا چاہتے ہیں۔ (i۔ اعلام الدین، دیلمی۔ ii۔ بحار، ج ۴۴، ص ۵۰)۔

(٢٢) خطبته عليه السلام

في غدر اصحابه به

روي أنّه لمّا مات علي عليه السلام جاء النّاس الى الحسن عليه السلام، و قالوا: أنت خليفة أبيك و وصيّه و نحن السامعون المطيعون لك، فمرنا بامرك، فقال عليه السلام:

كَذَبْتُمْ وَ اللّٰهِ، مٰا وَفَيْتُمْ لِمَنْ كٰانَ خَيْراً مِنّي، فَكَيْفَ تَفُونَ لِي، وَ كَيْفَ اَطْمَئِنُّ اِلَيْكُمْ وَ لاٰ اَثِقُ بِكُمْ، اِنْ كُنْتُمْ صٰادِقِينَ فَمَوْعِدُ مٰا بَيْنِي وَ بَيْنِكُمْ مُعَسْكَرُ الْمَدٰائِنِ. فَوٰافُوا اِلىٰ هُنٰاكَ.

فركب و ركب معه من أراد الخروج، و تخلّف عنه كثير، فماوفوا بما قالوه و بما وعدوه، و غرّوه كما غرّوا امير المؤمنين عليه السلام من قبله، فقام خطيباً و قال:

غَرَّرْتُمُونِي كَمٰا غَرَّرْتُمْ مَنْ كٰانَ مِنْ قَبْلِي، مَعَ اَيِّ اِمٰامٍ تُقٰاتِلُونَ بَعْدِي، مَعَ الْكٰافِرِ الظّٰالِمِ الَّذِي لَمْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَ لاٰ بِرَسُولِهِ قَطُّ، وَ لاٰ اَظْهَرَ الْاِسْلاٰمَ هُوَ وَ بَنِي اُمَيَّةَ

۲۲۔ آنحضرتؑ کا خطبہ آپؑ کے اصحاب کے دھوکہ دینے کے متعلق

روایت ہے کہ جب امیر المؤمنین علیہ السلام شہید ہو گئے تو لوگ آنحضرتؑ کے پاس آئے اور کہا کہ آپؑ اپنے بابا کے خلیفہ اور جانشین ہیں۔ ہم آپؑ کے پیروکار اور آپؑ کی اطاعت کرنے والے ہیں۔ ہمیں اپنے حکم سے آشنا کریں۔ امامؑ نے فرمایا: خدا کی قسم تم جھوٹ کہتے ہو۔ مجھ سے جو بہتر تھا، اس سے وفا نہیں کی تو میرے ساتھ کیا وفا کرو گے۔ میں کس طرح تمہارے متعلق مطمئن ہو جاؤں جبکہ مجھے تم پر اعتماد نہیں ہے۔ اگر سچ کہتے ہو تو میری اور تمہاری وعدہ گاہ مدائن کا فوجی کیمپ ہے، وہاں آ جاؤ۔

امامؑ سوار ہوئے اور جو کوئی ارادہ رکھتا تھا، امامؑ کے ساتھ سوار ہو گیا اور بہت سے پیچھے رہ گئے، اور اپنے قول سے وفا نہ کی۔ جیسے امیر المؤمنین علیہ السلام سے دھوکہ کیا تھا، ایسے ہی امام حسن علیہ السلام کے ساتھ دھوکہ کیا۔ امامؑ اٹھے اور فرمایا:

مجھے تم نے دھوکہ دیا ہے، جیسے مجھ سے پہلے دیا تھا۔ جیسے امیر المؤمنین علیہ السلام کو دھوکہ دیا تھا، اسی طرح مجھے بھی دیا۔ میرے بعد کس امامؑ کے ہمراہ جنگ کرو گے، کافر و ظالم امام کے ہمراہ، اور جو خدا اور خدا کے رسولؐ کے ساتھ ایک لحظہ بھی ایمان نہیں لایا، اسلام کو اس نے اور بنی اُمیہ نے قبول نہیں کیا۔

اِلاّٰ فَرِقاً مِنَ السَّيْفِ، وَ لَوْ لَمْ يَبْقَ لِبَنِي اُمَـيَّةَ اِلاّٰ عَجُوزٌ دَرْدٰاءُ، لَبَغَتْ دِينَ اللّٰهِ عِوَجاً، وَ هٰكَذٰا قٰالَ رَسُولُ اللّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهِ.

ثم وجّه اليه قائداً في اربعة آلاف و كان من كندة، و أمره أن يعسكر بالانبار و لا يحدث شيئاً حتى يأتيه أمره ـ ثم ذكر صيرورة الرجل الى معاوية بسبب تطميعه، الى ان قال: ـ فبلغ ذلك الحسن عليه السلام فقام خطيباً و قال:

هٰذَا الْكِنْدِيُّ تَوَجَّهَ اِلىٰ مُعٰاوِيَةَ وَ غَدَرَ بِي وَ بِكُمْ، وَ قَدْ اَخْبَرْتُكُمْ مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ، اِنَّهُ لاٰ وَفٰاءَ لَكُمْ، اَنْتُمْ عَبِيدُ الدُّنْيٰا، وَ اَنَا مُوَجِّهٌ رَجُلاً اٰخَرَ مَحَلَّهُ، وَ اِنِّي اَعْلَمُ اَنَّهُ سَيَفْعَلُ بِي وَبِكُمْ مٰا فَعَلَ صٰاحِبُهُ، وَ لاٰ يُرٰاقِبُ اللّٰهَ فِيَّ وَ لاٰ فِيكُمْ.

فبعث اليه رجلاً من مراد في أربعة آلاف، و تقدّم اليه بمشهد من الناس و توكّد عليه، و اخبره انّه سيغدر كما غدر الكندي، فحلف له بالايمان الّتي لاتقوم لها الجبال انه لايفعل، فقال الحسن عليه السلام: انّه سيغدر ـ ثم ذكر غدره بالامام عليه السلام.

مگر تلواروں کے ڈر سے اگر چہ بنی اُمیہ کی ایک بوڑھی عورت جس کے منہ میں دانت نہ ہوں گے، باقی نہ رہے، یہ لوگ خدا کے دین کو ٹیڑھا کرتے رہے۔ رسولِ خدا نے اسی طرح فرمایا ہے۔

اس کے بعد کندہ قبیلے سے ایک شخص کو چار ہزار سپاہیوں کے ساتھ معاویہ کی طرف بھیجا اور فرمایا کہ انبار میں جا کر پڑاؤ ڈالو جب تک تیرے پاس حکم نہ آئے، اس وقت تک کوئی کام نہ کرنا۔

اس کے بعد راوی نے ذکر کیا ہے کہ معاویہ نے اس کو طمع و لالچ دے کر اپنی طرف بلالیا۔ یہاں تک کہتا ہے کہ یہ خبر امامؑ تک پہنچی۔ امامؑ اٹھے اور فرمایا: یہ کندی معاویہ کی طرف چلا گیا ہے اور میرے ساتھ خیانت کر گیا ہے۔ میں نے تم کو بار بار خبر دی ہے کہ تم میں وفا نہیں ہے، اور تم دنیا کے بندے ہو، اور میں ایک اور شخص کو بھیجوں گا اور میں جانتا ہوں کہ وہ بھی ایسا ہی کرے گا، اور وہ میرے اور تمہارے متعلق خدا کا بھی خیال نہیں کرے گا۔ پس امامؑ نے قبیلہ مراد سے ایک شخص کو چار ہزار کا لشکر دے کر معاویہ کی طرف بھیجا اور لوگوں کے آگے آگے خود آرہے تھے، اور اسے بار بار تاکید فرما رہے تھے۔ لیکن بڑی قسمیں کھائیں کہ وہ ایسا ہرگز نہیں کرے گا۔ امامؑ نے فرمایا کہ وہ خیانت کرے گا۔ پھر راوی امامؑ کے ساتھ اس کی خیانت کو بیان کرتا ہے۔ (خرائج، راوندی، ج ۲، ص ۵۷۶)۔

(٢٣) خطبته عليه السلام

لمّا أتى اصحابه الى معاوية

خٰالَفْتُمْ اَبِي حَتّىٰ حُكِّمَ وَ هُوَ كٰارِهٌ، ثُمَّ دَعٰاكُمْ اِلىٰ قِتٰالِ اَهْلِ الشّٰامِ بَعْدَ التَّحْكيمِ ، فَأَبَيْتُمْ حَتّىٰ صٰارَ اِلىٰ كَرٰامَةِ اللّٰهِ ، ثُمَّ بٰايَعْتُمُونِي عَلىٰ اَنْ تسٰالِمُوا مَنْ سٰالَمَنِي ، وَ تحٰارِبُوا مَنْ حارَبَنِي، وَ قَدْ اَتٰانِي اَنّ اَهْلَ الشَّرَفِ مِنْكُمْ قَدْ اَتَوْا مُعٰاوِيَةَ، وَ بٰايَعُوهُ، فَحَسْبِي مِنْكُمْ ، لاٰتَغَرُّونِي مِنْ دِينِي وَ نَفْسِي.

(٢٤) خطبته عليه السلام

في الكوفة قبل الصلح

يٰا اَيُّهَا النّٰاسُ ! فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ هَدٰاكُمْ بِاَوَّلِنٰا، وَ حَقَنَ دِمٰاءَكُمْ بِاٰخِرِنٰا، وَ اِنَّ لِهٰذَا الْاَمْرِ مُدَّةً، وَ الدُّنْيا دُوَلٌ، وَ اِنَّ اللّٰهَ تَعٰالىٰ قٰالَ لِنَبِيِّهِ :« وَ اِنْ اَدْرِي لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَكُمْ وَ مَتٰاعٌ اِلىٰ حينٍ »[1]

---

١ ـ الانبياء :١١١.

۲۳۔ آنحضرتؑ کا خطبہ جب آپؑ کے اصحاب معاویہ کے ساتھ جاملے

میرے والد کی تم نے مخالفت کی اور وہ تحکیم کے قبول کرنے پر مجبور ہوئے، حالانکہ وہ اس پر راضی نہ تھے۔ پھر اس کے بعد تمہیں شامیوں کے ساتھ مقابلے کیلئے بلایا لیکن تم نے انکار کیا، یہاں تک کہ وہ اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔ اس کے بعد تم نے میرے ساتھ بیعت کی کہ جس کے ساتھ میں صلح کروں، تم بھی صلح کروگے اور جس کے ساتھ میں جنگ کروں، تم بھی جنگ کروگے۔ لیکن مجھے اطلاع ملی ہے کہ تمہارے بزرگ معاویہ کے ساتھ جاملے اور اس کے ساتھ بیعت کرلی۔ پس میں نے تم کو پہچان لیا ہے۔ پس مجھے میرے دین اور میری جان کے بارے میں دھوکہ نہ دو۔ (شرح نہج البلاغہ، ابن ابی الحدید، ج۱۶، ص۲۲)۔

۲۴۔ آنحضرتؑ کا کوفے میں صلح سے پہلے خطبہ

اے لوگو! خدا نے ہمارے بزرگوں کے ساتھ تمہاری ہدایت کی۔ اس چیز کیلئے مدت تھوڑی سی ہے، اور دنیا کسی اور کے ہاتھ میں چلی جائے گی، اور خدا اپنے پیغمبرؐ سے فرماتا ہے (اور تم نہیں جانتے کہ یہ چیز شاید تمہارے لئے آزمائش ہو اور معمولی سا فائدہ ہو)۔ (طبری، ایڈیشن ۲، ص ۱۶۷)۔

(٢٥) خطبته عليه السلام
لما عزم الصلح

روي أنّه لمّا صار معاوية نحوالعراق و تحرّك الحسن عليه السلام و استنفر الناس للجهاد فتثاقلوا عنه، صار عليه السلام حتى نزل ساباط، و بات هناك، فلمّا أصبح اراد عليه السلام أن يمتحن أصحابه، و يستبرئ احوالهم في طاعته، ليميّز اولياءه من اعدائه، و يكون على بصيرة من لقاء معاوية، فأمر أن ينادى في النّاس بالصلاة جامعة، فاجتمعوا، فصعد المنبر فخطبهم، فقال:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كُلَّما حَمِدَهُ حامِدٌ، وَ اَشْهَدُ اَنْ لا اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ كُلَّما شَهِدَ لَهُ شاهِدٌ، وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ، اَرْسَلَهُ بِالْحَقِّ وَ ائْتَمَنَهُ عَلَى الْوَحْيِ.

اَمّا بَعْدُ، فَوَ اللّٰهِ اِنّي لَاَرْجُو اَنْ اَكُونَ قَدْ اَصْبَحْتُ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَ مَنِّهِ،وَ اَنا اَنْصَحُ خَلْقِ اللّٰهِ لِخَلْقِهِ، وَ ما اَصْبَحْتُ مُحْتَمِلاً عَلىٰ اِمْرِئٍ مُسْلِمٍ ضَغينَةً،وَ لا مُريداً لَهُ بِسُوءٍ وَ لا غائِلَةٍ،وَ اِنَّ ما تَكْرَهُونَ فِي الْجَماعَةِ خَيْرٌ لَكُمْ

۲۵۔ آنحضرتؑ کا خطبہ جب آپؑ نے صلح کا ارادہ کیا

روایت ہے کہ جب معاویہ عراق کی طرف گیا تو امامؑ مقابلے کیلئے تیار ہوئے اور لوگوں کو جہاد کیلئے بلایا۔ انہوں نے اس سے نفرت کا اظہار کیا۔ امامؑ چلے اور ساباط پہنچے، اور وہاں رات گزاری۔ دوسرے دن صبح کے وقت ارادہ کیا کہ اپنے اصحاب کا امتحان لیں، اور اپنے متعلق ان کی فرمانبرداری کو جان لیں تا کہ دوستوں اور دشمنوں کا پتہ چل جائے، اور سوچ سمجھ کر معاویہ کے مقابلے میں آئیں۔ حکم دیا کہ لوگوں کو بلاؤ۔

جب لوگ جمع ہو گئے تو آپؑ منبر پر تشریف لے گئے اور اس طرح فرمایا: تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں۔ اس وقت جب تعریف کرنے والا تعریف کرتا ہے، اور گواہی دیتا ہوں کہ اس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ جب گواہی دینے والا گواہی دیتا ہے، اور گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے بندے اور رسولؐ ہیں، اور ان کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، اور اپنی وحی پر امین بنایا ہے۔

امابعد! خدا کی قسم! میں امید رکھتا ہوں اور خدا کی مہربانی اور لطف کے صدقے بہترین نصیحت کرنے والا بنوں۔ کبھی بھی کسی مسلمان کے بارے میں دل میں بغض نہیں رکھتا، اور کسی کے متعلق بھی میرا ارادہ اور نیت بُری نہیں ہے، اور جو تم اتفاق واتحاد میں بُرا سمجھتے ہو، وہ اس سے بہتر ہے جو تفرقہ میں ہے۔

مِمّا تُحِبُّونَ فِي الْفُرْقَةِ، وَ اِنّي ناظِرٌ لَكُمْ خَيْراً مِنْ نَظَرِكُمْ لِاَنْفُسِكُمْ، فَلا تُخالِفُوا اَمْرِي وَ لا تَرُدُّوا عَلَيَّ رَأْيِي، غَفَرَ اللّٰهُ لِي وَ لَكُمْ، وَاَرْشَدَنِي وَاِيّاكُمْ لِما فِيهِ الْمَحَبَّةُ وَ الرِّضا.

قال : فنظر النّاس بعضهم الى بعض، و قالوا: ما ترونه يريد بما قال؟ قالوا: نظنّ أنّه يريد أن يصالح معاوية و يسلّم الامر اليه، فقالوا: كفر واللّه الرجل و شدّوا على فسطاطه، فانتهبوه، حتّى أخذوا مصلاّه من تحته ـ الخ.

(٢٦) خطبته عليه السلام

لمّا برئ من جراحته

يٰا اَهْلَ الْكُوفَةِ: اِتَّقُوا اللّٰهَ فِي جيرانِكُمْ وَ ضِيفانِكُمْ، وَ فِي اَهْلِ بَيْتِ نَبِيِّكُمْ، الَّذينَ اَذْهَبَ اللّٰهُ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَ طَهَّرَهُمْ تَطْهيراً.

(٢٧) خطبته عليه السلام

حين صالح معاوية

عن علي بن الحسين السجاد عليهما السلام قال: لمّا أجمع الحسن

وہ چیز جو میں تمہارے متعلق جانتا ہوں، اور چاہتا ہوں وہ اس سے بہتر ہے جو تم چاہتے ہو۔ پس میری نافرمانی نہ کرو، اور میرے مشورہ کو حقیر نہ جانو۔ خدا مجھے اور تمہیں بخش دے، اور ہمیں اس کی طرف ہدایت فرمائے جو وہ چاہتا ہے۔

راوی کہتا ہے کہ لوگوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور کہا: اس گفتگو سے ان کی مراد کیا ہے؟ کچھ نے کہا کہ ہمارے خیال میں چاہتے ہیں کہ معاویہ کے ساتھ صلح کر لیں، اور حکومت اس کے سپرد کر دیں۔ پس انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم! وہ کافر (نعوذ باللہ) ہوگیا ہے۔ یہ کہہ کر ان کے خیمے پر حملہ کر دیا، اور اسے لوٹ لیا، یہاں تک کہ ان کے بیٹھنے والا فرش بھی نیچے سے کھینچ لیا۔ (حدیث کے آخر تک)۔ (کشف الغمہ، ج ۱، ص ۵۲۹)۔

۲۶۔ آنحضرتؑ کا خطبہ جب زخم ٹھیک ہوا

اے کوفہ والو! اپنے ہمسائے اور مہمانوں کے متعلق خدا سے ڈرو، اور اس اہلِ بیتؑ کے متعلق خدا سے ڈرو کہ جن سے خدا نے رجس کو دور رکھا ہے اور پاک و پاکیزہ کر دیا ہے۔ (طبری، ایڈیشن ۲، ص ۱۶۸)۔

۲۷۔ معاویہ کے ساتھ صلح کے وقت آنحضرتؑ کا خطبہ

امام سجاد علیہ السلام سے منقول ہے، جب امام حسن علیہ السلام نے معاویہ کے ساتھ صلح

ابن علي عليهما السلام على صلح معاوية خرج حتّى لقيه، فلمّا اجتمعا قام معاوية خطيباً، فصعد المنبر و أمر الحسن عليه السلام أن يقوم أسفل منه بدرجة.

ثمّ تكلّم معاوية فقال: أيّها النّاس هذا الحسن بن علي و ابن فاطمة، رآنا للخلافة أهلاً، و لم ير نفسه لها أهلاً، و قد أتانا ليبايع طوّعاً، ثم قال: قم يا حسن.

فقام الحسن عليه السلام فخطب، فقال:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمُسْتَحْمَدِ بِالْآلاٰءِ وَ تَتٰابُعِ النَّعْمٰاءِ، وَ صٰارِفِ الشَّدٰائِدِ وَ الْبَلاٰءِ عِنْدَ الْفُهَمٰاءِ وَ غَيْرِ الْفُهَمٰاءِ، الْمُذْعِنِينَ مِنْ عِبٰادِهِ، لاِمْتِنٰاعِهِ بِجَلاٰلِهِ وَ كِبْرِيٰائِهِ، وَ عُلُوِّهِ عَنْ لُحُوقِ الْأَوْهٰامِ بِبَقٰائِهِ، الْمُرْتَفِعِ عَنْ كُنْهِ طَيِّبٰاتِ الْمَخْلُوقِينَ، مِنْ اَنْ تُحِيطَ بِمَكْنُونِ غَيْبِهِ رَوِيّٰاتُ عُقُولِ الرّٰائِينَ.

وَ اَشْهَدُ اَنْ لاٰ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهُ، فِي رُبُوبِيَّتِهِ وَ وُجُودِهِ وَ وَحْدٰانِيَّتِهِ، صَمَداً لاٰ شَرِيكَ لَهُ، فَرْداً لاٰ ظَهِيرَ لَهُ.

وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ، اِصْطَفٰاهُ وَ انْتَجَبَهُ وَ ارْتَضٰاهُ، وَ بَعَثَهُ دٰاعِياً اِلَى الْحَقِّ سِرٰاجاً مُنِيراً، وَ لِلْعِبٰادِ

کرنے کا ارادہ کیا تو اپنے گھر سے نکلے اور اس سے ملاقات کی۔ جب دونوں جمع ہوئے تو معاویہ منبر پر گیا اور حکم دیا کہ امامؑ ایک زینہ اس سے نیچے بیٹھیں۔ پھر معاویہ نے یہ گفتگو کی:

اے لوگو! یہ علیؑ اور فاطمہؑ کا بیٹا حسنؑ ہے اور یہ ہمیں خلافت کے لائق جانتا ہے، اور اپنے آپ کو اس کے لائق نہیں جانتا، اور آیا ہے تا کہ اپنے اختیار سے صلح کرے۔

پھر کہا: اے حسنؑ! اٹھو۔ امامؑ اٹھے اور اس طرح گفتگو فرمائی:

تمام تعریفیں اس خدا کیلئے ہیں جو فراوان نعمتوں کی وجہ سے اور بلاؤں اور مصیبتوں کو دور کرنے کی وجہ سے جاننے والا ہے، اور نہ جاننے والوں کیلئے قابل تعریف اور لائقِ حمد ہے۔ ایسے بندے جو اس کے وجود کا اعتراف کرتے ہیں، اس وجہ سے کہ وہ اپنی جلالت اور بزرگی کی وجہ سے وہم وگمان سے دور ہے، اور وہم اس تک پہنچ نہیں سکتے۔ اپنی مخلوقات کی فکروں میں آنے سے اور عقل مندوں کے احاطہ سے بلند ہے، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ اپنی خدائی، اپنے وجود اور وحدانیت میں اکیلا ہے، بے نیاز ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے، ایسا اکیلا ہے کہ اُسے مددگار کی ضرورت نہیں ہے۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کا بندہ اور رسولؐ ہے۔ اسے اس نے چنا اور منتخب کیا ہے، اور اس سے راضی ہوا ہے، اور اسے بھیجا تا کہ حق کی طرف بلائے۔

مِمّا يَخافُونَ نَذيراً وَ لِما يَأْمُلُونَ بَشيراً، فَنَصَحَ لِلْاُمَّةِ وَ صَدَعَ بِالرِّسالَةِ، وَ اَبانَ لَهُمْ دَرَجاتِ الْعُمّالَةِ، شَهادَةً عَلَيْها اُماتُ وَ اُحْشَرُ، وَ بِها فِي الْآجِلَةِ اُقْرَبُ وَ اُحْبَرُ، وَ اَقُولُ:

يا مَعْشَرَ الْخَلائِقِ! فَاسْمَعُوا، وَ لَكُمْ اَفْئِدَةٌ وَ اَسْماعٌ فَعُوا، اِنّا اَهْلَ بَيْتٍ اَكْرَمَنَا اللّٰهُ بِالْاِسْلامِ وَاخْتارَنا وَ اصْطَفانا وَ اجْتَبانا،فَاَذْهَبَ عَنَّاالرِّجْسَ وَ طَهَّرَناتَطْهِيراً، وَ الرِّجْسُ هُوَ الشَّكُّ، فَلانَشُكُّ فِي اللّٰهِ الْحَقِّ وَ دِينِهِ اَبَداً، وَ طَهَّرَنا مِنْ كُلِّ اَفِنٍ وَ غَيَّةٍ، مُخْلَصِينَ اِلىٰ اٰدَمَ نِعْمَةً مِنْهُ، لَمْ يَفْتَرِقِ النّاسُ قَطُّ فِرْقَتَيْنِ اِلاّٰ جَعَلَنَا اللّٰهُ فِي خَيْرِهِما.

فَاَدَّتِ الْاُمُورُ وَ اَفْضَتِ الدُّهُورُ اِلىٰ اَنْ بَعَثَ اللّٰهُ مُحَمَّداً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهِ لِلنُّبُوَّةِ، وَ اخْتارَهُ لِلرِّسالَةِ، وَ اَنْزَلَ عَلَيْهِ كِتاباً، ثُمَّ اَمَرَهُ بِالدُّعاءِ اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ، فَكانَ اَبِي عَلَيْهِ السَّلامُ اَوَّلَ مَنِ اسْتَجابَ لِلّٰهِ تَعالىٰ وَ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهِ، وَ اَوَّلَ مَنْ اٰمَنَ وَ صَدَّقَ اللّٰهَوَ رَسُولَهَ.

جس چیز سے خدا کے بندے ڈرتے ہیں، اس سے ڈرانے والا ہے، اور جس چیز سے گنہگاروں کی اُمید ہے، اس کی خوشخبری دینے والا ہے۔ پس امت کو اس نے نصیحت کی اور اپنے پیغام کو انجام دیا، اور لوگوں کیلئے ان کے عمل و درجات واضح کئے۔ ایسی گواہی کہ اسی عقیدہ پر مروں اور زندہ اٹھوں اور اسی کے ساتھ قیامت کے دن نزدیک رہوں اور خوش رہوں، اور میں تنہا ہوں۔

اے خدا کے بندو! اور تم دل اور کان رکھتے ہو، غور وفکر کرو۔ ہم وہ اہلِ بیتؑ ہیں کہ جن کو خدا نے اسلام کے ساتھ عزت اور احترام دیا، اور ہمیں چنا اور منتخب کیا، اور ہمیں رجس سے دور رکھا اور پاک و پاکیزہ کردیا، اور رجس وہی شک وتردد ہے۔ ہم کبھی بھی اس خدا اور دین کے بارے میں شک نہیں کرتے اور ہمیں ہر گمراہی اور رجس سے پاک کیا جبکہ ہم آدم سے پہلے، ہم خدا کیلئے خالص تھے، اور یہ خدا کی طرف سے ایک نعمت ہے۔ لوگوں کے درمیان جب بھی دو گروہوں، جن میں ہم ہوں، تو ان میں خدا ہمیں بہترین قرار دیتا ہے۔

کتنے زمانے اور صدیاں گزر گئیں، یہاں تک کہ خدا نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیغمبر بنا کر بھیجا اور رسالت کیلئے چنا، اور انؐ پر کتاب نازل فرمائی، اور پھر انہیں حکم دیا کہ لوگوں کو خدا کی طرف بلائیں۔ میرے والد سب سے پہلے وہ شخص تھے جنہوں نے خدا اور اس کے رسولؐ کی بات کو قبول کیا اور سب سے پہلے شخص ہیں جو ان کے ساتھ ایمان لائے، اور خدا اور خدا کے رسولؐ کی تصدیق کی۔

وَ قَدْ قالَ اللّٰهُ تَعالىٰ فِي كِتابِهِ الْمُنْزَلِ عَلىٰ نَبِيِّهِ الْمُرْسَلِ: «اَفَمَنْ كانَ عَلىٰ بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّهِ وَ يَتْلُوهُ شاهِدٌ مِنْهُ»[1] ،فَرَسُولُ اللّٰهِ الَّذي عَلىٰ بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّهِ، وَ اَبِي الَّذي يَتْلُوهُ، وَ هُوَ شاهِدٌ مِنْهُ.

وَ قَدْ قالَ لَهُ رَسُولُهُ حينَ اَمَرَهُ اَنْ يَسيرَ اِلىٰ مَكَّةَ وَ الْمَوْسِمِ بِبَراءَةٍ: سِرْ بِها يا عَلِيُّ، فَاِنّي اُمِرْتُ اَنْ لا يَسيرَ بِها اِلاَّ اَنَا اَوْ رَجُلٌ مِنّي، وَ اَنْتَ هُوَ، فَعَلِيٌّ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ وَ رَسُولُ اللّٰهِ مِنْهُ.

وَ قالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ حينَ قَضىٰ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ اَخيهِ جَعْفَرِ بْنِ اَبي طالِبٍ وَ مَوْلاهُ زَيْدِ بْنِ حارِثَةَ فِي ابْنَةِ حَمْزَةَ: اَمّا اَنْتَ يا عَلِيُّ فَمِنّي وَ اَنا مِنْكَ، وَ اَنْتَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ بَعْدي، فَصَدَّقَ اَبي رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ سابِقاً وَ وَقاهُ بِنَفْسِهِ.

ثُمَّ لَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللّٰهِ فِي كُلِّ مَوْطِنٍ يُقَدِّمُهُ، وَ لِكُلِّ شَديدٍ يُرْاسِلُهُ، ثِقَةً مِنْهُ بِهِ وَ طُمَأْنينَةً اِلَيْهِ، لِعِلْمِهِ بِنَصيحَتِهِ

---

[1] ـ هود: ١٧.

اور خدا اس کتاب میں جو اس نے اپنے رسولؐ پر نازل کی، اس طرح فرماتا ہے (کیا وہ شخص جس کے ساتھ اس کے خدا کی طرف سے نشانی ہو، اور وہ شخص جس کے ساتھ اس کے خدا کی طرف سے شاہد اور گواہی دینے والا ہو)، پس خدا کا رسولؐ وہ ہے جس کے ساتھ خدا کی نشانی ہے، اور میرے والد وہ ہیں کہ جو اس کے ساتھ تھے۔

اور حج کے دوران سورۂ برأۃ کی تلاوت کرے تو فرمایا: اے علیؑ! مجھے حکم دیا گیا ہے کہ یہ لکھی ہوئی سورۃ یا تو میں خود لے کر جاؤں اور یا وہ لے کر جائے جو مجھ سے ہو، اور تو مجھ سے ہے۔ پس علیؑ رسولِؐ خدا سے ہے اور رسولؐ خدا علیؑ سے ہیں۔

اور پیغمبرؐ اسلام نے جب علیؑ اور ان کے بھائی جعفر بن ابی طالب اور ان کے غلام زید بن حارث کے درمیان فیصلہ کیا تو علیؑ کے متعلق فرمایا: اے علیؑ! بہر حال تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں، اور تم میرے بعد ہر مومن کے سرپرست ہو۔ پس میرے والد پیغمبرؐ اسلام کی تصدیق کرنے والوں میں سے سب سے پہلے تھے، اور ان کی حفاظت اپنی جان کے ساتھ کی۔

پھر رسولِؐ خدا انہیں ہر جگہ پر ترجیح دیتے تھے، اور ہر مشکل کام کیلئے انہیں بھیجتے تھے کیونکہ ان پر اعتماد اور اطمینان تھا، اور یہ اس لئے تھا کہ وہ خدا اور اس کے رسولؐ کے خیر خواہ تھے۔

لِلّٰهِ وَ رَسُولِهِ، وَ اَنَّهُ اَقْرَبُ الْمُقَرَّبِينَ مِنَ اللّٰهِ وَ رَسُولِهِ.

● وَ قَدْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: «اَلسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ اُولٰئِكَ الْمُقَرَّبُونَ»[1]، فَكَانَ اَبِي سَابِقَ السَّابِقِينَ اِلَى اللّٰهِ تَعَالىٰ وَاِلىٰ رَسُولِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ، وَاَقْرَبَ الْاَقْرَبِينَ.

وَ قَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ: «لاٰ يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قَاتَلَ اُولٰئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً»[2]، فَاَبِي كَانَ اَوَّلَهُمْ اِسْلاٰماً وَ اِيمَاناً، وَ اَوَّلَهُمْ اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُولِهِ هِجْرَةً وَ لُحُوقاً، وَ اَوَّلَهُمْ عَلىٰ وُجْدِهِ وَ وُسْعِهِ نَفَقَةً.

قَالَ سُبْحَانَهُ: «وَ الَّذِينَ جَاؤُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْاِيمَانِ وَ لاٰ تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلاًّ لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا اِنَّكَ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ»[3].

فَالنَّاسُ مِنْ جَمِيعِ الْاُمَمِ يَسْتَغْفِرُونَ لَهُ بِسَبْقِهِ اِيَّاهُمْ اِلَى الْاِيمَانِ بِنَبِيِّهِ، وَ ذٰلِكَ اَنَّهُ لَمْ يَسْبِقْهُ اِلَى الْاِيمَانِ بِهِ اَحَدٌ، وَ قَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ: «وَ السَّابِقُونَ الْاَوَّلُونَ مِنَ

---

١ ـ الواقعة: ١٠ ـ ١١.

٢ ـ الحديد: ١٠.

٣ ـ الحشر: ١٠.

خدا اور رسولؐ کے نزدیک ترین شخص تھے، اور خدا فرماتا ہے: (آگے جانے والے آگے چلے گئے ہیں اور وہی بارگاہِ خدا میں مقرب ہیں)۔

پس میرے والد خدا اور رسولؐ کی طرف سب سے آگے جانے والے تھے، اور نزدیک ہونے والوں میں نزدیک ترین تھے، اور خدا فرماتا ہے: (کہ برابر نہیں ہیں وہ لوگ جو فتح مکہ سے پہلے خرچ کرتے تھے اور جنگ لڑتے رہے بلکہ وہ بلند درجات کے مالک ہیں)۔ پس میرے والد یہی اسلام لانے والے اور ایمان والے ہیں، اور سب سے پہلے خدا اور رسولؐ کی طرف ہجرت انہوں نے کی، اور رسولِ خداؐ کے ساتھ جا کر ملے، اور سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے سرمایہ سے راہِ خدا میں خرچ کیا۔

خدا فرماتا ہے: (اور وہ لوگ جو بعد میں آئے ہیں اور کہتے ہیں اے خدا! ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں، بخش دے، اور ہمارے دلوں میں ایمان لانے کے متعلق کینہ پیدا نہ کر، اے خدا! تو بے شک مہربان اور رحم کرنے والا ہے)۔

پس امت کے سارے افراد ان کیلئے بخشش کی دعا کرتے ہیں کیونکہ وہ سب سے پہلے رسولِ خداؐ کے ساتھ ایمان لانے والے ہیں، اور ان سے پہلے کوئی ایمان نہ لایا، اور خدا فرماتا ہے: (مہاجرین اور انصار میں سب سے سبقت لے جانے والے اور وہ جنہوں نے نیکی کے ساتھ پیروی کی)۔

الْمُهاجِرِينَ وَ الْأَنْصارِ وَ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسانٍ»[1]، فَهُوَ سابِقُ جَمِيعِ السّابِقِينَ، فَكَما أَنَّ اللّهَ عَزَّ وَ جَلَّ فَضَّلَ السّابِقِينَ عَلَى الْمُتَخَلِّفِينَ وَ الْمُتَأَخِّرِينَ، فَكَذٰلِكَ فَضَّلَ سابِقَ السّابِقِينَ عَلَى السّابِقِينَ.

وَ قَدْ قالَ اللّهُ تَعالىٰ: «أَجَعَلْتُمْ سِقايَةَ الْحاجِّ وَ عِمارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللّهِ وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ وَ جاهَدَ فِي سَبِيلِ اللّهِ»[2]، فَهُوَ الْمُجاهِدُ فِي سَبِيلِ اللّهِ حَقّاً، وَ فِيهِ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ.

وَ كانَ مِمَّنِ اسْتَجابَ لِرَسولِ اللّهِ صَلَّى اللّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ عَمُّهُ حَمْزَةُ وَ جَعْفَرُ ابْنُ عَمِّهِ، فَقُتِلا شَهِيدَيْنِ رَضِيَ اللّهُ عَنْهُما، فِي قَتْلىٰ كَثِيرَةٍ مَعَهُما مِنْ أَصْحابِ رَسُولِ اللّهِ صَلَّى اللّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ.

فَجَعَلَ اللّهُ تَعالىٰ حَمْزَةَ سَيِّدَ الشُّهَداءِ مِنْ بَيْنِهِمْ، وَ جَعَلَ لِجَعْفَرٍ جَناحَيْنِ يَطِيرُ بِهِما مَعَ الْمَلائِكَةِ كَيْفَ يَشاءُ مِنْ بَيْنِهِمْ، وَ ذٰلِكَ لِمَكانِهِما مِنْ رَسولِ اللّهِ صَلّى

---

١ ـ التوبة : ١٠٠.

٢ ـ التوبة : ١٩.

پس علیؑ آگے جانے والوں میں سے سبقت لے جانے والے ہیں، اور پس جس طرح خدا نے آگے جانے والوں کو چھوڑ جانے والوں اور پیچھے رہ جانے والوں پر فضیلت دی ہے۔

اور خدا فرماتا ہے: (کیا تم حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد الحرام کی تعمیر کو خدا اور قیامت کے دن کے ساتھ ایمان لانے والوں اور خدا کے راستے میں جہاد کرنے کو برابر قرار دیتے ہو؟ بے شک وہ راہِ خدا کے مجاہد تھے)۔ یہ آیت ان پر اُتری ہے۔

ان لوگوں میں جنہوں نے رسولِؐ خدا کی دعوت کو قبول کیا۔ ان کے چچا حمزہ اور ان کے چچا کے بیٹے جعفر تھے، اور یہ دونوں بہت سے اصحاب کے درمیان شہید ہوئے۔ خدا ان دونوں سے راضی ہے۔

خدا نے ان شہداء میں سے حضرت حمزہ کو سید الشہداء قرار دیا، اور جعفر کیلئے دو پَر پیدا کئے کہ جدھر چاہیں فرشتوں کے ساتھ پرواز کریں۔ یہ ان کا مقام اور مرتبہ ہے، اس قرابت کی خاطر جو رسولؐ کے ساتھ تھی۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهِ وَ مَنْزِلَتِهِما وَ قَـرابَـتِهِما مِـنْهُ، وَ صَـلّىٰ رَسولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهِ عَـلىٰ حَـمْزَةَ سَـبْعِينَ صَلاٰةً مِنْ بَيْنِ الشُّهَداءِ الَّذينَ اسْتُشْهِدُوا مَعَهُ.

وَ كَذٰلِكَ جَعَلَ اللّٰهُ تَعالىٰ لِنِساءِ النَّبِيِّ صَـلَّى اللّٰـهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهِ، لِلْمُحْسِنَةِ مِنهُنَّ اَجْرَيْنِ، وَ لِـلْمُسيئَةِ مِـنْهُنَّ وِزْرَيْنِ، ضِعْفَيْنِ لِمَكانِهِنَّ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَـلَّى اللّٰـهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهِ.

وَ جَعَلَ الصَّلاٰةَ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَـلَّى اللّٰـهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهِ بِاَلْفِ صَلاٰةٍ فِي سائِرِ الْـمَساجِدِ اِلاّٰ مَسْـجِدِ الْحَرامِ، مَسْجِدِ خَليلِهِ اِبْراهيمَ عَلَيْهِ السَّلاٰمُ بِمَكَّةَ، وَ ذٰلِكَ لِمَكانِ رَسولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهِ مِنْ رَبِّهِ.

وَ فَرَضَ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ الصَّلاٰةَ عَلىٰ نَبِيِّهِ عَلىٰ كافَّةِ الْمُؤْمِنينَ، فَقالُوا: يا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ الصَّـلاٰةُ عَـلَيْكَ؟ قالَ: قُولُوا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَ اٰلِ مُحَمَّدٍ، فَحَقٌّ عَلىٰ كُلِّ مُسْلِمٍ اَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْنا مَعَ الصَّلاٰةِ عَلَى النَّبِيِّ صَـلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهِ، فَريضَةً واجِبَةً.

اور پیغمبرؐ اسلام نے باقی شہداء میں سے حضرت حمزہ کیلئے نمازِ جنازہ میں ستر تکبیریں پڑھیں۔

خدا نے اسی طرح رسولِ خداؐ کی نیک بیویوں کیلئے دو اجر اور بد بیویوں کیلئے دوگنا عذاب قرار دیا ہے، اور یہ سزا اور عذاب میں اضافہ رسولِ خداؐ کی رشتہ داری کی وجہ سے ہے۔

اور رسولِ خداؐ کی مسجد میں ایک رکعت نماز پڑھنے کو باقی مساجد میں ہزار رکعت نماز کے برابر قرار دیا ہے۔ مکہ میں مسجد الحرام کے علاوہ جو خدا کے خلیل حضرت ابراہیمؑ کی ہے، اور یہ فضیلت صرف اس لئے ہے کہ رسولِ خداؐ کے نزدیک بڑی عزت ہے۔

اور خدا نے اپنے نبیؐ پر درود پڑھنے کو تمام مومنوں پر واجب کیا ہے، اور مومنوں نے کہا: اے رسولِ خداؐ! آپؐ پر درود کس طرح پڑھا جائے تو فرمایا کہ کہو: اے خدا! محمدؐ اور اس کی آل پر درود بھیج۔ پس ہر مسلمان پر واجب ہے کہ خدا کے نبیؐ کے ساتھ ہم پر بھی درود بھیجے۔

وَ أَحَلَّ اللّٰهُ تَعٰالىٰ خُمْسَ الْغَنيمَةِ لِرَسُولِهِ، وَ أَوْجَبَهٰا لَهُ فِي كِتٰابِهِ، وَ أَوْجَبَ لَنٰا مِنْ ذٰلِكَ مٰا أَوْجَبَ لَهُ، وَ حَرَّمَ عَلَيْهِ الصَّدَقَةَ وَ حَرَّمَهٰا عَلَيْنٰا مَعَهُ، فَأَدْخَلَنٰا ـ وَ لَهُ الْحَمْدُ ـ فيمٰا أَدْخَلَ فيهِ نَبِيَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ، وَ أَخْرَجَنٰا وَ نَزَّهَنٰا مِمّٰا أَخْرَجَهُ مِنْهُ وَ نَزَّهَهُ عَنْهُ، كَرٰامَةً أَكْرَمَنَا اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ بِهٰا، وَ فَضيلَةً فَضَّلَنٰا عَلىٰ سٰائِرِ الْعِبٰادِ.

فَقٰالَ اللّٰهُ تَعٰالىٰ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ حينَ جَحَدَهُ كَفَرَةُ أَهْلِ الْكِتٰابِ وَ حٰاجُّوهُ: «فَقُلْ تَعٰالَوْا نَدْعُ أَبْنٰاءَنٰا وَ أَبْنٰاءَكُمْ وَ نِسٰاءَنٰا وَ نِسٰاءَكُمْ وَ أَنْفُسَنٰا وَ أَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰاذِبينَ»[1]، فَأَخْرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مِنَ الْأَنْفُسِ مَعَهُ أَبِي، وَ مِنَ الْبَنينَ أَنٰا وَ أَخِي، وَ مِنَ النِّسٰاءِ أُمِّي فٰاطِمَةَ مِنَ النّٰاسِ جَميعاً، فَنَحْنُ أَهْلُهُ وَ لَحْمُهُ وَ دَمُهُ وَ نَفْسُهُ، وَ نَحْنُ مِنْهُ وَ هُوَ مِنّٰا.

وَ قَدْ قٰالَ اللّٰهُ تَعٰالىٰ: «إِنَّمٰا يُريدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ

---

١ ـ آل عمران :٦١.

اور خدا نے غنیمت کا خمس اپنے نبیؐ پر حلال کیا ہے، اور اپنی کتاب میں اس کو ان کیلئے واجب قرار دیا ہے۔ اس پر صدقہ حرام کیا ہے اور ہم پر بھی حرام ہے۔ پس تمام تعریفیں اس کیلئے ہیں کہ جس چیز میں اپنے نبی کو داخل کیا اور ہمیں بھی داخل کیا، اور جس چیز سے اپنے نبی کو پاک وصاف رکھا، ہمیں بھی پاک وصاف رکھا، اور یہ عزت ہے جو خدا نے ہمیں اپنے نبی کے ساتھ عطا فرمائی ہے، اور ایسی فضیلت ہے کہ ہمیں اس کے ذریعے سے دوسروں پر برتری دی ہے۔

اور جب اہلِ کتاب نے محمدؐ کا انکار کیا اور ان سے استدلال ودلیل کو طلب کیا تو خدا نے فرمایا: (ان سے کہہ دو کہ تم اپنے بیٹے لے آؤ، ہم اپنے بیٹے لے آتے ہیں، تم اپنی عورتوں کو لے آؤ اور ہم اپنی عورتوں کو لے آتے ہیں، تم اپنی جانوں کو لے آؤ، ہم اپنی جانوں کو لے آتے ہیں، پھر قسم دے کر مباہلہ کرتے ہیں، اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت کرتے ہیں)۔ خدا نے لوگوں میں سے اپنی جان کی جگہ میرے والد علیؑ اور بیٹوں کی جگہ مجھے اور میرے بھائی کو اور عورتوں کی جگہ میری والدہ فاطمہؑ کو لیا۔ پس ہم ان کے کان، خون اور جان ہیں۔ ہم ان سے ہیں اور وہ ہم سے ہیں۔

اور خدا فرماتا ہے: (سوائے اس کے نہیں کہ خدا چاہتا ہے، اے اہلِ بیتؑ! تم سے رجس کو دور رکھے اور تمہیں پاک وپاکیزہ رکھے)۔

الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيراً»[1]، فَلَمّا نَزَلَتْ آيَةُ التَّطْهِيرِ جَمَعَنا رَسولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ، اَنا وَ اَخي وَ اُمّي وَ اَبي، فَجَلَّلَنا وَ نَفْسَهُ في كِساءٍ لِاُمِّ سَلَمَةَ خَيْبَرِيٍّ، وَ ذٰلِكَ في حُجْرَتِها وَ في يَوْمِها، فَقالَ: اَللّٰهُمَّ هٰؤُلاءِ اَهْلُ بَيْتي وَ هٰؤُلاءِ اَهْلي وَ عِتْرَتي، فَاَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَ طَهِّرْهُمْ تَطْهيراً.

فَقالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْها: اَدْخُلُ مَعَهُمْ يا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قالَ لَها رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: يَرْحَمُكِ اللّٰهُ اَنْتِ عَلىٰ خَيْرٍ وَ اِلىٰ خَيْرٍ وَ ما اَرْضاني عَنْكِ، وَ لٰكِنَّها خاصَّةٌ لي وَ لَهُمْ.

ثُمَّ مَكَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بَعْدَ ذٰلِكَ بَقِيَّةَ عُمْرِهِ حَتّىٰ قَبَضَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ، يَأْتينا في كُلِّ يَوْمٍ عِنْدَ طُلوعِ الْفَجْرِ فَيَقُولُ: الصَّلاةُ يَرْحَمُكُمُ اللّٰهُ، اِنَّما يُريدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهيراً.

وَ اَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بِسَدِّ الْاَبْوابِ

---

١ ـ الاحزاب: ٣٣.

جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسولِؐ خدا نے میرے بھائی، میری والدہ اور میرے والد کو جمع کیا اور اپنے ساتھ ہم سب کو ام سلمہؓ کی عبا میں لیا اور یہ کام امِ سلمہؓ کے حجرہ میں اس دن ہوا جو دن امِ سلمہؓ کیلئے مخصوص تھا۔ رسولِؐ خدا نے فرمایا: اے پروردگار! یہ میرے اہلِ بیتؑ ہیں اور میرا خاندان ہے۔ پس ان سے رجس اور نجاست کو دور رکھ اور انہیں پاک و پاکیزہ رکھ۔

امِ سلمہؓ نے عرض کی: کیا میں بھی ان کے ساتھ داخل ہو جاؤں یا رسولؐ اللہ؟ آپؐ نے فرمایا کہ خدا تم پر رحمت فرمائے، تو نیکی کے راستے پر ہے اور نیکی کی طرف جا رہی ہے۔ میں تم سے راضی ہوں لیکن یہ بات میرے اور ان کے ساتھ خاص ہے۔

پھر رسولِؐ خدا اس واقعہ کے بعد جب تک زندہ رہے، ہر روز طلوعِ فجر سے پہلے ہمارے پاس آیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ خدا تم پر رحمت کرے کہ خدا چاہتا ہے کہ اے اہلِ بیتؑ! تم سے رجس و پلیدی کو دور رکھے اور تمہیں پاک و پاکیزہ رکھے۔

اور رسولِؐ خدا نے حکم فرمایا ہے کہ جو دروازے مسجد کی طرف کھلتے ہیں، ان سب کو بند کر دو، سوائے علیؑ کے دروازے کے۔

الشّارِعَةِ فِي مَسْجِدِهِ غَيْرَ بابِنا، فَكَلَّموهُ فِي ذٰلِكَ، فَقالَ: اَما اَنّي لَمْ اَسُدُّ اَبْوابَكُمْ وَ لَمْ اَفْتَحْ بابَ عَلِيٍّ مِنْ تِلْقاءِ نَفْسي، وَلٰكِنّي اَتَّبِعُ ما يُوحىٰ اِلَيَّ، وَ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَ بِسَدِّها وَ فَتْحِ بابِهِ، فَلَمْ يَكُنْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ اَحَدٌ تُصيبُهُ جَنابَةٌ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللّٰهِ وَ يُولَدُ فيهِ الْاَوْلادُ غَيْرُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ اَبي عَلِيِّ بْنِ اَبي طالِبٍ عَلَيْهِ السَّلامُ، تَكْرِمَةً مِنَ اللّٰهِ تَبارَكَ وَ تَعالىٰ لَنا وَ فَضْلاً، اِخْتَصَّنا بِهِ عَلىٰ جَميعِ النّاسِ.

وَ هٰذا بابُ اَبي قَرينُ بابِ رَسُولِ اللّٰهِ فِي مَسْجِدِهِ، وَ مَنْزِلُنا بَيْنَ مَنازِلِ رَسولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ.

وَ ذٰلِكَ اَنَّ اللّٰهَ اَمَرَ نَبِيَّهَ اَنْ يَبْني مَسْجِدَهَ، فَبَنىٰ فيهِ عَشْرَةَ اَبْياتٍ، تِسْعَةٌ لِبَنيهِ وَ اَزْواجِهِ، وَ عاشِرُها وَ هُوَ مُتَوَسِّطُها لِاَبي، وَ ها هُوَ بِسَبيلٍ مُقيمٍ، وَ الْبَيْتُ هُوَ الْمَسْجِدُ الْمُطَهَّرُ، وَ هُوَ الَّذي قالَ اللّٰهُ تَعالىٰ: «اَهْلَ الْبَيْتِ»، فَنَحْنُ اَهْلُ الْبَيْتِ، وَ نَحْنُ الَّذينَ اَذْهَبَ اللّٰهُ عَنَّا الرِّجْسَ وَ طَهَّرَنا تَطْهيراً.

انہوں نے اعتراض کیا۔آپؐ نے فرمایا کہ نہ میں نے تمہارے دروازے بند کروائے اور نہ اپنی مرضی سے علیؑ کا دروازہ کھلا رکھا ہے۔ میں تو وحی کا پابند ہوں۔خدا نے مجھے دروازے بند کرنے کا حکم دیا اور علیؑ کا دروازہ کھلا رکھنے کا حکم دیا۔اس واقعہ کے بعد کوئی بھی احتلام کی حالت میں مسجد نبویؐ میں داخل نہ ہوا، اور سوائے رسولِ خداؐ اور میرے والد علیؑ کے کسی کیلئے مسجد میں اولاد پیدا نہیں ہوئی، اور یہ خدا کی طرف سے ہمارے لئے عزت اور فضیلت ہے جس کو اس نے ہمارے ساتھ خاص کیا ہے، اور یہ میرے والد کے گھر کا دروازہ ہے جو رسولِ خداؐ کے گھر کے دروازے کے ساتھ مسجد میں ملا ہوا ہے۔

اور ہماری منزل رسولِ خداؐ کی منزلوں کے درمیان واقع ہے اور یہ اس لئے کہ خدا نے اپنے رسولؐ سے فرمایا کہ مسجد بنائے۔

پیغمبرؐ نے اس کے اردگرد دس گھر بنائے۔نو گھر اپنے بچوں اور بیویوں کیلئے اور دسواں گھر جو ان نو کے درمیان تھا، میرے والد علی علیہ السلام کیلئے بنایا، اور وہ اب بھی موجود ہے۔پس اس کا گھر پاک و پاکیزہ مسجد ہے، اور وہ (علیؑ)، خدا فرماتا ہے کہ اہل بیتؑ سے ہے۔پس ہم اہلِ بیتؑ ہیں، اور ہم وہ ہیں جن سے خدا نے رجس کو دور رکھا ہے اور پاک و پاکیزہ بنایا ہے۔

اَيُّهَا النَّاسُ! اِنّي لَوْ قُمْتُ حَوْلاً، اَذْكُرُ الَّذي اَعْطانَا اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ، وَ خَصَّنا بِهِ مِنَ الْفَضْلِ في كِتابِهِ وَ عَلىٰ لِسانِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لَمْ اُحْصِهِ، وَ اَنَا ابْنُ النَّبِيِّ النَّذيرِ الْبَشيرِ وَ السِّراجِ الْمُنيرِ، الَّذي جَعَلَهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِلْعالَمينَ، وَ اَبي عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلامُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنينَ وَ شَبيهُ هارُونَ.

وَ اِنَّ مُعاوِيَةَ بْنَ صَخْرٍ زَعَمَ اَنّي رَأَيْتُهُ لِلْخِلافَةِ اَهْلاً، وَ لَمْ اَرَ نَفْسي لَها اَهْلاً، فَكَذَبَ مُعاوِيَةُ، وَ اَيْمُ اللّٰهِ لَاَنَا اَوْلَى النّاسِ بِالنّاسِ في كِتابِ اللّٰهِ وَ عَلىٰ لِسانِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ، غَيْرَ اَنّا لَمْ نَزَلْ اَهْلَ الْبَيْتِ مُخيفينَ مَظْلومينَ مُضْطَهَدينَ، مُنْذُ قُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ.

فَاللّٰهُ بَيْنَنا وَ بَيْنَ مَنْ ظَلَمَنا حَقَّنا، وَ نَزَلَ عَلىٰ رِقابِنا، وَ حَمَلَ النّاسَ عَلىٰ اَكْتافِنا وَ مَنَعَنا سَهْمَنا في كِتابِ اللّٰهِ مِنَ الْفَيْءِ وَ الْغَنائِمِ، وَ مَنَعَ اُمَّنا فاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلامُ اِرْثَها مِنْ اَبيها.

اے لوگو! اگر ہم یہاں پر عرصہ دراز تک کھڑے رہیں، اور وہ چیزیں جو خدا نے ہمیں عطا کی ہیں اور اپنی کتاب میں جو فضیلت ہمارے ساتھ خاص کی ہے، اور جو چیزیں اس کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے ہماری شان میں بیان ہوئی ہیں، ذکر کرنا شروع کریں تو ہم گن نہیں سکتے۔ میں خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے اس نبیؐ کا بیٹا ہوں جو روشن چراغ ہے۔ وہ ایسا نبیؐ ہے جس کو خدا نے تمام کائنات کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے اور میرے والد مومنوں کے سرپرست اور ہارون کی مثل ہیں۔

معاویہ بن صخر خیال کرتا ہے کہ میں اسے خلافت کے لائق اور اپنے آپ کو اس کے اہل نہیں جانتا۔ پس معاویہ جھوٹ بولتا ہے۔ خدا کی قسم! ہم کتابِ خدا میں اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان میں سب لوگوں سے افضل ہیں۔ مگر یہ کہ ہم اہلِ بیتؑ، وفاتِ پیغمبرؐ سے لے کر اب تک حالتِ خوف و ہراس میں ہیں اور مظلوم ہیں، اور ہمارا حق ضائع ہوا ہے۔

خدا ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے والا ہے جنہوں نے ہمارے حق کو ضائع کیا اور ہم پر مسلط ہوئے، اور لوگوں کو ہمارے خلاف بھڑکایا، اور ہمارا حصہ جو غنیمت اور بغیر جنگ کے مال ملتا تھا، اور جس کا قرآن میں تذکرہ ہے، ہم سے روک دیا، اور ہماری والدہ کی وراثت (جاگیر فدک) ہمارے والد سے لے لی۔

اِنّٰا لاٰ نُسَمّي اَحَداً وَ لٰكِنْ اُقْسِمُ بِاللّٰهِ قَسَماً تٰأَلّياً، لَوْ اَنَّ النّٰاسَ سَمِعُوا قَوْلَ اللّٰهِ وَ رَسُولِهِ لَاَعْطَتْهُمُ السَّمٰاءُ قَطْرَهٰا، وَ الْاَرْضُ بَرَكَتَها، وَ لَمٰا اخْتَلَفَ فِي هٰذِهِ الْاُمَّةِ سَيْفٰانِ، وَ لَاَكَلوهٰا خَضْرٰاءَ خُضْرَةً اِلىٰ يَوْمِ الْقِيٰامَةِ، وَ اِذاً مٰا طَمِعْتَ يٰا مُعٰاوِيَةُ فيهٰا.

وَ لٰكِنَّهٰا لَمّٰا اُخْرِجَتْ سٰالِفاً مِنْ مَعْدِنِهٰا، وَ زُحْزِحَتْ عَنْ قَوٰاعِدِهٰا، تَنٰازَعَتْهٰا قُرَيْشٌ بَيْنَهٰا وَ تَرٰامَتْهٰا كَتَرٰامِي الْكُرَةِ، حَتّىٰ طَمِعْتَ فيهٰا اَنْتَ يٰا مُعٰاوِيَةُ وَ اَصْحٰابُكَ مِنْ بَعْدِكَ.

وَ قَدْ قٰالَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: مٰا وَلَّتْ اُمَّةٌ اَمْرَهٰا رَجُلاً قَطُّ، وَ فيهِمْ مَنْ هُوَ اَعْلَمُ مِنْهُ، اِلاّٰ لَمْ يَزَلْ اَمْرُهُمْ يَذْهَبُ سُفٰالاً حَتّىٰ يَرْجِعُوا اِلىٰ مٰا تَرَكُوا.

وَ قَدْ تَرَكَتْ بَنُو اِسْرٰائيلَ، وَ كٰانُوا اَصْحٰابَ مُوسىٰ عَلَيْهِ السَّلاٰمُ، هٰارُونَ اَخٰاهُ وَ خَليفَتَهُ وَ وَزيرَهُ، وَ عَكَفوا عَلَى الْعِجْلِ، وَ اَطٰاعُوا فيهِ سٰامِرِيهِمْ، وَ هُمْ يَعْلَمُونَ اَنَّهُ خَليفَةُ مُوسىٰ عَلَيْهِ السَّلاٰمُ.

ہم کسی کا نام نہیں لیتے لیکن میں خدا کی مضبوط قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر وہ لوگ خدا اور اس کے رسولؐ کی بات کو غور سے سنتے تو آسمان ان پر بارش برساتا اور زمین ان کو اپنی برکتیں عطا کرتی، اور کبھی دو تلواریں آپس میں نہ ٹکراتیں، اور لوگ آرام وخوشی کے ساتھ زندگی بسر کرتے، اور اس وقت تو بھی اس خلافت کی طمع نہ کرتا۔

لیکن جب لوگوں نے حکمِ خدا کو پیچھے چھوڑ دیا اور اسے جڑ سے اکھیڑ کر پیچھے رکھ دیا تو قریش نے خلافت میں جھگڑا شروع کر دیا، اور اسے ایک گیند کی طرح ایک دوسرے کی طرف پھینکنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ تو اور تیرے بعد تیرے ساتھی اس لالچ وطمع میں پڑ گئے۔

اور رسولِ خداؐ نے فرمایا: لوگ کبھی بھی کسی ایسے کو اپنا رہنما نہیں بناتے جس سے بڑھ کر کوئی اور بھی ان میں موجود ہو۔ اگر ایسا کریں گے تو تباہی کی طرف جائیں گے، اور پھر اسی کی طرف آئیں گے جو سب سے بہتر تھا۔

بنی اسرائیل نے جو حضرت موسیٰؑ کے اصحاب تھے، ہارونؑ جو موسیٰؑ کے بھائی اور خلیفہ تھے، کو چھوڑ کر بچھڑے کی پوجا شروع کر دی اور سامری کی بات ماننے لگے حالانکہ وہ جانتے تھے کہ ہارونؑ موسیٰؑ کا خلیفہ ہے۔

وَ قَدْ سَمِعَتْ هٰذِهِ الْأُمَّةُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَقُولُ ذٰلِكَ لِأَبِي: إِنَّهُ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هٰارُونَ مِنْ مُوسىٰ، إِلاّٰ أَنَّهُ لاٰ نَبِيَّ بَعْدِي.

وَ قَدْ رَأَوْا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ حِينَ نَصَبَهُ لَهُمْ بِغَدِيرِ خُمٍّ وَ سَمِعُوهُ، وَ نٰادىٰ لَهُ بِالْوِلاٰيَةِ، ثُمَّ أَمَرَهُمْ أَنْ يُبَلِّغَ الشّٰاهِدُ مِنْهُمُ الْغٰائِبَ، وَ قَدْ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ حَذَراً مِنْ قَوْمِهِ إِلَى الْغٰارِ ،لَمّٰا أَجْمَعُوا عَلىٰ أَنْ يَمْكُرُوا بِهِ، وَ هُوَ يَدْعُوهُمْ ،لَمّٰا لَمْ يَجِدْ عَلَيْهِمْ أَعْوٰاناً، وَ لَوْ وَجَدَ عَلَيْهِمْ أَعْوٰاناً لَجٰاهَدَهُمْ.

وَ قَدْ كَفَّ أَبِي يَدَهُ وَ نٰاشَدَهُمْ وَاسْتَغٰاثَ أَصْحٰابَهُ، فَلَمْ يُغَثْ وَ لَمْ يُنْصَرْ، وَ لَوْ وَجَدَ عَلَيْهِمْ أَعْوٰاناً مٰا أَجٰابَهُمْ، وَ قَدْ جُعِلَ فِي سَعَةٍ كَمٰا جُعِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فِي سَعَةٍ.

وَ قَدْ خَذَلَتْنِي الْأُمَّةُ وَ بٰايَعَتْكَ يَا ابْنَ حَرْبٍ،وَ لَوْ وَجَدْتُ عَلَيْكَ أَعْوٰاناً يَخْلُصونَ مٰا بٰايَعْتُكَ،وَ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ هٰارُونَ فِي سَعَةٍ حِينَ اسْتَضْعَفُوهُ قَوْمُهُ وَ عٰادُوهُ.

اور اس امت نے سنا کہ رسولِ خدا نے میرے والد علی علیہ السلام کے متعلق فرمایا کہ علیؑ کی نسبت میرے ساتھ ایسے ہے جیسے ہارونؑ کی موسیٰؑ کے ساتھ۔ مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

اور رسولِ خدا کو اس امت نے دیکھا کہ غدیرخم میں ان کو امامت کیلئے منصوب کیا اور ان باتوں کو سنا کہ میرے والد کے متعلق انہوں نے ولایت کی بات کی تھی، اور پھر حکم دیا تھا کہ حاضرین پر موجود لوگوں کو یہ پیغام دیں، اور رسولِ خدا قوم کے ڈر سے شہر سے نکلے اور نماز کی طرف چلے گئے۔ جب قوم نے ان کے ساتھ دھوکہ کرنے کا ارادہ کیا تھا، اور یہ اس وقت تھا جب آنحضرت ان کو حق کی طرف بلا رہے تھے لیکن ساتھ موجود نہ تھے۔ اگر ساتھ موجود ہوتے تو ان کے ساتھ جنگ کرتے۔

میرے والد نے بھی جنگ نہ کی اور اپنے اصحاب کو قسم دی اور ان سے مدد طلب کی لیکن کسی نے ان کی مدد نہ کی، اور ان کی فریاد نہ سنی۔ اگر ساتھی اور دوست ہوتے تو کبھی بھی جنگ سے پیچھے نہ ہٹتے۔ خدا نے انہیںؑ آرام وسکون میں رکھا ہوا ہے جیسے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آرام اور سکون میں رکھا ہوا ہے۔

لوگوں نے مجھے رسوا کیا، اس لئے اے حربؔ کے بیٹے! میں نے تیرے ساتھ صلح کی ہے۔ اگر میرے ساتھ ہوتے جو مجھے تجھ سے بچاسکتے تو میں ہرگز تجھ سے صلح نہ کرتا، اور خدا نے ہارونؑ کو اس وقت سکون وآرام کے ساتھ رکھا جب لوگوں نے اسے کمزور کردیا

كَذٰلِكَ اَنَا وَ اَبِي فِي سَعَةٍ مِنَ اللّٰهِ حِينَ تَرَكَتْنَا الْاُمَّةُ، وَ بَايَعَتْ غَيْرَنَا، وَ لَمْ نَجِدْ عَلَيْهِ اَعْوَاناً، وَ اِنَّمَا هِيَ السُّنَنُ وَالْاَمْثَالُ يَتْبَعُ بَعْضُهَا بَعْضاً.

اَيُّهَا النَّاسُ! اِنَّكُمْ لَوِ الْتَمَسْتُمْ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ رَجُلاً جَدُّهُ رَسولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهِ وَ اَبُوهُ وَصِيُّ رَسُولِ اللّٰهِ، لَمْ تَجِدُوا غَيْرِي وَ غَيْرَ اَخِي، فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ لاٰ تُضِلُّوا بَعْدَ الْبَيَانِ، وَكَيْفَ بِكُمْ وَ اَنّىٰ ذٰلِكَ مِنْكُمْ، اَلاٰ وَ اِنِّي قَدْ بَايَعْتُ هٰذَا ـ و اشار بيده الى معاوية ـ «وَ اِنْ اَدْرِي لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَكُمْ وَ مَتَاعٌ اِلىٰ حِينٍ».

اَيُّهَا النَّاسُ! اِنَّهُ لاٰيُعَابُ اَحَدٌ بِتَرْكِ حَقِّهِ، وَ اِنَّمَا يُعَابُ اَنْ يَأْخُذَ مَا لَيْسَ لَهُ ، وَكُلُّ صَوَابٍ نَافِعٌ، وَكُلُّ خَطَاءٍ ضَارٌّ لِاَهْلِهِ، وَ قَدْ كَانَتِ الْقَضِيَّةُ فَفَهَّمَهَا سُلَيْمَان، فَنَفَعَتْ سُلَيْمَانَ وَ لَمْ تَضُرَّ دَاوُدَ.

فَاَمَّا الْقَرَابَةُ فَقَدْ نَفَعَتِ الْمُشْرِكَ،وَ هِيَ وَاللّٰهِ لِلْمُؤْمِنِ اَنْفَعُ،قَالَ رَسولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهِ لِعَمِّهِ اَبِي طَالِبٍ، وَ هُوَ فِي الْمَوْتِ:قُلْ لاٰ اِلٰـهَ اِلاَّ اللّٰـهُ،اَشْفَعُ لَكَ بِهَا يَوْمَ

تھا، اور اس کے دشمن اسی طرح ہیں۔

اور میرے والد بزرگوار خدا کی طرف سے سکون و آرام میں ہیں۔ اس وقت جب لوگوں نے ہمیں چھوڑ دیا اور ایک دوسرے کی بیعت کر لی، اور ہمارے ساتھی موجود نہ تھے، اور یہ طریقہ اور مثالیں ایک دوسرے کے بعد آرہے ہیں۔

اے لوگو! اگر پوری کائنات میں گھوم لو تو تم میرے اور میرے بھائی کے علاوہ کسی اور کو نہیں پاؤ گے جس کا نانا پیغمبرؐ ہو، والد وصی ہو۔ پس خدا سے ڈرو اور مطلب کے بیان کے بعد گمراہ نہ ہو جاؤ۔ تم نے اس طرح کیسے کر دیا؟ تم سے اس کی توقع نہ تھی۔ خبردار میں نے اس شخص (معاویہ کی طرف اشارہ کیا) سے صلح کی ہے، شاید یہ تمہارے لئے ایک امتحان ہو، اور تھوڑی مدت کیلئے فائدہ مند ہو۔

اے لوگو! کسی کو اس لئے بُرا نہیں کہا جاتا کہ اس نے اپنا حق کسی کو دیدیا ہے بلکہ بُرا تو اس کو بننا چاہئے جو ظلم کے ساتھ کسی کا حق چھین لے۔ ہر اچھا کام فائدہ دینے والا ہے اور غلط کام کرنے والوں کو وہ نقصان دیتا ہے۔ ایک مسئلہ پیش آیا اور سلیمان سمجھ گیا، اور سلیمانؑ کو فائدہ پہنچا اور داؤدؑ کو نقصان نہ پہنچا۔

رشتہ داری تو مشرک کو ہی فائدہ دیتی ہے حالانکہ خدا کی قسم! یہ رشتہ داری مومن کو زیادہ فائدہ دیتی ہے۔ رسولِ خدا نے اپنے چچا ابو طالبؑ سے ان کی وفات کے وقت فرمایا کہ کہو خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ تاکہ قیامت کے دن تمہاری شفاعت کروں۔

الْقِيامَةِ، وَ لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَقُولُ لَهُ وَ يَعِدُ اِلاّٰ ما يَكُونُ مِنْهُ عَلىٰ يَقينٍ، وَ لَيْسَ ذٰلِكَ لِاَحَدٍ مِنَ النّٰاسِ كُلِّهِمْ غَيْرَ شَيْخِنا - اَعْني اَباطالِبٍ - يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: «وَ لَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذينَ يَعْمَلُونَ السَيِّئاتِ حَتّىٰ اِذٰا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قٰالَ اِنّي تُبْتُ الْآنَ وَ لاَ الَّذينَ يَمُوتُونَ وَ هُمْ كُفّٰارٌ اُولٰئِكَ اَعْتَدْنٰا لَهُمْ عَذٰاباً اَليماً»[2].

اَيُّهَا النّٰاسُ! اِسْمَعُوا وَ عُوا، وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ راجِعُوا، وَ هَيْهاتَ مِنْكُمُ الرَّجْعَةُ اِلَى الْحَقِّ، وَ قَدْ صارَعَكُمْ النُّكُوصُ، وَ خامَرَكُمُ الطُّغْيانُ وَ الْجُحُودُ، اَنُلْزِمُكُمُوها وَ اَنْتُمْ لَها كارِهُونَ، وَ السَّلامُ عَلىٰ مَنِ اتَّبَعَ الْهُدىٰ.

(٢٨) خطبته عليه السلام
لما وقع الصلح

يا اَهْلَ الْعِراقِ! اِنَّهُ سَخِيَ بِنَفْسي عَنْكُمْ ثَلاثٌ: قَتْلُكُمْ

---

١ - ذلك الزام عليهم، لانّ أهل السنة كانوا قائلين بكفره و الاّ فالشّيعة الامامية على ان اباطالب رضى الله عنه كان مؤمناً بالنّبى صلى الله عليه و آله يكتم ايمانه، و كان يحميه بنفسه و ولده و ماله، و يستدلون على ذلك بسيرته و بما ورد فى صحاح الاخبار، و وافق الشّيعة فى ذلك الزيدية و عدّة من أهل السنة.

٢ - النساء: ١٨.

یہ بات کبھی بھی پیغمبرؐ نہ کہتے اور کبھی بھی شفاعت کا وعدہ ان کے ساتھ نہ کرتے اگر اپنے چچا کی طرف سے از لحاظ مطمئن نہ ہوتے، اور اس طرح کی بات پیغمبرؐ نے ہمارے جد (ابوطالبؑ) کے علاوہ کسی سے نہ کی۔ خدا فرماتا ہے: (ایسے لوگوں کیلئے تو یہ نہیں ہے جو برے کام کرتے رہے اور جب موت کا وقت آیا تو کہتے ہیں کہ اب ہم توبہ کرتے ہیں، اور نہ ان کے لئے توبہ ہے جو کفر کی حالت میں مرجائیں۔ ان کیلئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے)۔

اے لوگو! سنو اور غور کرو۔ اللہ سے ڈرو اور ہماری طرف رجوع کرو۔ دور کی بات ہے کہ تم حق کی طرف رجوع کرو کیونکہ حال یہ ہے کہ گمراہی نے تمہیں زمین پر دے مارا ہے۔ سرکشی اور بغاوت وانکار نے تمہیں گھیر رکھا ہے۔ آیا تمہیں اس پر مجبور کریں جبکہ تم اسے ناپسند کرتے ہو، سلام ان پر جو ہدایت کی پیروی کرتے ہیں۔ (بحار، ج ۱۰، ص ۱۳۸)۔

۲۸۔ آنحضرتؑ کا صلح کرنے کے بعد خطبہ

اے عراق والو! میں تین چیزوں کے بارے میں تمہیں عیب دار ٹھہراتا ہوں۔ تمہارا میرے والد کو قتل کرنا، مجھے زخمی کرنا اور میرے مال کو لوٹنا۔ (مناقب آل ابی طالبؑ، ابن شہر آشوب، ج ۳، ص ۱۹۳)۔

أَبِي، وَ طَعْنُكُمْ إِيّايَ، وَ انْتِهابُكُمْ مَتاعِي.

(٢٩) خطبته عليه السلام

في علة صلحه لمعاوية

روي أنّه لمّا تمّ الصلح و انبرم الامر، التمس معاوية من الحسن عليه السلام أن يتكلّم بمجمع من النّاس، و يعلّمهم انّه قد بايع معاوية، و يسلّم الامر اليه.

فأجابه الى ذلك، فخطب - و قد حشد الناس - خطبة، حمد اللّه تعالى و صلّى على نبيّه صلى الله عليه وآله فيها، و هي من كلامه المنقول عنه عليه السلام، و قال:

أَيُّهَا النّاسُ! إِنَّ أَكْيَسَ الْكَيِّسِ التَّقِيُّ، وَ أَحْمَقَ الْحُمْقِ الْفُجُورُ، وَ إِنَّكُمْ لَوْ طَلَبْتُمْ بَيْنَ جابُلْق وَ جابُرْس رَجُلاً جَدُّهُ رَسُولُ اللّهِ صَلَّى اللّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ ما وَجَدْتُمُوهُمْ غَيْرِي وَ غَيْرَ أَخِي الْحُسَيْنِ، وَ قَدْ عَلِمْتُمْ أَنَّ اللّهَ هَداكُمْ بِجَدِّي مُحَمَّدٍ، فَأَنْقَذَكُمْ بِهِ مِنَ الضَّلالَةِ، وَ رَفَعَكُمْ بِهِ مِنَ الْجَهالَةِ، وَ أَعَزَّكُمْ بَعْدَ الذِّلَّةِ، وَ كَثَّرَكُمْ بَعْدَ الْقِلَّةِ.

۲۹۔ آنحضرتؑ کا خطبہ معاویہ کے ساتھ صلح کرنے کے سبب کے متعلق

روایت ہے کہ جب صلح انجام پاگئی اور کام مکمل ہوگیا تو معاویہ نے امام حسن علیہ السلام سے درخواست کی کہ لوگوں سے بات کریں اور بتائیں کہ معاویہ کے ساتھ صلح کرلی ہے، اور حکومت اس کے سپرد کردی ہے۔

امام علیہ السلام نے معاویہ کی بات کو مان کر تمام جمع شدہ لوگوں کے اجتماع میں خطبہ پڑھا۔ شروع میں خدا کی حمد وثناء کی اور اس کے رسولؐ پر درود بھیجا، اور یہ ان کی گفتگو کا حصہ ہے کہ فرمایا:

اے لوگو! سب سے بڑی عقل مندی تقویٰ ہے، اور سب سے بڑی غلطی اور حماقت گناہ ہے۔ اگر تم پوری کائنات میں ایسا شخص تلاش کرنا چاہو جس کا نانا خدا کا رسولؐ ہو تو میرے اور میرے بھائی حسین علیہ السلام کے علاوہ کسی کو نہیں پاؤ گے، اور تم جانتے ہو کہ خدا نے میرے نانا رسولِؐ خدا کے ذریعے سے تمہاری ہدایت کی او تمہیں گمراہی سے بچایا، اور جہالت اور بے علمی سے نجات دی، اور ذلت اور رسوائی کے بعد تمہیں عزت دی اور تمہاری افرادی کمی کے بعد تمہیں زیادہ کردیا۔

وَ اِنَّ مُعٰاوِيَةَ نٰازَعَنِي حَقّاً هُوَ لِي دونَهُ، فَنَظَرْتُ لِصَلاٰحِ الْاُمَّةِ وَ قَطْعِ الْفِتْنَةِ، وَ قَدْ كُنْتُمْ بٰايَعْتُمونِي عَلىٰ اَنْ تُسٰالِمُوا مَنْ سٰالَمْتُ وَ تُحٰارِبُوا مَنْ حٰارَبْتُ، فَرَاَيْتُ اَنْ أُسٰالِمَ مُعٰاوِيَةَ، وَ اَضَعَ الْحَرْبَ بَيْنِي وَ بَيْنَهُ، وَ قَدْ بٰايَعْتُهُ، وَ رَأَيْتُ اَنَّ حَقْنَ الدِّمٰاءِ خَيْرٌ مِنْ سَفْكِهٰا، وَ لَمْ اُرِدْ بِذٰلِكَ اِلاّٰ صَلاٰحَكُمْ وَ بَقٰاءَكُمْ، «وَ اِنْ اَدْرِي لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَكُمْ وَ مَتٰاعٌ اِلىٰ حينٍ».

(٣٠) خطبته عليه السلام

في فضل أبيه

روي أنّ معاوية سأل الحسن بن علي عليه السلام بعد الصلح أن يخطب الناس، فامتنع، فناشده أن يفعل، فوضع له كرسيّ فجلس عليه، ثم قال:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي تَوَحَّدَ فِي مُلْكِهِ، وَ تَفَرَّدَ فِي رُبُوبِيَّتِهِ، يُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ يَشٰاءُ، وَ يَنْزِعُهُ عَمَّنْ يَشٰاءُ، وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي اَكْرَمَ بِنٰا مُؤْمِنَكُمْ، وَ اَخْرَجَ مِنَ الشِّرْكِ

اور معاویہ اس حق کے متعلق میرے ساتھ جھگڑا کر رہا ہے جو میرا حق ہے اور میں نے اس اپنے حق کو امت کی مصلحت اور فتنہ وفساد کے ختم کرنے کیلئے چھوڑ دیا ہے، اور تم نے میرے ساتھ بیعت کی تھی کہ میں جس کے ساتھ صلح کروں گا، تم اس کے ساتھ صلح کرو گے اور میں جس کے ساتھ جنگ کروں گا، تم اس کے ساتھ جنگ کرو گے۔ پس میرا فیصلہ یہ ہے کہ معاویہ کے ساتھ صلح کرلوں اور اپنے اور اس کے درمیان جنگ کی حالت کو ختم کردوں، اور میں نے اس سے صلح کرلی ہے کیونکہ میں نے خونریزی کرنے سے اس سے بچنا بہتر سمجھا ہے، اور اس کام سے میرا ارادہ تمہارا فائدہ اور تمہاری بقاء ہے۔ (کشف الغمہ، ج ۱، ص ۵۶۶)۔

۳۰۔ صلح کرنے کے بعد آنحضرتؑ کا اپنے والدؑ گرامی کی فضیلت میں خطبہ

روایت ہے کہ جب امام علیہ السلام نے صلح کرلی تو معاویہ نے امامؑ سے درخواست کی کہ خطبہ پڑھیں۔ امامؑ نے انکار کیا۔ امامؑ کو قسم دی کہ ضرور خطبہ دیں۔ امامؑ کیلئے ایک جگہ تیار کی گئی۔ امامؑ اس کے اوپر گئے اور فرمایا:

تمام تعریفیں اُس خدا کیلئے ہیں جو اپنی مملکت میں ایک ہے، اور خدائی میں تنہا ہے۔ جسے چاہتا ہے بادشاہ بنا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے اس سے بادشاہی لے لیتا ہے۔ تمام تعریفیں اُس خدا کیلئے ہیں جس نے ہمارے مومنوں کو عزت بخشی ہماری وجہ سے اور

اَوَّلَكُمْ، وَ حَقَنَ دِماءَ اٰخِرِكُمْ، فَبَلاؤُنا عِنْدَكُمْ قَدِيماً وَ حَدِيثاً اَحْسَنُ الْبَلاءِ، اِنْ شَكَرْتُمْ اَوْ كَفَرْتُمْ.

اَيُّهَا النّاسُ! اِنَّ رَبَّ عَلِيٍّ كانَ اَعْلَمَ بِعَلِيٍّ حِينَ قَبَضَهُ اِلَيْهِ، وَ لَقَدِ اخْتَصَّهُ بِفَضْلٍ لَنْ تَعْهُدُوا بِمِثْلِهِ، وَ لَنْ تَجِدُوا مِثْلَ سابِقَتِهِ.

فَهَيْهاتَ هَيْهاتَ. طالَما قَلَّبْتُمْ لَهُ الْاُمورَ حَتّىٰ اَعْلاهُ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ، وَ هُوَ صاحِبُكُمْ، غَزاكُمْ فِي بَدْرٍ وَ اَخَواتِها، جَرَّعَكُمْ رَنْقاً وَ سَقاكُمْ عَلِقاً، وَ اَذَلَّ رِقابَكُمْ وَ شَرَّقَكُمْ بِرِيقِكُمْ، فَلَسْتُمْ بِمَلومِينَ عَلىٰ بُغْضِهِ.

وَ اَيْمُ اللّٰهِ لاتَرىٰ اُمَّةُ مُحَمَّدٍ خَفْضاً ماكانَتْ سادَتُهُمْ وَ قادَتُهُمْ فِي بَنِي اُمَيَّةَ، وَ لَقَدْ وَجَّهَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ فِتْنَةً لَنْ تَصُدُّوا عَنْها حَتّىٰ تُهْلَكُوا لِطاعَتِكُمْ طَواغِيتَكُمْ وَانْضِوائِكُمْ اِلىٰ شَياطِينِكُمْ، فَعِنْدَ اللّٰهِ اَحْتَسِبُ ما مَضىٰ وَ ما يَنْتَظِرُ، مِنْ سُوءِ رَغْبَتِكُمْ وَ حِيفِ حِلْمِكُمْ.

ثمَّ قال:

ہماری وجہ سے تمہارے بزرگوں کو شرک سے نکالا، اور تمہارے ایک دوسرے گروہ کے خون بہانے سے حفاظت کی۔ پس ہمارا امتحان پہلے اور اب تمہارے پاس ایک بہترین امتحان ہے۔ چاہے شکر گزار بنو یا نافرمان۔

اے لوگو! علیؑ کا خدا علیؑ سے زیادہ جاننے والا ہے۔ جب اس نے علی علیہ السلام کو اپنی طرف بلایا اور اسے اپنی فضیلت کے ساتھ خاص فرمایا کہ تم اس جیسا نہ پاسکو گے اور اس کی مثل دیکھ نہ سکو گے۔

بہت دور ہے، بہت دور ہے، کتنے کاموں کو تم نے مشکل بنایا ہے، پھر خدا نے تمہیں اس پر کامیاب کیا، حالانکہ وہ تمہارے ساتھ بیٹھتا تھا۔ تمہارے ساتھ بدر میں جنگ لڑی اور مٹی ملا پانی تمہیں پلایا، اور کڑوا پانی تمہیں پلایا، اور تمہیں ذلیل کیا، اور تمہیں غمگین کیا۔ پس اس کے بغض سے تم اپنے آپ کو ملامت نہیں کرتے۔

خدا کی قسم! جب تک پیغمبرؐ خدا کی امت کے رہنما اور رہبر بنی اُمیہ سے ہیں، یہ امت کسی مقام تک نہیں پہنچ سکتی۔ تمہاری طرف ایسا فتنہ اور آزمائش بھیجی گئی ہے کہ اس سے بچ نہ سکو گے۔ یہاں تک کہ تمہیں ظالم لوگوں کی اطاعت کی وجہ سے اور شیطانوں کی طرف سے پناہ لینے کی طرف سے ہلاک کر دیا جائے۔ پس وہ جو ہو چکا، وہ جو پست افکار اور بُرے میلان و رغبت کی وجہ سے انجام پائے گا، اور میں اس کے انتظار میں ہوں۔ ان سب کا حساب خدا پر چھوڑتا ہوں۔

يٰا اَهْلَ الْكوفَةِ! لَقَدْ فٰارَقَكُمْ بِالْاَمْسِ سَهْمٌ مِنْ مَرٰامِي اللّٰهِ، صٰائِبٌ عَلىٰ اَعْدٰاءِ اللّٰهِ، نَكّٰالٌ عَلىٰ فُجّٰارِ قُرَيْشٍ، لَمْ يَزَلْ اٰخِذاً بِحَنٰاجِرِهٰا، جٰاثِماً عَلىٰ اَنْفُسِهٰا، لَيْسَ بِالْمَلُومَةِ فِي اَمْرِ اللّٰهِ وَ لاٰ بِالسَّرُوقَةِ لِمٰالِ اللّٰهِ، وَ لاٰ بِالْفَرُوقَةِ فِي حَرْبِ اَعْدٰاءِ اللّٰهِ، اُعْطِيَ الْكِتٰابَ خَوٰاتِيمَهُ وَ عَزٰائِمَهُ، دَعٰاهُ فَأَجٰابَهُ، وَ قٰادَهُ فَاتَّبَعَهُ، لاٰ تَأْخُذُهُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةُ لاٰئِمٍ، فَصَلَوٰاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَ رَحْمَتُهُ.

(٣١) خطبته عليه السلام

في فضل نفسه

روي أنّ معاوية لمّا نزل الكوفة أقام بها ايّاماً، فلمّا استتمّت بيعته صعد المنبر، فخطب الناس، و ذكر اميرالمؤمنين و الحسن عليهما السلام، فنال منهما، و كان الحسين عليه السلام حاضراً، فأراد أن يقوم و يجيبه، فأخذ الحسن عليه السلام بيده و اجلسه و قام، و قال:

اَيُّهَا الذّٰاكِرُ عَلِيّاً، اَنَا الْحَسَنُ وَ اَبِي عَلِيٌّ، وَ اَنْتَ مُعٰاوِيَةُ وَ اَبوكَ صَخْرٌ، وَ اُمِّي فٰاطِمَةُ وَ اُمُّكَ هِنْدٌ، وَ جَدِّي

پھر فرمایا:

اے اہل کوفہ! کل تم سے وہ جدا ہوا ہے جو خدا کے تیروں میں سے ایک تیر تھا، اور خدا کے دشمنوں کو مارنے والا اور قریش کے بڑے لوگوں کو تباہ اور برباد کرنے والا تھا۔ ہمیشہ اس نے قریش کے بڑے بڑے لوگوں کو اپنے اختیار میں رکھا، اور وہ اس سے خوف و ہراس میں رہتے تھے۔ خدا کے احکام میں اسے کوئی ملامت نہ کرسکا، اور خدا کے مال سے اس نے کوئی چیز چوری نہیں کی ہے، اور خدا کے دشمنوں کے مقابلہ میں جنگ سے کبھی بھاگا نہیں۔ تمام قرآن اس کو دیا گیا۔ اس خدا نے اسے بلایا اور پس اس نے جواب دیا۔ خدا نے اس کی رہنمائی فرمائی، اس نے اتباع کی۔ خدا کے معاملات میں سرزنش اور بُرا بھلا کہنے والوں کی سرزنش سے خوف نہیں کھاتا تھا۔ پس خدا کا درود اور رحمت اُس پر ہو۔ (شرح نہج البلاغہ، ابن ابی الحدید، ج ۱۶، ص ۲۸)۔

۳۱۔ آنحضرتؑ کا اپنی فضیلت کے متعلق خطبہ

روایت ہے کہ جب معاویہ کوفہ آیا تو چند دن وہاں رہا۔ جب بیعت کی رسومات ختم ہوگئیں تو منبر پر گیا اور لوگوں کیلئے خطبہ پڑھا۔ امیر المؤمنین علیہ السلام اور امام حسن علیہ السلام کو گالیاں دیں۔ امام حسین علیہ السلام وہاں موجود تھے، اٹھنا چاہا کہ اس کا جواب دیں۔ امام حسن علیہ السلام نے ان کا ہاتھ پکڑا اور انہیں بٹھا دیا، اور خود کھڑے ہوئے اور فرمایا:

رَسُولُ اللّٰهِ وَ جَدُّكَ حَرْبٌ، وَ جَدَّتِي خَدِيجَةُ وَ جَدَّتُكَ نَثِيلَةُ، فَلَعَنَ اللّٰهُ اَخْمَلَنَا ذِكْراً، وَ اَلْاَمَنَا حَسَباً، وَ شَرَّنَا قِدَماً، وَ اَقْدَمَنَا كُفْراً وَ نِفَاقاً.

(٣٢) خطبته عليه السلام
في فضل نفسه و أبيه

روي أنّه لمّا قدم معاوية بالكوفة قيل له: انّ الحسن بن علي مرتفع في انفس النّاس، فلو أمرته أن يقوم دون مقامك على المنبر، فتدركه الحداثة والعيّ، فيسقط من انفس الناس و اعينهم، فأبىٰ عليهم، و ابوا عليه الاّ أن يأمره بذلك، فأمره، فقام دون مقامه في المنبر، فحمد اللّه و أثنىٰ عليه، ثم قال:

اَمَّا بَعْدُ، اَيُّهَا النَّاسُ فَاِنَّكُمْ لَوْ طَلَبْتُمْ مٰا بَيْنَ كَذٰا وَكَذٰا، لِتَجِدُوا رَجُلاً جَدُّهُ نَبِيٌّ، لَمْ تَجِدُوا غَيْرِي وَ غَيْرَ اَخِي، وَ اِنّٰا اَعْطَيْنٰا صَفْقَتَنٰا هٰذِهِ الطّٰاغِيَةَ - و أشار بيده الى أعلى المنبر الى معاوية، و هو في مقام رسول الله صلى الله عليه وآله - وَ رَأَيْنٰا حَقْنَ دِمٰاءِ الْمُسْلِمِينَ اَفْضَلَ مِنْ اِهْرٰاقِهٰا، « وَ اِنْ

اے علیؑ کا نام لینے والے! میں حسنؑ ہوں اور اس کا بیٹا ہوں، اور تو معاویہ ہے، تیرا باپ صخر ہے۔ میری والدہ فاطمہؑ ہیں، اور تیری ماں هنده ہے، اور میرا نانا رسولِ خدا ہے۔ اور تیرا نانا حرب ہے۔ میری نانی خدیجہؑ ہیں اور تیری نانی نشیلہ ہے۔
خدا لعنت کرے تجھ پر اور تجھ میں سے اس شخص پر جس کی شہرت کم تر، حسب پست تر، شر میں پہل کرتا ہو، اور کفر و نفاق میں پرانا ہو۔ (کشف الغمہ، ج ۱، ص ۵۴۲)۔

۳۲۔ آنحضرتؑ کا خطبہ اپنی اور اپنے والدؑ کی شان میں

روایت ہے کہ جب معاویہ کوفہ میں وارد ہوا تو اس سے کچھ لوگوں نے کہا کہ امام حسن علیہ السلام لوگوں کے نزدیک بڑا مقام رکھتے ہیں۔ اگر تو حکم دے کہ تم منبر کے نیچے والے زینے پر بیٹھو تو ان کیلئے گفتگو کرنا مشکل ہو جائے گی، اور لوگوں کے دل میں ان کی عزت ختم ہو جائے گی۔ معاویہ نے اس بات سے انکار کیا لیکن لوگوں نے ضد کی تو معاویہ نے ایسا ہی کیا۔ امام حسنؑ معاویہ سے نیچے والے زینے پر کھڑے ہو گئے، اور خدا کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا:
اما بعد! اے لوگو! اگر مشرق سے مغرب تک تلاش کرو کہ ایسا شخص تمہیں مل جائے جس کا نانا رسولِ خدا ہو تو میرے اور میرے بھائی کے علاوہ کسی کو نہیں پاؤ گے۔ ہم نے اس ظالم شخص کو حکومت دیدی ہے (اور اپنے ہاتھ کے ساتھ منبر کے اوپر کی طرف اشارہ کیا

اَدْرِي لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَكُمْ وَ مَتَاعٌ اِلىٰ حِينٍ» - و اشار بيده الى معاوية.

فقال له معاوية : ما أردت بقولك هذا؟ فقال: ما أردت به الاّ ما أراد الله عزوجل، فقام معاوية فخطب خطبة عيية فاحشة، فسبّ فيها اميرالمؤمنين عليه السلام، فقام اليه الحسن بن علي عليه السلام فقال له - و هو على المنبر-:

وَيْلَكَ يَابْنَ اٰكِلَةِ الْاَكْبادِ، اَوَ اَنْتَ تَسُبُّ اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَ قَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهِ: مَنْ سَبَّ عَلِيّاً فَقَدْ سَبَّنِي، وَ مَنْ سَبَّنِي فَقَدْ سَبَّ اللّٰهَ، وَ مَنْ سَبَّ اللّٰهَ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ نارَ جَهَنَّمَ خَالِداً فِيهَا مُخَلَّداً، وَ لَهُ عَذابٌ مُقِيمٌ.

ثم انحدر الحسن عليه السلام عن المنبر، و دخل داره و لم يصل هناك بعد ذلك ابداً.

(٣٣) خطبته عليه السلام

في تعريف نفسه و صفات الخليفة

روي انّ عمرو بن العاص قال لمعاوية: ابعث الى الحسن

جہاں معاویہ اس جگہ پر بیٹھا ہوا تھا جو رسولِ خدا کا مقام تھا)، اور ہم نے مسلمانوں کے خون کی حفاظت کو خونریزی سے بہتر سمجھا، اور اس آیت کے ذریعے سے دلیل پیش کی: (شاید یہ چیز تمہارے لئے امتحان تھی اور تھوڑی دیر کیلئے ان کو فائدہ دے) اور ساتھ ہی اپنے ہاتھ کے ذریعے سے معاویہ کی طرف اشارہ کیا۔

معاویہ نے کہا کہ اس کلام سے تمہارا کیا ارادہ تھا؟ امامؑ نے فرمایا کہ میں نے اس سے وہ قصد کیا ہے جو خدا نے قصد کیا ہے۔ پھر معاویہ اٹھا اور خطبہ پڑھا جس میں علی علیہ السلام کو گالیاں دیں اور ان کا مذاق اڑایا اور توہین کی۔ پھر امام حسن علیہ السلام اٹھے، معاویہ ابھی منبر پر ہی تھا، تو اس سے کہا:

اے جگر کھانے والی عورت کے بیٹے! تجھ پر ہلاکت ہو۔ کیا تو امیر المؤمنین علیہ السلام کو گالیاں دیتا ہے اور لعنت دیتا ہے، حالانکہ پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ جس نے علیؑ کو گالیاں دیں، اس نے مجھ کو گالیاں دیں اور جس نے مجھے گالیاں دیں، اس نے خدا کو گالیاں دیں، اور خدا نے اسے جہنم کی آگ میں داخل کرنا ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اور ختم نہ ہونے والا عذاب اس کیلئے ہے۔

اس کے بعد امام حسن علیہ السلام منبر سے نیچے اترے اور گھر کی طرف چلے گئے اور پھر کبھی وہاں پر نماز نہ پڑھی۔ (احتجاج طبرسی، ج۱ ص۲۸۲)۔

ابن علي، فمره أن يصعد المنبر و يخطب النّاس، فلعلّه أن يحصر، فيكون ذلك ممّا نعيره به فى كلّ محفل، فبعث اليه معاوية، فأصعده المنبر، و قد جمع له النّاس و رؤساء أهل الشّام، فحمد اللّه الحسن عليه السلام و أثنى عليه، ثم قال:

اَيُّهَا النّٰاسُ! مَنْ عَرَفَنِي فَاَنَا الَّذِي يُعْرَفُ، وَ مَنْ لَمْ يَعْرِفْنِي فَاَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ، اِبْنِ عَمِّ نَبِيِّ اللّٰهِ، اَوَّلِ الْمُسْلِمِينَ اِسْلاٰماً، وَ اُمِّي فٰاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهِ، وَ جَدِّي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ نَبِيُّ الرَّحْمَةِ، اَنَا ابْنُ الْبَشِيرِ، اَنَا ابْنُ النَّذِيرِ، اَنَا ابْنُ السِّرٰاجِ الْمُنِيرِ، اَنَا ابْنُ مَنْ بُعِثَ رَحْمَةً لِلْعٰالَمِينَ، اَنَا ابْنُ مَنْ بُعِثَ اِلَى الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اَجْمَعِينَ.

فقطع عليه معاوية فقال: يا ابا محمّد خلّنا من هذا، و حدّثنا في نعت الرطب - أراد بذلك تخجيله - فقال الحسن عليه السلام: نعم، التمر، الريح تنفخه، و الحرّ ينضجه، و الليل يبرده و يطيبه، ثم أقبل الحسن عليه السلام، فرجع في كلامه الاول، فقال:

۳۳۔ آنحضرتؑ کا اپنے اور خلیفہ کے اوصاف کے متعلق خطبہ

روایت ہے کہ ایک دن عمر بن عاص نے معاویہ سے کہا کہ حسنؑ بن علیؑ کے پاس کسی کو بلانے کیلئے بھیجو اور ان سے کہو کہ منبر پر جائیں اور خطبہ پڑھیں۔ شاید خطبہ نہ دے سکیں تو ہم اس وجہ سے ان کا مذاق ہر محفل اور مجلس میں اڑایا کریں گے۔ معاویہ نے کسی کو بھیجا۔ امامؑ آئے اور منبر پر گئے جبکہ بہت سے لوگ اور شام کے سردار وہاں جمع تھے۔ امامؑ نے خدا کی حمد وثناء کے بعد فرمایا:

اے لوگو! جو مجھے جانتا ہے وہ جانتا ہے اور جو نہیں جانتا وہ جان لے کہ میں علی ابن ابی طالب علیہم السلام کا بیٹا ہوں۔ میں رسولِؐ خدا کا بیٹا ہوں اور میں اس کا بیٹا ہوں جس کیلئے خدا نے زمین کو پاک اور سجدہ گاہ بنادیا ہے۔ میں روشن چراغ اور خوشخبری دینے والے کا بیٹا ہوں، اور ڈرانے والے کا بیٹا ہوں، اور میں خاتم النبیینؐ کا بیٹا ہوں، اور رسولوں کے پیشوا، پرہیز گاروں کے رہنما، خداوندِ کائنات کے چنے ہوئے کا بیٹا ہوں۔ میں اس کا بیٹا ہوں جسے دونوں جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا گیا۔

جب معاویہ کو امامؑ کی گفتگو پسند نہ آئی تو امامؑ کے کلام کو کاٹ کر کہا: اے ابا محمدؑ! یہ باتیں رہنے دو اور ہمیں کھجور کی خصوصیات کے متعلق بتاؤ۔ معاویہ کا ارادہ تھا کہ امامؑ شرمسار ہوں گے اور گفتگو نہیں فرمائیں گے۔ امامؑ نے فرمایا: کھجور کا درخت ہوا کے ساتھ پھل

أَنَا ابْنُ مُسْتَجابِ الدَّعْوَةِ، أَنَا ابْنُ الشَّفيعِ الْمُطاعِ، أَنَا ابْنُ أَوَّلِ مَنْ يَنْفُضُ عَنْ رَأْسِهِ التُّرابَ، أَنَا ابْنُ مَنْ يَقْرَعُ بابَ الْجَنَّةِ فَيُفْتَحُ لَهُ فَيَدْخُلُها، أَنَا ابْنُ مَنْ قاتَلَ مَعَهُ الْمَلائِكَةُ، وَ أُحِلَّ لَهُ الْمَغْنَمُ، وَ نُصِرَ بِالرُّعْبِ مِنْ مَسيرَةِ شَهْرٍ.

فأكثر في هذا النوع من الكلام، و لم يزل به حتّى اظلّمت الدّنيا على معاوية، و عرف الحسن عليه السلام من لم يكن عرفه من أهل الشام و غيرهم، ثم نزل.

فقال له معاوية: أما انك يا حسن، قد كنت ترجو ان تكون خليفة و لست هناك، فقال الحسن عليه السلام:

أَمَّا الْخَليفَةُ فَمَنْ سارَ بِسيرَةِ رَسولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ عَمِلَ بِطاعَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ، وَ لَيْسَ الْخَليفَةُ مَنْ سارَ بِالْجَوْرِ وَ عَطَّلَ السُّنَنَ، وَ اتَّخَذَ الدُّنْيا أُمّاً وَ أَباً، وَ عِبادَ اللّٰهِ خَوَلاً، وَ مالَهُ دُوَلاً، وَ لٰكِنْ ذٰلِكَ أَمْرُ مَلِكٍ أَصابَ مُلْكاً، فَتَمَتَّعَ مِنْهُ قَليلاً وَ كانَ قَدِ انْقَطَعَ عَنْهُ، فَاتْخَمَ لَذَّتهُ وَ بَقِيَتْ عَلَيْهِ تَبِعَتُهُ، وَ كانَ كَما قالَ اللّٰهُ

دیتا ہے، اور سورج کی روشنی اسے پکاتی ہے، اور رات کی ٹھنڈک اسے خوشبودار اور تازہ کرتی ہے۔ پھر امام حسن علیہ السلام اپنی پہلے والی بات پر آ گئے اور فرمایا:

میں اس کا بیٹا ہوں کہ جس کی دعا دربارِ خداوندی میں قبول ہوتی ہے۔ میں اس کا بیٹا ہوں کہ جس کی شفاعت قبول ہوگی۔ میں اس کا بیٹا ہوں جسے سب سے پہلے زمین سے اٹھایا جائے گا۔ میں اس کا بیٹا ہوں جو جنت کا دروازہ کھٹکھٹائے گا اور اس کیلئے دروازہ کھول دیا جائے گا اور وہ داخل ہو جائے گا۔ میں اس کا بیٹا ہوں کہ جنگ میں فرشتے اس کی مدد کیلئے چلے آتے تھے۔ غنیمت کو اس کے لئے حلال کیا گیا اور خوف کی وجہ سے ایک مہینہ یا اس سے زیادہ مدت کیلئے اُس کی مدد کی گئی۔

امامؑ نے اس طرح کی اور بھی گفتگو کی اور ابھی فرما رہے تھے کہ معاویہ پر دنیا تاریک ہوگئی۔ اہلِ شام اور ان کے علاوہ جو لوگ امام علیہ السلام کو نہیں جانتے تھے، انہوں نے جان لیا۔

معاویہ نے کہا کہ تمہاری خواہش تھی کہ خلیفہ ہوتے لیکن خلیفہ تو نہیں ہو۔ امام علیہ السلام نے فرمایا:

خلیفہ وہ ہے جو رسولِ خداؐ کی سیرت پر چلے اور خدا کی اطاعت میں اپنی گردن جھکائے۔ لیکن جو ظلم کرتا ہو، اور خدا کے احکام کو معطل کرتا ہو، اور دنیا کے ساتھ اپنے ماں باپ کی طرح لگاؤ رکھتا ہو، خدا کے بندوں کو غلام بناتا ہو، اور خدا کے مال کو لوٹتا ہو،

تَبارَكَ وَ تَعالىٰ: «وَ اِنْ اَدْرِي لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَكُمْ وَ مَتاعٌ اِلىٰ حِينٍ»[1]، «مَتَّعْناهُمْ سِنِينَ ثُمَّ جاءَهُمْ ما كانوا يوعَدونَ»[2]، وَ « ما اَغْنىٰ عَنْهُمْ ما كانُوا يُمَتَّعُونَ»[3].

و اومأ بيده الى معاوية، ثم قام فانصرف.

و في رواية:

فقال معاوية: ما في قريش رجل الاّ و لنا عنده نِعَم مجلّلة، و يد جميلة، قال:

بَلىٰ ،مَنْ تَعَزَّزْتَ بِهِ بَعْدَ الذِّلَّةِ ، وَ تَكَثَّرْتَ بِهِ بَعْدَ الْقِلَّةِ.

فقال معاوية: مَن اولئك يا حسن ؟ قال:

مَنْ يُلْهِيكَ عَنْ مَعْرِفَتِهِ.

ثم قال الحسن عليه السلام:

اَنَا ابْنُ مَنْ سادَ قُرَيْشاً شاباً وَ كَهْلاً ، اَنَا ابْنُ مَنْ سادَ

---

١ ـ الانبياء: ١١١.

٢ ـ الشعراء: ٢٠٥.

٣ ـ الشعراء: ٢٠٧.

وہ خلیفہ نہیں ہوسکتا۔ لیکن ایسا شخص وہ ہوسکتا ہے کہ جس نے حکومت کو زبردستی اپنے ہاتھ میں لیا ہو، اور اس سے تھوڑی سی مدت کیلئے فائدہ اٹھائے اور بہت جلد اُس کا دورِ حکومت ختم ہو جائے، اور لذت ختم ہو چکی ہو۔ لیکن اُس کی سختیاں اُس پر باقی ہوں، اور وہ اس طرح ہو جیسے خدا فرماتا ہے: (تم نہیں جانتے کہ شاید یہ تمہارے لئے امتحان ہو اور تھوڑی سی مدت کیلئے فائدہ)، (ان کو چند سالوں تک فائدہ اٹھانے دیا پھر جس کا اُن سے وعدہ کیا گیا تھا (عذابِ خدا) اُس کا وقت آ گیا، (اور جو کچھ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں، انہیں بے نیاز نہیں کرتا)۔

پھر اپنے ہاتھ کے ذریعے معاویہ کی طرف اشارہ کیا اور منبر سے نیچے اتر آئے۔

ایک روایت میں اس طرح آیا ہے:

معاویہ نے کہا کہ قریش میں سے کوئی ایسا شخص نہ ہوگا جو ہماری نعمتوں اور ہماری عطا کردہ چیزوں سے فائدہ نہ اٹھاتا ہو۔ امام علیہ السلام نے فرمایا:

ہاں۔ وہ کون ہے جس نے ذلت و رسوائی کے بعد تجھے عزت دی؟ وہ کون ہے جس نے تجھے کم مال سے کثیر مال والا بنا دیا؟

معاویہ نے کہا: اے حسنؑ! وہ کون ہیں؟ امامؑ نے کہا کہ وہ ہیں جن کو تو جاننا نہیں چاہتا۔

پھر امامؑ نے فرمایا:

الْوَرىٰ كَرَماً وَ نبْلاً، اَنَا ابْنُ مَنْ سادَ اَهْلَ الدُّنْيا بِالْجودِ الصّادِقِ وَ الْفَرْعِ الْباسِقِ وَ الْفَضْلِ السّابِقِ ، اَنَا ابْنُ مَنْ رِضاهُ رِضَى اللّٰهِ وَ سَخَطُهُ سَخَطُ اللّٰهِ ، فَهَلْ لَكَ اَنْ تُساميهِ يا مُعاوِيَةُ ؟

فقال : اقول لا تصديقاً لقولك ، فقال الحسن عليه السلام :

اَلْحَقُّ اَبْلَجَ ، وَ الْباطِلُ لَجْلَجَ ، وَ لَنْ يَنْدَمَ مَنْ رَكِبَ الْحَقَّ ، وَ قَدْ خابَ مَنْ رَكِبَ الْباطِلَ ، وَ الْحَقُّ يَعْرِفُهُ ذَوُو الاَلْبابُ .

ثم نزل معاوية و اخذ بيد الحسن و قال : لا مرحباً بمن ساءك.

(٣٤) خطبته عليه السلام

في توصيف نفسه و معاوية

روي أنَّ معاوية قدم المدينة، فقام خطيباً، فقال: أين علي ابن ابي طالب، فقام الحسن بن علي عليه السلام ، فخطب و حمد اللّه و أثنى عليه، ثم قال:

میں اُس کا بیٹا ہوں جو قریش کے ہر جوان اور بوڑھے کا سردار تھا۔ میں اُس کا بیٹا ہوں جو عزت واکرام میں تمام لوگوں سے بڑھ کر تھا۔ میں اُس کا بیٹا ہوں جو دنیا والوں پر سچ بولنے میں اور معاف کرنے میں آگے تھا۔ جو ایک پھل دار شاخ تھا اور فضیلتوں میں پیش پیش۔ میں اُس کا بیٹا ہوں کہ اُس کی مرضی خدا کی مرضی ہے اور اُس کی ناراضگی خدا کی ناراضگی ہے۔اے معاویہ تیرے لئے مناسب ہے کہ تو ایسے شخص کے متعلق جسارت کرے؟

معاویہ نے کہا کہ نہیں۔آپ کی بات درست ہے۔امامؑ نے فرمایا:

حق روشن ہے اور باطل تاریک۔ جو حق کا سوار ہوگا وہ پشیمان نہ ہوگا اور جو باطل کا ہوگا، اُس نے اپنا نقصان کیا، اور حق کو عقل والے ہی پہچانتے ہیں۔

معاویہ منبر سے نیچے آیا اور امام علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ جو بھی آپ کے ساتھ برائی کرے وہ اچھا آدمی نہ ہوگا۔(خرائج راوندی، ج۱،ص ۲۳۷)۔

۳۴۔ آنحضرتؑ کا خطبہ اپنی فضیلت اور معاویہ کے متعلق

روایت ہے کہ معاویہ مدینہ آیا اور خطبہ پڑھا اور کہا کہ علی ابن ابی طالب علیہم السلام کہاں ہیں؟ امام حسن علیہ السلام اٹھے اور خدا کی حمد وثناء کے بعد فرمایا:

إِنَّهُ لَمْ يُبْعَثْ نَبِيٌّ اِلاَّ جُعِلَ لَهُ وَصِيٌّ مِنْ اَهْلِ بَيْتِهِ، وَ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ اِلاَّ وَ لَهُ عَدُوٌّ مِنَ الْمُجْرِمِينَ، وَ اِنَّ عَلِيّاً عَلَيْهِ السَّلاٰمُ كٰانَ وَصِيَّ رَسُولِ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِهِ، وَ اَنَا ابْنُ عَلِيٍّ وَ اَنْتَ اِبْنُ صَخْرٍ، وَ جَدُّكَ حَرْبُ وَ جَدِّي رَسُولُ اللّٰهِ، وَ اُمُّكَ هِنْدٌ وَ اُمِّي فٰاطِمَةُ، وَ جَدَّتِي خَدِيجَةُ وَ جَدَّتُكَ نَثِيلَةُ، فَلَعَنَ اللّٰهُ اَلاٰمَنٰا حَسَباً، وَ اَقْدَمَنٰا كُفْراً، وَ اَخْمَلَنٰا ذِكْراً، وَ اَشَدَّنٰا نِفٰاقاً.

فقال عامة أهل المجلس: آمين، فنزل معاوية فقطع خطبته.

(٣٥) خطبته عليه السلام

في توصيف نفسه

روي أنّ معاوية سأل الحسن عليه السلام أن يصعد المنبر و ينتسب ، فصعد فحمد اللّه و أثنى عليه ، ثم قال :

اَيُّهَا النّٰاسُ ! مَنْ عَرَفَنِي فَقَدْ عَرَفَنِي ، وَ مَنْ لَمْ يَعْرِفْنِي فَسَاُبَيِّنُ لَهُ نَفْسِي ، بَلَدِي مَكَّةُ وَ مِنٰى ، وَ اَنَا اِبْنُ الْمَرْوَةِ وَ الصَّفٰا ، وَ اَنَا اِبْنُ النَّبِيِّ الْمُصْطَفٰى ، وَ اَنَا اِبْنُ مَنْ

کہ کوئی نبی ایسا نہیں آیا مگر یہ کہ اُس کی اہلِ بیتؑ سے اُس نبی کا جانشین مقرر کیا گیا، اور کوئی نبی ایسا نہ تھا کہ ظالم لوگ اُس کے ساتھ دشمنی کیلئے موجود تھے، اور علیؑ رسولِ خدا کے بعد اُن کا وصی ہے۔ میں علیؑ کا بیٹا اور تو صخر کا بیٹا ہے۔ تیرا نانا حرب اور میرا نانا خدا کا رسولؐ ہے۔ تیری ماں ہندہ اور میری والدہ فاطمہؑ ہیں۔ میری نانی خدیجہ اور تیری نانی نثیلہ ہے۔ خدا اپنی رحمت سے اُس شخص کو دور رکھے جو میرے اور تجھ میں نسبت کے لحاظ سے پست تر ہو، اور کفر کے لحاظ سے آگے ہو۔ جس کا ایمان کم اور منافقت زیادہ ہو۔

تمام لوگ جو مجمع میں حاضر تھے، کہنے لگے کہ خداوندا قبول فرما۔ معاویہ منبر سے نیچے آ گیا اور اپنے خطبے کو ختم کر دیا۔ (احتجاج طبرسی، ج ۱، ص ۲۸۲)۔

۳۵۔ آنحضرتؑ کا خطبہ اپنی شان میں

روایت ہے کہ معاویہ نے امام حسن علیہ السلام سے درخواست کی وہ منبر پر جائیں اور اپنا نسب بیان کریں۔ امامؑ منبر پر گئے اور خدا کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا:

اے لوگو! جو مجھے جانتا ہے وہ جانتا ہے اور جو نہیں جانتا بہت جلد میں اُس کیلئے اپنی پہچان کرواتا ہوں۔ میرا شہر مکہ اور منیٰ ہے۔ میں صفاء و مروہ کا بیٹا ہوں۔ میں خدا کی طرف سے چنے ہوئے نبیؐ کا بیٹا ہوں۔ میں اُس کا بیٹا ہوں جو مضبوط پہاڑوں پر بلند ہوا۔ میں اُس کا بیٹا ہوں جو اپنے چہرے کو خوبصورتی کی وجہ سے چھپاتا تھا۔ میں

عَلَا الْجِبَالَ الرَّوَاسِي ، وَ اَنَا اِبْنُ مَنْ كَسَا مَحَاسِنَ وَجْهِهِ الْحَيَاء، وَ اَنَا اِبْنُ فَاطِمَةَ سَيِّدَةِ النِّسَاءِ، وَ اَنَا اِبْنُ قَلِيلَاتِ الْعُيُوبِ، نَقِيَّاتِ الْجُيُوبِ.

و أذّن المؤذّن ، فقال : اشهد ان لا اله الا اللّه ، و اشهد أنّ محمداً رسول اللّه ، فقال :

يَا مُعَاوِيَةُ مُحَمَّدٌ اَبِي اَمْ اَبُوكَ ؟ فَاِنْ قُلْتَ : لَيْسَ بِاَبِي فَقَدْ كَفَرْتَ ، وَ اِنْ قُلْتَ : نَعَمْ ، فَقَدْ اَقْرَرْتَ .

ثم قال :

اَصْبَحَتْ قُرَيْشٌ تَفْتَخِرُ عَلَى الْعَرَبِ بِاَنَّ مُحَمَّداً مِنْهَا، وَ اَصْبَحَتِ الْعَرَبُ تَفْتَخِرُ عَلَى الْعَجَمِ بِاَنَّ مُحَمَّداً مِنْهَا، وَ اَصْبَحَتِ الْعَجَمُ تَعْرِفُ حَقَّ الْعَرَبِ بِاَنَّ مُحَمَّداً مِنْهَا، يَطْلُبُونَ حَقَّنَا وَ لَا يَرُدُّونَ اِلَيْنَا حَقَّنَا.

(٣٦) خطبته عليه السلام

في تحريض الناس لاتباعهم

مَعَاشِرَ النَّاسِ ! عُفِيَتِ الدِّيَارُ ، وَ مُحِيَتِ الْآثَارُ ،

عورتوں کی سردار فاطمہؑ کا بیٹا ہوں۔ میں اُن کا بیٹا ہوں جن کے عیوب کم اور دامن پاک ہے۔

اسی وقت مؤذن نے اذان کہنی شروع کی اور یہ کہنا شروع کیا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ خدا کا رسولؐ ہے۔

پھر امامؑ نے فرمایا:

اے معاویہ! محمدؐ تیرا باپ ہے یا میرا باپ ہے؟ اگر کہے کہ میرا باپ نہیں ہے تو تو نے حق کو چھپایا اور اگر کہے ہاں تو اقرار کیا ہے۔

پھر فرمایا:

قریش باقی عربوں پر فخر کرتے ہیں کہ محمدؐ ان میں سے ہیں اور عرب عجم والوں پر فخر کرتے ہیں کہ محمدؐ ہم میں سے ہیں اور عجم والے عرب والوں کا احترام کرتے ہیں کہ محمدؐ ان میں سے ہیں۔ حق ہمیں طلب کرتا ہے لیکن ہمارا حق ہمیں لوٹاتے نہیں ہیں۔ (مناقب آل ابی طالبؑ، ابن شہر آشوب، ج ۳، ص ۱۷۸)۔

۳۶۔ آنحضرتؑ کا خطبہ ان حضرات کی اطاعت کرنے کے متعلق

اے لوگو! منکر برباد ہو گئے اور آثار ختم ہو گئے۔ صبر و حوصلہ کم ہو گیا۔ شیطانی وسوسوں اور

وَ قَلَّ الْاِصْطِبارُ ، فَلا قَرارَ عَلىٰ هَمَزاتِ الشَّياطينِ وَ حُكْمِ الْخائِنينَ، اَلسّاعَةَ وَ اللّٰهِ صَحَّتِ الْبَراهينُ ، وَ فُصِّلَتِ الْاٰياتُ ، وَ بانَتِ الْمُشْكِلاتُ، وَ لَقَدْ كُنّا نَتَوَقَّعُ تَمامَ هٰذِهِ الْاٰيَةِ وَ تَأْويلَها ، قالَ اللّٰهُ تَعالىٰ:« وَ ما مُحَمَّدٌ اِلاّ رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ، اَفَاِنْ ماتَ اَوْ قُتِلَ اِنْقَلَبْتُمْ عَلىٰ اَعْقابِكُمْ ، وَ مَنْ يَنْقَلِبْ عَلىٰ عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللّٰهَ شَيْئاً وَ سَيَجْزِى اللّٰهُ الشّاكِرينَ »[1] .

فَقَدْ ماتَ وَ اللّٰهِ جَدّي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهِ وَ قُتِلَ اَبي عَلَيْهِ السَّلامُ، وَ صاحَ الْوَسْواسُ الْخَنّاسُ، وَ دَخَلَ الشَّكُّ في قُلُوبِ النّاسِ ،وَ نَعَقَ ناعِقُ الْفِتْنَةِ ، وَ خالَفْتُمُ السُّنَّةَ، فَيالَها مِنْ فِتْنَةٍ صَمّاءَ بَكْماءَ عَمْياءَ، لا يُسْمَعُ لِداعيها ، وَ لا يُجابُ مُناديها، وَ لا يُخالَفُ واليها، ظَهَرَتْ كَلِمَةُ النِّفاقِ ، وَ سُيِّرَتْ راياتُ اَهْلِ الشِّقاقِ ، تَكالَبَتْ جُيُوشُ اَهْلِ الْمِراقِ مِنَ الشّامِ وَ الْعِراقِ ، هَلُمُّوا رَحِمَكُمُ اللّٰهُ اِلَى الْاِيضاحِ

---

١ ـ آل عمران : ١٤٤.

خیانت کرنے والوں کے حکم کو برداشت کرنے کی ہمت نہیں رہی۔خدا کی قسم!ابھی حق کو ثابت کرنے والی دلیلیں اور خدا کی نشانیاں بلند ہوتیں اور مشکلات ظاہر ہوتیں اور ہم ان نشانیوں کی تحقیق اور تاویل کے انتظار میں تھے۔خدا فرماتا ہے:(محمدؐ صرف خدا کا رسولؐ ہے۔اُس سے پہلے بھی رسول گزرے ہیں۔اگر وہ مرجائے یا قتل ہو جائے تو کیا تم اپنے سابقہ دین کی طرف لوٹ جاؤ گے،اور جو بھی اپنے گزشتہ دین کی طرف لوٹ جائے ، خدا کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا اور خدا شکر کرنے والوں کو اچھی جزا دیتا ہے)۔

خدا کی قسم! میرے نانا رسولِ خدا وفات پا گئے اور میرے والد قتل ہو گئے۔ وسوسہ ڈالنے والے شیطان نے چیخ ماری اور شک دلوں میں پیدا ہو گیا۔فتنہ وفساد برپا کرنے والے کی ندا ظاہر ہوئی۔سنت پیغمبرؐ کے ساتھ مخالفت ہوئی۔پس اندھے،گونگے اور بہرے کے فتنہ سے ہلاکت ہے کہ بلانے والے کی آواز سنی نہیں جاتی،ندا دینے والے کی ندا کا جواب نہیں دیا جاتا،اور فتنہ کرنے والے کی مخالفت نہیں کی جاتی۔نفاق ظاہر ہو چکا ہے اور اختلاف ڈالنے والے پرچم حرکت میں آچکے ہیں،اور دین سے خارج ہونے والے سپاہی شام و عراق سے جمع ہو رہے ہیں۔خدا تم پر رحمت فرمائے، چمکتے ہوئے نور کی روشنی کی طرف آؤ اور طاقتور مرد کے پرچم کی طرف جلدی کرو۔

وَ النُّورِ الْوَضّاحِ، وَ الْعَلَمِ الْجَحْجاحِ ، وَ الْاِفْتِتاحِ اِلَى النُّورِ الَّذِي لا يُطْفىٰ ، وَ الْحَقِّ الَّذِى لا يَخْفىٰ.

يا اَيُّهَا النّاسُ ! تَيَقَّظُوا مِنْ رَقْدَةِ الْغَفْلَةِ، وَ مِنْ نُهْزَةِ الْوُسْعَةِ، وَ مِنْ تَكاثُفِ الظُّلْمَةِ، وَ مِنْ نُقْصانِ مَخْلَصَةٍ، فَوَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَ بَرَأَ النَّسَمَةَ ، وَ تَرَدّىٰ بِالْعَظَمَةِ، لَئِنْ قامَ اِلَيَّ مِنْكُمْ عُصبَةٌ بِقُلُوبٍ صافِيَةٍ ، وَ نِيّاتٍ مُخْلِصَةٍ، لايَكُونُ فيها شَوْبُ نِفاقٍ ، وَ لا نِيَّةُ افْتِراقٍ ، لَأُجاهِدَنَّ بِالسَّيْفِ قِدَماً قِدَماً ، وَ لَاَضعَنَّ مِنَ السُّيُوفِ جَوانِبَها، وَ مِنَ الرِّماحِ اَطْرافَها، وَ مِنَ الْخَيْلِ سَنابِكَها.

(٣٧) خطبته عليه السلام
في علّة صلحه

روي أنّه لمّا ضرب عليه السلام بخنجر مسموم عدل الى موضع مسمّى ببطن جريح ، و عليها عمّ المختار ، و قال المختار لعمّه : تعال حتى نأخذ الحسن و نسلّمه الى معاوية ، و بعد ان علموا الشيعة به همّوا بقتل المختار ،فتلطّف عمّه بالعفو عنه ففعلوا.

ایسا نور جو کبھی بجھنے والا نہیں ہے اور ایسا حق جو چھپنے والا نہیں ہے۔ اے لوگو! غفلت کی نیند سے اٹھو اور وسیع فرصت سے فائدہ اٹھاؤ، اور زیادہ تاریکی اور راہِ نجات کی کمی سے خود کو بیدار کرو۔ مجھے قسم ہے اُس خدا کی جس نے دانے کو پھاڑا اور انسان کو خلق کیا اور لباسِ عظمت پہنے ہوئے ہے۔ اگر تم میں سے میرے ساتھ ایسا گروہ ہو کہ جن کے دل صاف اور نیتیں سچی ہوں اور اُن نیتوں میں نہ تو منافقت ہو اور نہ ہی تفرقہ پیدا کرنے کا ارادہ، میں تلوار کے ساتھ قدم بقدم ان کے ساتھ مل کر جنگ کروں گا اور تلواروں اور نیزوں کو ان کی طرف رکھ دوں گا، اور اپنے گھوڑوں کو ان کی طرف لے چلوں گا۔ (ہدایۃ حسین بن ہمدان، ص ۲۱۰)۔

۳۷۔ آنحضرتؑ کا خطبہ صلح کے سبب کے متعلق

روایت ہے کہ جب امامؑ پر زہر آلود خنجر کے ساتھ حملہ کیا گیا تو آپؑ اُس جگہ کی طرف چلے گئے جس کا نام (بطن جریح) ہے اور اس جگہ مختار کے چچا کی حکومت تھی۔ مختار نے اپنے چچا سے کہا کہ آؤ اور حسن بن علی علیہما السلام کو پکڑ کر معاویہ کے حوالے کر دیں۔ جب شیعوں کو مختار کے ارادے کا پتہ چلا تو اُسے قتل کرنا چاہا۔ مختار کے چچا نے کہا کہ اسے معاف کر دو تو انہوں نے معاف کر دیا۔

فقال الحسن عليه السلام:

وَيْلَكُمْ وَ اللّٰهِ اِنَّ مُعٰاوِيَةَ لاٰيَفِي لِاَحَدٍ مِنْكُمْ بِمٰا ضَمِنَهُ فِي قَتْلِي، وَ اِنِّي اَظُنُّ اِنْ وَضَعْتُ يَدِي فِي يَدِهِ فَاُسٰالِمُهُ، لَمْ يَتْرُكْنِي اَدِينُ لِدِينِ جَدِّي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهِ.

وَ اِنِّي اَقْدِرُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ وَحْدِي، وَ لٰكِنِّى كَاَنِّى اَنْظُرُ اِلٰى اَبْنٰائِكُمْ وٰاقِفِينَ عَلٰى اَبْوٰابِ اَبْنٰائِهِمْ يَسْتَسْقُونَهُمْ وَ يَسْتَطْعِمُونَهُمْ بِمٰا جَعَلَ اللّٰهُ لَهُمْ، فَلاٰيُسْقَونَ وَ لاٰ يُطْعَمُونَ، فَبُعْداً وَ سُحْقاً لِمٰا كَسَبَتْهُ اَيْدِيهِمْ، وَ سَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ.

(٣٨) خطبته عليه السلام

لما لامه بعض الناس على بيعته

وَيْحَكُمْ مٰا تَدْرُونَ مٰا عَمِلْتُ، وَ اللّٰهِ الَّذِي عَمِلْتُ خَيْرٌ لِشِيعَتِي مِمّٰا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ اَوْ غَرَبَتْ، اَلاٰتَعْلَمُونَ اَنِّي اِمٰامُكُمْ وَ مُفْتَرَضُ الطّٰاعَةِ عَلَيْكُمْ، وَ اَحَدُ

امام علیہ السلام نے فرمایا:

تم پر ہلاکت ہو۔ میں قسم کھاتا ہوں کہ معاویہ نے میرے قتل کے بارے میں جو تم سے وعدہ کیا ہے، وہ کبھی پورا نہ کرے گا، اور میں جانتا ہوں کہ اگر اپنا ہاتھ اُس کے ہاتھ میں دے دوں اور اپنے آپ کو اس کے سپرد کردوں تو وہ مجھے اپنے نانا کے دین پر بھی نہیں رہنے دے گا۔

میں تو اکیلا بھی خدا کی عبادت کر سکتا ہوں لیکن مجھے تمہاری اولاد کی فکر ہے کہ جو اُن کے گھروں کے اردگرد جمع ہے اور جو خدا نے ان کو دے رکھا ہے، اُس کے بدلے وہ اُن سے پانی اور کھانے کو مانگ رہے ہیں۔ لیکن وہ ان کو دیتے نہیں ہیں۔ پس دوری اور عذاب ہے اُن لوگوں کیلئے، اس وجہ سے جو انہوں نے اپنے ہاتھوں سے کیا ہے، اور ظالم لوگ بہت جلد جان لیں گے کہ اُن کا ٹھکانا کیا ہے۔ (علل الشرائع، شیخ صدوقؒ، ج ۱، ص ۲۲۰)۔

۳۸۔ آنحضرتؑ کا خطبہ جب آنحضرتؑ کو بیعت کرنے کی وجہ سے لوگ ملامت کرنے لگے

ہلاکت ہو تم پر، کیا تم نہیں جانتے کہ میں نے کیا کام کیا ہے؟ خدا کی قسم! میں نے ایسا کام کیا ہے جو ہمارے شیعوں کیلئے اُن تمام چیزوں سے بہتر ہے جن پر سورج طلوع و غروب ہوتا ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ میں نصِ پیغمبرؐ کے ساتھ تمہارا امامؑ ہوں اور میری اطاعت تم پر واجب ہے۔

سَيِّدَيْ شَبابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ بِنَصٍّ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ عَلَيَّ؟

قالوا: بلى، قال:

اَمٰا عَلِمْتُمْ اَنَّ الْخِضْرَ لَمّٰا خَرَقَ السَّفِينَةَ وَ اَقٰامَ الْجِدٰارَ وَ قَتَلَ الْغُلاٰمَ، كٰانَ ذٰلِكَ سٰاخِطاً لِمُوسَى بْنِ عِمْرٰانَ عَلَيْهِ السَّلاٰمُ، اِذْ خَفِيَ عَلَيْهِ وَجْهُ الْحِكْمَةِ فِي ذٰلِكَ، وَ كٰانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ تَعٰالَى ذِكْرُهُ حِكْمَةً وَ صَوٰاباً.

اَمٰا عَلِمْتُمْ اَنَّهُ مٰا مِنّٰا اَحَدٌ اِلاّٰ وَ يَقَعُ فِي عُنُقِهِ بَيْعَتُهُ لِطٰاغِيَةِ زَمٰانِهِ، اِلاَّ الْقٰائِمَ الَّذِي يُصَلِّي خَلْفَهُ رُوحُ اللّٰهِ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلاٰمُ، فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ يخْفِي وِلاٰدَتَهُ وَ يُغيِبُ شَخْصَهُ، لِئَلاّٰ يَكونَ لِاَحَدٍ فِي عُنُقِهِ بَيْعَةٌ اِذٰا خَرَجَ.

ذٰاكَ التّٰاسِعُ مِنْ وُلْدِ اَخِي الْحُسَيْنِ، اِبْنِ سَيِّدَةِ النِّسٰاءِ، يُطِيلُ اللّٰهُ عُمْرَهُ فِي غَيْبَتِهِ، ثُمَّ يظْهِرُهُ بِقُدْرَتِهِ، فِي صُورَةِ شٰابٍّ دُونَ الاَرْبَعِينَ سَنَةً، ذٰلِكَ لِيُعْلَمَ اَنَّ اللّٰهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ.

اور جوانانِ جنت کے سرداروں میں سے ایک سردار ہوں۔

تمام لوگوں نے کہا کہ ہاں۔امامؑ نے فرمایا:

کیا تم نہیں جانتے کہ جب حضرت خضرؑ نے کشتی میں سوراخ، دیوار کو تعمیر اور لڑکے کو قتل کیا تو موسیٰؑ کو بڑا غصہ آیا کیونکہ ان کاموں کی دلیل اور وجہ اُن کے لئے پوشیدہ تھی۔ لیکن خدا کے نزدیک وہ حکمت کے مطابق اور صحیح تھا؟ کیا تم نہیں جانتے کہ ہم اہل بیتؑ میں سے کوئی فرد بھی ایسا نہیں ہے جس کی گردن پر طاغوت کی طرف سے بیعت موجود ہے سوائے قائمؑ آلؑ محمدؐ کے جن کے پیچھے روح اللہ عیسیٰؑ ابن مریمؑ نماز پڑھیں گے۔ خدا اُس کی ولادت کو پوشیدہ اور خفیہ رکھے گا، یہاں تک کہ اُس کے ظہور کے وقت کسی کی بیعت اُس کی گردن پر نہ ہوگی۔

وہ میرے بھائی حسینؑ کا نواں بیٹا ہے۔ وہ عورتوں کی سردار کا بیٹا ہے۔ خدا اُس کی غیبت میں اُس کی عمر کو لمبا کردے گا۔ پھر قدرتِ خدا اُسے چالیس سال کے جوان کی طرح بنا دے گی اور یہ اس لئے ہے تاکہ وہ جان لیں کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔(احتجاج طبرسی، ج۲،ص۹)۔

(٣٩) خطبته عليه السلام

في علّة صلحه

إِنَّما هادَنْتُ حَقْناً لِلدِّماءِ وَ صِيانَتِها، وَ إِشْفاقاً عَلى نَفْسِي وَ أَهْلِي وَ الْمُخْلِصِينَ مِنْ أَصْحابِي.

(٤٠) خطبته عليه السلام

بعد أن طلب أصحابه نقض بيعته

أَنْتُمْ شِيعَتُنا وَ أَهْلُ مَوَدَّتِنا، فَلَوْ كُنْتُ بِالْحَزْمِ فِي أَمْرِ الدُّنْيا أَعْمَلُ، وَ لِسُلْطانِها أَرْكضُ وَ أَنْصَبُ، ما كانَ مُعاوِيَةُ بِأَبْأَسَ مِنِّي بَأْساً، وَ لا أَشَدَّ شَكِيمَةً، وَ لا أَمْضى عَزِيمَةً، وَ لكِنِّي أَرى غَيْرَ ما رَأَيْتُمْ، وَ ما أَرَدْتُ بِما فَعَلْتُ إِلاّ حَقْنَ الدِّماءِ.

فَارْضُوا بِقَضاءِ اللّهِ وَ سَلِّمُوا لِأَمْرِهِ، وَ الْزَمُوا بُيُوتَكُمْ وَ أَمْسِكُوا - او قال: - كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ حَتّى يَسْتَرِيحَ بِرٌّ أَوْ يُسْتَراحَ مِنْ فاجِرٍ.

۳۹۔ آنحضرتؑ کا خطبہ صلح کے سبب کے متعلق

خونریزی سے بچنے اور حفاظت کیلئے اور اپنی، اپنے خاندان اور اپنے مخلص ساتھیوں کی حفاظت کی خاطر میں نے صلح کی ہے۔ (تنزیۃ الانبیا، سید مرتضیٰؒ، ص ۱۶۹)۔

۴۰۔ آنحضرتؑ کا خطبہ جب حضرتؑ کے اصحاب نے چاہا کہ بیعت کو توڑدیں

تم ہمارے شیعہ اور دوست ہو۔ اگر میں چاہتا کہ میری کوشش دنیاوی امور میں ہو اور میں دنیاوی طاقت کی فکر میں ہوتا تو اس معاملہ میں معاویہ مجھ سے طاقتور اور قوت مند اور ارادہ میں آگے نہ تھا۔ لیکن میرا ارادہ وہ نہیں ہے جو تم سوچ رہے ہو اور جو کام میں نے کیا ہے، وہ خونریزی سے بچنے کیلئے کیا ہے۔

پس خدا کے فیصلہ کے ساتھ راضی ہو جاؤ اور اُس کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کردو اور اپنے گھروں میں خاموشی کے ساتھ رہو۔ یا امامؑ نے یہ فرمایا کہ اپنے آپ کو روکے رکھو تاکہ نیک آدمی سکون کے ساتھ رہ سکیں یا ظالم شخص سے راحت میں رہیں۔ (طبری، ج ۲، ص ۱۶۹)۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تیسری فصل

آنحضرتؑ کے مناظرے

- معاویہ کے نزدیک اپنے والد کی فضیلت میں۔
- اپنی شان اور مخالفوں کے عیوب میں۔
- فضیلتِ اہل بیتؑ میں اور اس بارے کہ خلافت کے صرف یہی سزاوار ہیں۔
- عمرو بن عاص اور ابن زیاد کے ساتھ۔
- عبداللہ بن زبیر کے ساتھ۔
- مروان بن حکم کے ساتھ۔
- عمرو بن عاص کے ساتھ۔
- عمرو بن عاص کے ساتھ۔
- عمرو بن عاص کے ساتھ۔
- معاویہ ابن ابی سفیان کے ساتھ۔
- معاویہ ابن ابی سفیان کے ساتھ۔
- ولید بن عقبہ کے ساتھ۔
- یزید بن معاویہ کے ساتھ۔
- حبیب بن مسلمہ فہری کے ساتھ۔
- حسن بصری کے ساتھ توحید کے متعلق۔

(١) مناظرته عليه السلام
في فضل أبيه

اجتمع عند معاوية بن ابي سفيان، عمرو بن عثمان بن عفان و عمرو بن العاص، و عتبة بن أبي سفيان، والوليد بن عقبة بن ابي معيط، و المغيرة بن أبي شعبة، و قد تواطؤوا على أمر واحد.

فقال عمرو بن العاص لمعاوية: ألا تبعث الى الحسن بن علي فتحضره، فقد أحيا سنّة أبيه، و خفقت النعال خلفه، أمر فأطيع و قال فصدّق، و هذان يرفعان به إلى ما هو أعظم منهما، فلو بعثت اليه فقصّرنا به و بأبيه، و سببناه و سببنا أباه، و صغرنا بقدره و قدر أبيه، و قعدنا لذلك حتّى صدق لك فيه.

فقال لهم معاوية: انّي أخاف أن يقلّدكم قلائد، يبقى عليكم عارها، حتّى تدخلكم قبوركم، و اللّٰه ما رأيته قطّ الّا كرهت جنابه و هبت عتابه، و إنّي إن بعثت إليه لانصفنّه منكم.

فبعثوا إلى الحسن عليه السلام، فلّما أتاه الرّسول قال له: يدعوك معاوية، قال: و من عنده؟ قال الرسول: عنده فلان و فلان، و سمّى

۱۔ آنحضرتؑ کا مناظرہ معاویہ کے پاس اپنے والدؑ بزرگوار کی شان میں

معاویہ کے پاس عمرو بن عثمان بن عفان، عمرو بن عاص، عتبہ بن ابی سفیان، ولید بن عقبہ بن ابی معیط اور مغیرہ بن شعبہ جمع تھے اور سب کا ایک ہی مقصد تھا، (آنحضرتؑ کو کمزور کرنا)۔

عمرو بن عاص نے معاویہ سے کہا کہ حسنؑ بن علیؑ کے پاس کسی کو کیوں نہیں بھیجتے تا کہ اُس کو بلاؤ کیونکہ اُس نے اپنے والد کی سنت کو زندہ کیا ہوا ہے اور بہت سے لوگ اُس کے اردگرد جمع ہیں۔ وہ حکم دیتا ہے اور اُس کا حکم مانا جاتا ہے۔ وہ بات کرتا ہے اور اُس کی بات قبول کی جاتی ہے۔ یہ دو باتیں اُسے بلند مقام پر لے گئی ہیں۔ اگر تو کسی کو بھیج کر اُسے بلائے تو ہم اُسے اور اُس کے باپ کو کمزور کریں اور اُسے اور اُس کے باپ کو گالیاں دیں اور اُس کی اور اُس کے باپ کی بے عزتی اور توہین کریں تا کہ وہ ہماری بات مان لے۔

معاویہ نے کہا کہ میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ کہیں تمہارے گلے میں ایسا ہار نہ پہنا دے جو قبر تک تمہارے لئے شرم کا باعث بنا رہے۔ خدا کی قسم! جب بھی اُسے دیکھتا ہوں تو ناپسند کرتا ہوں اور اُس سے مجھے ڈر لگتا ہے، اور اگر کسی کو اُس کے پاس بلانے کیلئے بھیجوں تو تمہارے درمیان انصاف سے پیش آؤں گا۔

پھر آنحضرتؑ کی طرف کسی کو بھیجا۔ جب وہ آدمی حضرتؑ کے پاس آیا تو اُس نے کہا کہ معاویہ نے آپؑ کو بلایا ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اُس کے پاس کون کون

كلاً منهم باسمه، فقال الحسن عليه السلام: ما لهم خرّ عليهم السّقف من فوقهم و أتاهم العذاب من حيث لا يشعرون.

فلمّا أتى معاوية رحّب به و حيّاه و صافحه، فقال معاوية: أجل، انّ هؤلاء بعثوا إليك و عصوني ليقرّوك انّ عثمان قتل مظلوماً، و انّ أباك قتله، فاسمع منهم ثمّ اجبهم بمثل ما يكلّمونك، فلا يمنعك مكاني من جوابهم.

فقال الحسن عليه السلام: فسبحان الله، البيت بيتك و الاذن فيه إليك، و الله لئن أجبتهم الى ما أرادوا انّي لأستحيي لك من الفحش، و ان كانوا غلبوك على ما تريد، إنّي لأستحيي لك من الضعف، فبأيّهما تقرّ و من أيّهما تعتذر، و اما انّي لو علمت بمكانهم و اجتماعهم لجئت بعدّتهم من بني هاشم، مع انّي مع وحدتي هم أوحش منّي من جمعهم، فانّ الله عزّ و جلّ لوليّي اليوم و فيما بعد اليوم، فمرهم فليقولوا فاسمع، و لا حول و لا قوة الاّ بالله العلي العظيم.

ثم تكلّموا كلّهم،و كان كلامهم و قولهم كلّه وقوعاً في علي عليه السلام، ثمّ سكتوا، فتكلّم ابو محمد الحسن بن علي عليه السلام فقال:

ہیں؟ آنے والے نے کہا کہ اُس کے نزدیک فلاں فلاں شخص ہیں اور اُن کے نام لئے۔

امامؑ نے فرمایا کہ انہیں کیا ہوگیا؟ ان کے سروں پر دیوار کیوں نہیں گرتی اور ان کے سروں پر اُس جگہ سے عذابِ خدا کیوں نہیں آتا جہاں سے انہیں گمان تک نہ ہو۔

جب امام علیہ السلام معاویہ کے پاس پہنچے تو اس نے حضرتؑ کا بڑا استقبال کیا، اور اُنؑ کے ساتھ ہاتھ ملایا۔ معاویہ نے کہا: اس گروہ نے میری بات نہیں مانی اور آپؑ کو بلانے کیلئے آدمی کو بھیج دیا تا کہ آپؑ سے اقرار کروائیں کہ عثمان مظلوم قتل ہوا ہے اور اُسے آپ کے باپ نے قتل کیا ہے۔ ان کی گفتگو سن کو اُس کے مطابق جواب دیں۔ میں آپؑ کو بات کرنے سے نہیں روکوں گا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ گھر تیرا گھر ہے اور اس میں اجازت بھی تیری طرف سے ہوگی۔ خدا کی قسم! اگر میں انہیں جواب دوں گا تو تجھے بُرا کہنے سے حیا کروں گا اور اگر یہ لوگ تیرے ارادے پر غالب آگئے تو تیری کمزوری سے مجھے شرم آئے گی۔ کس بات کا اقرار اور کس چیز سے معذرت چاہتے ہو؟ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ اتنے سارے لوگ جمع ہیں تو میں بھی بنی ہاشم سے اتنے جوان اپنے ساتھ لے آتا۔ اگر چہ یہ لوگ مجھ اکیلے سے زیادہ خوف رکھتے ہیں اس سے، جتنا میں ان سب سے رکھتا ہوں۔ خدا آج اور باقی دنوں میں میرا سرپرست ہوگا۔ ان سے کہو کہ جو کہنا چاہتے ہیں، کہیں، میں سنتا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذي هَدىٰ اَوَّلَكُمْ بِاَوَّلِنا، و اٰخِرَكُمْ بِاٰخِرِنا، وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلى جَدّي مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ وَ اٰلِهِ وَ سَلَّمَ، اِسْمَعُوا مِنّي مَقالَتي وَ اَعيرُوني فَهْمَكُمْ، وَ بِكَ اَبْدَأُ يا مُعاوِيَةُ، اِنَّهُ لَعَمْرُ اللّٰهِ يا اَزْرَقُ ما شَتَمَني غَيْرُكَ وَ ما هٰؤُلاءِ شَتَمُوني، وَ لا سَبَّني غَيْرُكَ وَ ما هٰؤُلاءِ سَبُّوني، وَ لٰكِنْ شَتَمْتَني وَ سَبَبْتَني، فُحْشاً مِنْكَ وَ سُوءَ رَأْيٍ، وَ بَغْياً وَ عُدْواناً، وَ حَسَداً عَلَيْنا وَ عَداوَةً لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهِ قَديماً وَحَديثاً.

وَ اِنَّهُ وَ اللّٰهِ لَوْ كُنْتُ اَنا وَ هٰؤُلاءِ يا اَزْرَقُ مُشاوِرينَ في مَسْجِدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهِ، و حَوْلَنَا الْمُهاجِرُونَ وَالْاَنْصارُ ما قَدَرُوا اَنْ يَتَكَلَّمُوا بِهِ وَ لَااسْتَقْبَلُوني بِمَا اسْتَقْبَلُوني بِه.

فَاسْمَعُوا مِنّي اَيُّهَا الْمَلَأُ الْمُجْتَمِعُونَ الْمُتَعاوِنُونَ عَلَيَّ، وَ لا تَكْتُمُوا حَقّاً عَلِمْتُمُوهُ، وَ لا تُصَدِّقُوا بِباطِلٍ اِنْ نَطَقْتُ بِهِ، وَ سَأَبْدَأُ بِكَ يا مُعاوِيَةُ ،وَ لا اَقُولُ فيكَ اِلاّٰ دُونَ ما فيكَ.

ہوں اور عظمت و بلندی والے خدا کے علاوہ کسی کی طاقت و قوت نہیں ہے۔

پھر اُن سب نے گفتگو کی، اور سب کی گفتگو اور کلام علی علیہ السلام کی برائی بیان کرنے کے متعلق تھی۔ پھر وہ سب خاموش ہو گئے اور امام علیہ السلام نے اپنی گفتگو شروع کی اور فرمایا:

تمام تعریفیں اُس خدا کیلئے ہیں کہ جس نے ہمارے بزرگوں کے ذریعے سے تمہارے بزرگوں کی ہدایت کی اور ہمارے بعد میں آنے والوں کے سبب تمہارے بعد والوں کی ہدایت کی؛ اور خدا کا درود ہو محمدؐ اور اُن کی اہل بیتؑ پر۔ میری بات سنو اور اُس میں غور و فکر کرو، اور اے معاویہ! میں تجھ سے شروع کرتا ہوں۔ خدا کی قسم! اے معاویہ! ان لوگوں نے مجھے گالیاں نہیں دیں بلکہ تو نے مجھے گالیاں دی ہیں۔ ان لوگوں نے مجھے بُرا بھلا نہیں کہا بلکہ تو نے کہا ہے، اور یہ سب کام تیری طرف سے ہوا ہے، اور یہ اس لئے ہے کہ تو پہلے سے اور اب بھی ہمارے ساتھ اور محمدؐ کے ساتھ دشمنی رکھتا ہے۔ تیرے دل میں بغض و حسد، ظلم و زیادتی اور برائی ہمارے اور محمدؐ کے متعلق موجود ہے۔

خدا کی قسم! اگر میں اور یہ لوگ مسجد نبویؐ میں ہوتے اور وہاں مہاجرین اور انصار بھی موجود ہوتے تو ان کی جرأت نہ تھی کہ ایسی باتیں کرتے، اور ایسے مطالب کو بیان کرنے پر ان کی طاقت نہ تھی۔

أُنْشِدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُونَ اَنَّ الرَّجُلَ الَّذِي شَتَمْتُمُوهُ صَلَّى الْقِبْلَتَيْنِ كِلْتَيْهِمٰا، وَ اَنْتَ تَرٰاهُمٰا جَمِيعاً، وَ اَنْتَ فِي ضَلاٰلَةٍ تَعْبُدُ اللاّٰتَ وَ الْعُزّٰى، وَ بٰايَعَ الْبَيْعَتَيْنِ كِلْتَيْهِمٰا بَيْعَةَ الرِّضْوٰانِ وَ بَيْعَةَ الْفَتْحِ، وَ اَنْتَ يٰا مُعٰاوِيَةُ بِالْاُوْلىٰ كٰافِرٌ وَ بِالْاُخْرىٰ نٰاكِثٌ؟

ثم قال:

أُنْشِدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُونَ اَنَّ مٰا اَقُولُ حَقّاً، اِنَّهُ لَقِيَكُمْ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهِ يَوْمَ بَدْرٍ وَ مَعَهُ رٰايَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهِ وَ الْمُؤْمِنِينَ، وَ مَعَكَ يٰا مُعٰاوِيَةُ رٰايَةُ الْمُشْرِكِينَ، وَ اَنْتَ تَعْبُدُ اللاّٰتَ وَ الْعُزّٰى، وَ تَرىٰ حَرْبَ رَسُولِ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهِ فَرْضاً وٰاجِباً؟ وَ لَقِيَكُمْ يَوْمَ اُحُدٍ وَ مَعَهُ رٰايَةُ النَّبِيِّ، وَ مَعَكَ يٰا مُعٰاوِيَةُ رٰايَةُ الْمُشْرِكِينَ؟ وَ لَقِيَكُمْ يَوْمَ الْاَحْزٰابِ وَ مَعَهُ رٰايَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهِ وَ مَعَكَ يٰا مُعٰاوِيَةُ رٰايَةُ الْمُشْرِكِينَ؟

كُلُّ ذٰلِكَ يُفْلِجُ اللّٰهُ حُجَّتَهُ وَ يَحِقُّ دَعْوَتَهُ وَ يُصَدِّقُ

اے اس جگہ میرے خلاف جمع ہونے والے گروہ کے افراد! سنو! اور جس حق کو تم جانتے ہو، اُسے چھپانے کی کوشش نہ کرنا۔ اگر میں غلط بات کروں تو اُس کی تصدیق نہ کرنا اور اے معاویہ! میں تجھ سے شروع کرتا ہوں اور میں کم ہی کہوں گا اُس سے جو تجھ میں ہے۔

تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ جس شخص کو تم نے گالیاں دی ہیں، اُس نے دو قبلوں (بیت المقدس، کعبہ) کی طرف نماز پڑھی ہے اور تو نے ان دونوں قبلوں کو اُس وقت دیکھا ہے جب تو کفر کی حالت میں تھا اور گمراہ تھا، اور لات وعزیٰ کی پوجا کرتا تھا، اور اُس نے دو دفعہ بیعت کی یعنی بیعتِ رضوان اور بیعتِ فتح مکہ، جبکہ تو اے معاویہ! پہلی بیعت کے وقت کافر تھا اور دوسری بیعت کو تو نے توڑ دیا۔ پھر فرمایا:

تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ کیا جو میں کہہ رہا ہوں، وہ حق ہے؟ اُس نے تیرے ساتھ اُس وقت ملاقات کی جب وہ پیغمبرؐ کے ساتھ جنگِ بدر میں تھا، اور وہ پیغمبرؐ اور مومنون کے پرچم کو اٹھائے ہوئے تھا، اور اے معاویہ! تیرے ساتھ مشرکوں کا پرچم تھا اور تو لات وعزیٰ کی پوجا کرتا تھا، اور تو پیغمبرؐ کے ساتھ جنگ ایک واجب وضروری کام شمار کرتا تھا، اور اُس نے جنگِ اُحد میں اُس وقت سامنا کیا جب اُس کے ساتھ رسولِ خداؐ کا پرچم تھا، اور اے معاویہ! تیرے ہاتھ میں مشرکین کا پرچم تھا، اور جنگِ خندق میں اُس وقت تیرے سامنے آیا جب اُس کے ہاتھ میں رسولِ خداؐ کا پرچم تھا اور تیرے

أُحْدُوثَتَهُ، وَ يَنْصُرُ رايَتَهُ، وَكُلُّ ذٰلِكَ رَسُولُ اللّٰهِ يُرىٰ عَنْهُ راضِياً فِي الْمَواطِنِ كُلِّها ساخِطاً عَلَيْكَ.

ثُمَّ أُنْشِدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُونَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ حاصَرَ بَنِي قُرَيْظَةَ وَ بَنِي النَّضِيرِ، ثُمَّ بَعَثَ عُمَرَ بْنَ الْخَطّابِ وَ مَعَهُ رايَةُ الْمُهاجِرِينَ، وَ سَعْدَ بْنَ مَعاذٍ وَ مَعَهُ رايَةُ الْاَنْصارِ، فَاَمّا سَعْدُ بْنُ مَعاذٍ فَخَرَجَ وَ حُمِلَ جَرِيحاً، وَ اَمّا عُمَرُ فَرَجَعَ هارِباً، وَ هُوَ يُجَبِّنُ اَصْحابَهُ وَ يُجَبِّنُهُ اَصْحابُهُ، فَقالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: لَاُعْطِيَنَّ الرّايَةَ غَداً رَجُلاً يُحِبُّ اللّٰهَ وَ رَسُولَهُ، وَ يُحِبُّهُ اللّٰهَ وَ رَسُولَهُ، كَرّارٌ غَيْرُ فَرّارٍ، ثُمَّ لا يَرْجِعُ حَتّىٰ يَفْتَحَ اللّٰهُ عَلىٰ يَدَيْهِ.

فَتَعَرَّضَ لَها اَبُوبَكْرٍ وَ عُمَرُ وَ غَيْرُهُما مِنَ الْمُهاجِرِينَ وَ الْاَنْصارِ، وَ عَلِيٌّ يَوْمَئِذٍ اَرْمَدُ شَدِيدُ الرَّمَدِ، فَدَعاهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَتَفَلَ فِي عَيْنِهِ، فَبَرَأَ مِنْ رَمَدِهِ، وَ اَعْطاهُ الرّايَةَ فَمَضىٰ، وَ لَمْ يَثْنِ حَتّىٰ فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بِمَنِّهِ وَ طَوْلِهِ، وَ اَنْتَ يَوْمَئِذٍ بِمَكَّةَ عَدُوٌّ لِلّٰهِ

ہاتھ میں مشرکوں کا جھنڈا تھا۔

یہاں تک کہ خدا نے میرے والد کے دستِ مبارک سے مسلمانوں کو کامیاب کیا اور اپنی حجت کو واضح وروشن کیا، اور اپنے دین کی مدد کی، اور اُس کی بات کی تصدیق کی، اور ان سب موقعوں پر رسولِؐ خدا اُس سے راضی تھے، اور تجھ سے ناراض تھے۔

پھر تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ رسولِؐ خدا نے بنی قریظہ اور بنی نضیر کا محاصرہ کیا ہوا تھا، اور اُس وقت مہاجرین کا علم عمر بن خطاب کے ہاتھ میں تھا اور انصار کا پرچم سعد بن معاذ کے ہاتھ میں تھا۔ ان کو جنگ کیلئے بھیجا۔ سعد بن معاذ جنگ کیلئے گیا اور زخمی واپس آیا، اور عمر بھاگ کر واپس آ گیا، اور حالت یہ تھی کہ اُس کے ساتھی اُسے ڈرا رہے تھے، اور وہ اپنے ساتھیوں کو ڈرا رہا تھا۔ رسولِؐ خدا نے فرمایا کہ کل میں اُس کو علم دوں گا جو خدا اور اُس کے رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور اُس کا رسولؐ اُسے دوست رکھتے ہیں۔ جو بڑھ بڑھ کر حملے کرنے والا ہے اور بھاگنے والا نہیں ہے۔ وہ اُس وقت تک واپس نہ آئے گا جب تک خدا اُس کے ہاتھ پر فتح عطا نہ کر دے۔

ابوبکر اور عمر اور دوسرے مہاجرین اور انصار اپنے آپ کو رسولِؐ خدا کے سامنے پیش کر رہے تھے تاکہ وہ اس فضیلت کیلئے منتخب ہو جائیں۔ علی علیہ السلام اُس دن بیمار تھے۔ اُن کی آنکھوں میں درد تھا۔ رسولِؐ خدا نے انہیں اپنے پاس بلایا اور اُن کی

وَ لِرَسُولِهِ؟ فَهَلْ يَسْتَوِي بَيْنَ رَجُلٍ نَصَحَ لِلّٰهِ وَ لِرَسُولِهِ، وَ رَجُلٌ عٰادَى اللّٰهَ وَ رَسُولَهُ؟ ثُمَّ أُقْسِمُ بِـاللّٰهِ مٰـا اَسْـلَمَ قَلْبُكَ بَعْدُ، وَ لٰكِنَّ اللِّسٰانَ خٰائِفٌ فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمٰا لَيْسَ فِي الْقَلْبِ!

أُنْشِدُكُمْ بِاللّٰهِ اَتَعْلَمُونَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَـلَّى اللّٰـهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ اِسْتَخْلَفَهُ عَلَى الْـمَدِينَةِ فِـي غَـزْوَةِ تَـبُوكَ، وَ لاٰ سَخَطَهُ ذٰلِكَ وَ لاٰ كَرِهَهُ، وَ تَكَلَّمَ فِيهِ الْمُنٰافِقُونَ، فَقٰالَ: لا تُخْلِفْنِي يٰا رَسُولَ اللّٰهِ فَإِنِّي لَمْ اَتَخَلَّفْ عَنْكَ فِي غَزْوَةٍ قَطُّ، فَقٰالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: اَنْتَ وَصِيِّي وَ خَلِيفَتِي فِي اَهْلِي بِمَنْزِلَةِ هٰارُونَ مِنْ مُوسىٰ، ثُمَّ اَخَـذَ بِيَدِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلاٰمُ، فَقٰالَ: اَيُّهَا النّٰاسُ مَنْ تَوَلاّٰنِي فَقَدْ تَوَلَّى اللّٰهَ، وَ مَنْ تَوَلّٰىٰ عَلِيّاً فَقَدْ تَوَلاّٰنِي، وَ مَنْ اَطٰاعَنِي فَقَدْ اَطٰاعَ اللّٰهَ، وَ مَنْ اَطٰاعَ عَلِيّاً فَـقَدْ اَطـٰاعَنِي، وَ مَـنْ اَحَبَّنِي فَقَدْ اَحَبَّ اللّٰهَ، وَ مَنْ اَحَبَّ عَلِيّاً فَقَدْ اَحَبَّنِي.

ثم قال:

أُنْشِدُكُمْ بِاللّٰهِ اَتَعْلَمُونَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَـلَّى اللّٰـهُ

آنکھوں میں لعابِ دہن لگایا۔ وہ ٹھیک ہو گئے۔ رسولِ خدا نے علم دیا اور وہ اس وقت تک واپس نہ لوٹے جب تک خدا نے ان کے ہاتھ پر فتح عطا نہ کردی، اور تو اے معاویہ! اُس دن مکہ میں تھا۔

اور خدا اور رسولؐ کا دشمن شمار ہوتا تھا۔ کیا وہ شخص جو خدا اور رسولِ خدا کی مدد کرے اور وہ جو خدا کا اور رسولِ خدا کا دشمن ہو، برابر ہیں۔ پھر میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ ابھی بھی تیرا دل ایمان نہیں لایا لیکن تیری زبان ڈرتی ہے۔ اس لئے جو دل میں نہیں ہے، وہ کہتا ہے۔

تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں، کیا تم نہیں جانتے کہ رسولِ خدا نے اُسے جنگِ تبوک میں اپنے جانشین اور خلیفہ کے طور پر بس ٹھہرایا تھا، اس حالت میں کہ نہ تو وہ اُسے دشمن رکھتا تھا، اور نہ ہی اُس سے ناراض تھا۔ منافقین نے اس بارے میں بڑی باتیں کیں، اور اس چیز کو علیؑ کیلئے ایک عیب کے طور پر پیش کیا۔ علی علیہ السلام نے کہا: یا رسول اللہ! مجھے شہر میں پیچھے نہ چھوڑیئے کیونکہ آج تک میں نے کسی جنگ میں بھی آپ کو اکیلا نہیں چھوڑا۔ رسولِ خدا نے فرمایا کہ تم میرے خاندان میں میرے خلیفہ اور میرے وصی ہو جیسے ہارونؑ موسیٰؑ کیلئے تھے۔ اُس وقت علیؑ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: اے لوگو! جو بھی مجھے دوست رکھے گا وہ خدا کو دوست رکھے گا، اور جو بھی علیؑ کو دوست رکھے گا، وہ مجھے دوست رکھے گا، اور جس نے میری اطاعت کی، اُس نے خدا کی اطاعت کی، اور جس نے بھی علیؑ کی اطاعت کی، اُس نے میری اطاعت کی اور جس نے مجھے دوست رکھا، خدا کو دوست رکھا اور جس نے بھی علیؑ کو دوست رکھا، اُس نے خدا کو دوست رکھا۔

عَلَيْهِ وَ آلِهِ قالَ في حجَّةِ الْوَداعِ: اَيُّهَا النّاسُ! إنّي قَدْ تَرَكْتُ فيكُمْ ما لَمْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ، كِتابَ اللّهِ وَ عِتْرَتي اَهْلَ بَيْتي، فَاَحِلُّوا حَلالَهُ وَ حَرِّمُوا حَرامَهُ، وَ اعْمَلُوا بِمُحْكَمِهِ وَ آمِنُوا بِمُتَشابَهِهِ، وَ قُولوا : آمَنّا بِما اَنْزَلَ اللّهُ مِنَ الْكِتابِ، وَ اَحِبُّوا اَهْلَ بَيْتي وَ عِتْرَتي، وَ والُوا مَنْ والاهُمْ وَ انْصُرُوهُمْ عَلى مَنْ عاداهُمْ، وَ اِنَّهُما لَنْ يَزالا فيكُمْ حَتّىٰ يَرِدا عَلَيَّ الْحَوْضَ يَوْمَ الْقِيامَةِ.

ثُمَّ دَعا وَ هُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ عَلِيّاً فَاجْتَذَبَهُ بِيَدِهِ فَقالَ: اَللّهُمَّ والِ مَنْ والاهُ، وَ عادِ مَنْ عاداهُ ،اَللّهُمَّ مَنْ عادىٰ عَلِيّاً فَلا تَجْعَلْ لَهُ فِي الْاَرْضِ مَقْعَداً، وَ لا فِي السَّماءِ مَصْعَداً، وَ اجْعَلْهُ فِي اَسْفَلِ دَرَكٍ مِنَ النّارِ.

وَ اُنْشِدُكُمْ بِاللّهِ اَتَعْلَمُونَ اَنَّ رَسُولَ اللّهِ صَلَّى اللّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قالَ لَهُ : اَنْتَ الذّائِدُ عَنْ حَوْضي يَوْمَ الْقِيامَةِ، تَذودُ عَنْهُ كَما يَذُودُ اَحَدُكُمُ الْغَريبَةَ مِنْ وَسَطِ اِبِلِهِ.

اُنْشِدُكُمْ بِاللّهِ اَتَعْلَمُونَ اَنَّهُ دَخَلَ عَلى رَسُولِ اللّهِ صَلَّى اللّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ في مَرَضِهِ الَّذي تُوُفِّيَ فيهِ، فَبَكىٰ

پھر فرمایا: تمہیں خدا کی قسم، کیا تم جانتے ہو کہ رسولِ خداؐ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: اے لوگو! میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جارہا ہوں۔ اس کے بعد تم ہرگز گمراہ نہ ہونا، اللہ کی کتاب اور میرے اہل بیتؑ۔ قرآن کے حلال کو حلال جانو اور قرآن کے حرام کو حرام سمجھو۔ اس کے واضح اور روشن احکام پر عمل کرو اور مشتبہ اور غیر واضح احکام پر ایمان لاؤ، اور کہو کہ جو کچھ خدا نے قرآن میں نازل فرمایا ہے، اس پر ایمان لائے، اور میرے اہل بیتؑ سے محبت کرو۔ جو ان سے محبت کرے گا، وہ مجھ سے محبت کرے گا، اور دشمنوں کے مقابلے میں ان کی مدد کرو، اور یہ دو چیزیں تمہارے درمیان باقی رہیں گی، یہاں تک کہ قیامت کے دن حوضِ کوثر کے پاس مجھ پر وارد ہوں گی۔

پھر جبکہ رسولِ خداؐ منبر پر تھے، علیؑ کو اپنے پاس بلایا، اور اُسے اپنے ہاتھوں کے ساتھ پکڑ کر فرمایا: اے اللہ! علیؑ سے محبت کرنے والوں سے محبت رکھ، اور علیؑ سے دشمنی رکھنے والے کو دشمن رکھ۔ اے اللہ! جو علیؑ سے دشمنی رکھے، نہ زمین میں اُس کیلیئے کوئی ٹھکانا ہو، اور نہ آسمان کی طرف بھاگنے کا کوئی راستہ، اور اُسے آگ کے بدترین درجات میں قرار دے۔

تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ رسولِ خداؐ نے اُسے فرمایا کہ اے علیؑ! تو قیامت کے دن لوگوں کو حوضِ کوثر سے اس طرح دور کر رہے ہو گے جیسے ایک اجنبی

رَسُولُ اللّهِ صَلَّى اللّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقَالَ عَلِيٌّ: مَا يُبْكِيكَ يَا رَسُولُ اللّهِ؟ فَقَالَ: يُبْكِينِي أَنِّي أَعْلَمُ أَنّ لَكَ فِي قُلُوبِ رِجَالٍ مِنْ أُمَّتِي ضَغَائِنَ، لاٰ يَبْدُونَهَا لَكَ حَتّىٰ أَتَوَلّىٰ عَنْكَ؟

أُنْشِدُكُمْ بِاللّهِ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّهِ صَلَّى اللّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ حِينَ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ وَ اجْتَمَعَ عَلَيْهِ أَهْلُ بَيْتِهِ، قَالَ: اَللّٰهُمَّ هٰؤُلاٰءِ أَهْلُ بَيْتِي وَ عِتْرَتِي، اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالاٰهُمْ، وَ عَادِ مَنْ عَادَاهُمْ، وَ قَالَ: إِنَّمَا مَثَلُ أَهْلِ بَيْتِي فِيكُمْ كَسَفِينَةِ نُوحٍ، مَنْ دَخَلَ فِيهَا نَجَا، وَ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا غَرِقَ.

وَ أُنْشِدُكُمْ بِاللّهِ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ أَصْحَابَ رَسُولِ اللّهِ صَلَّى اللّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَدْ سَلَّمُوا عَلَيْهِ بِالْوِلاٰيَةِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّهِ صَلَّى اللّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ حَيَاتِهِ؟

وَ أُنْشِدُكُمْ بِاللّهِ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ عَلِيّاً أَوَّلُ مَنْ حَرَّمَ الشَّهَوَاتِ كُلَّهَا عَلىٰ نَفْسِهِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّهِ، فَأَنْزَلَ اللّهُ عَزَّ وَ جَلَّ: «يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لاٰ تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أُحِلَّ لَكُمْ وَ لاٰ تَعْتَدُوا إِنَّ اللّهَ لاٰ يُحِبُّ

اونٹ کو دوسرے اونٹوں سے دور کرتے ہو۔

تمہیں خدا کی قسم، کیا تم جانتے ہو کہ وہ جب رسولِ خداؐ کے پاس اُس وقت آیا جب وہ مرض الموت میں تھے تو پیغمبرؐ رونے لگے۔

علیؑ نے عرض کیا، یا رسول اللہؐ روتے کیوں ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ میری امت کے ایک گروہ کے دلوں میں کینہ موجود ہے۔ جب میں اس دنیا سے چلا جاؤں گا تو یہ اُسے ظاہر کریں گے۔

تمہیں خدا کی قسم، کیا تم جانتے ہو کہ جب رسولِ خداؐ کی وفات کا وقت تھا اور تمام اہل بیتؑ اُن کے پاس جمع تھے تو آپؐ نے فرمایا کہ: اے اللہ! یہ میرے اہل بیتؑ ہیں۔ ان کے دوستوں کو دوست رکھ اور ان کے دشمنوں کو دشمن رکھ، اور فرمایا: میرے اہل بیتؑ کی مثال نوح کی کشتی کی مانند ہے، جو بھی اس میں سوار ہو گیا، وہ نجات پا گیا اور جو بھی اس سے پیچھے رہ گیا، وہ ہلاک ہو گیا۔

تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ رسولِ خداؐ کے اصحاب حضرتؐ کے زمانے میں اور حضرتؐ کی زندگی میں ولی اور رہبر کہہ کر سلام کرتے تھے۔

تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ علیؑ اصحابِ پیغمبرؐ میں سے سب سے پہلے شخص ہیں جس نے دنیا کی لذتوں کو اپنے اوپر حرام قرار دیا تھا، اور خدا نے یہ آیت نازل کی اور فرمایا: (اے ایمان والو! پاک چیزیں جو تم پر حلال ہیں، انہیں اپنے اوپر حرام نہ کرو، اور تجاوز نہ کرو، بے شک خدا تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا، اور وہ

الْمُعْتَدِينَ ● وَ كُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلاٰلاً طَيِّباً وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي اَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ»، وَ كٰانَ عِنْدَهُ عِلْمُ الْمَنٰايٰا وَ عِلْمُ الْقَضٰايٰا وَ فَصْلُ الْكِتٰابِ، وَ رُسُوخُ الْعِلْمِ وَ مَنْزِلُ الْقُرْآنِ.

وَ كٰانَ رَهْطٌ لاٰ نَعْلَمُهُمْ يَتِمُّونَ عَشَرَةً نَبٰاَهُمُ اللّٰهُ اَنَّهُمْ مُؤْمِنُونَ، وَ اَنْتُمْ فِي رَهْطٍ قَرِيبٍ مِنْ عِدَّةٍ، اُولٰئِكَ لُعِنُوا عَلٰى لِسٰانِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ، فَاُشْهِدُ لَكُمْ وَ اُشْهِدُ عَلَيْكُمْ اَنَّكُمْ لُعَنٰاءُ اللّٰهِ عَلٰى لِسٰانِ نَبِيِّهِ كُلَّكُمْ.

وَ اُنْشِدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُونَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بَعَثَ اِلَيْكَ لِتَكْتُبَ لَهُ لِبَنِي خُزَيْمَةَ حِينَ اَصٰابَهُمْ خٰالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَانْصَرَفَ اِلَيْهِ الرَّسُولُ فَقٰالَ: هُوَ يَأْكُلُ، فَاَعٰادَ الرَّسُولَ اِلَيْكَ ثَلاٰثَ مَرّٰاتٍ، كُلُّ ذٰلِكَ يَنْصَرِفُ الرَّسُولُ اِلَيْهِ وَ يَقُولُ: هُوَ يَأْكُلُ، فَقٰالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: اللّٰهُمَّ لاٰ تُشْبِعْ بَطْنَهُ، فَهِيَ وَ اللّٰهِ فِي نَهْمَتِكَ وَ اَكْلِكَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰامَةِ.

ثم قال:

چیزیں جو خدا نے تم پر نازل کی ہیں، اور حلال و پاک ہیں، انہیں کھاؤ، اور جس خدا کے ساتھ تم ایمان رکھتے ہو، اُس سے ڈرو)، اور علی علیہ السلام کے پاس موت کے اوقات کا علم، احکامِ خدا کا علم، کتابِ خدا کا علم اور قرآن کے راسخ کا علم اور نازل ہونے والے قرآن کا علم رہتا تھا، اور ایک گروہ تھا جس کی تعداد تقریباً دس تک تھی، خدا نے خبر دی تھی کہ یہ مؤمن ہیں، اور تم بھی ایک گروہ ہو جس کی تعداد تقریباً اتنی ہی ہے اور اُن پر زبانِ پیغمبرؐ میں لعنت ہوئی ہے۔ تمہیں گواہ قرار دیتا ہوں اور میں بھی تم پر گواہ ہوں کہ تم سب پر رسولِ خداؐ کی طرف سے لعنت ہوئی ہے۔

تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ جب رسولِ خداؐ نے تمہارے پاس ایک آدمی کو بھیجا تا کہ بنی خزیمہ کیلئے ایک خط لکھے، یہ اُس وقت کی بات ہے جب خالد بن ولید بنی خزیمہ کے پاس پہنچا تھا۔ آدمی پیغمبرِ اسلامؐ کے پاس واپس آیا اور کہا کہ وہ کھانا کھا رہا ہے۔ تین مرتبہ وہ آدمی تیرے پاس گیا، اور ہر دفعہ واپس آ کر کہا کہ وہ کھانا کھا رہا ہے، تو اُس وقت رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ اے اللہ! اس کا پیٹ کبھی پُر نہ ہو۔ خدا کی قسم! یہ بات قیامت تک تیری غذا اور کھانے میں ثابت ہے۔

پھر فرمایا:

أُنْشِدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُونَ اَنَّ ما اَقُولُ حَقّاً، اِنَّكَ يا مُعاوِيَةُ كُنْتَ تَسُوقُ بِاَبِيكَ عَلى جَمَلٍ اَحْمَرَ يَقُودُهُ اَخُوكَ هٰذَا الْقاعِدُ، وَ هٰذا يَوْمُ الْاَحْزابِ، فَلَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ الْقائِدَ وَ الرّاكِبَ وَ السّائِقَ، فَكانَ اَبُوكَ الرّاكِبَ، وَ اَنْتَ يا اَزْرَقُ السّائِقُ، وَ اَخُوكَ هٰذَا الْقاعِدُ الْقائِدُ.

أُنْشِدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُونَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لَعَنَ اَباسُفْيانَ فِي سَبْعَةِ مَواطِنَ:

اَوَّلِهِنَّ: حينَ خَرَجَ مِنْ مَكَّةَ اِلَى الْمَدينَةِ وَ اَبُوسُفْيانَ جاءَ مِنَ الشّامِ، فَوَقَعَ فيهِ اَبُوسُفْيانَ فَسَبَّهُ وَ اَوْعَدَهُ، وَ هَمَّ اَنْ يَبْطِشَ بِهِ ثُمَّ صَرَفَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ عَنْهُ.

وَ الثّانِيَةُ: يَوْمَ الْعيرِ حَيْثُ طَرَدَها اَبُوسُفْيانَ لِيُحْرِزَها مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ.

وَ الثّالِثَةُ: يَوْمَ اُحُدٍ، قالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: اَللّٰهُ مَوْلانا وَ لا مَوْلىٰ لَكُمْ، وَ قالَ اَبُوسُفْيانَ: لَنَا الْعُزّىٰ وَ لا عُزّىٰ لَكُمْ، فَلَعَنَهُ اللّٰهُ وَ مَلائِكَتُهُ وَ رُسُلُهُ وَ الْمُؤْمِنُونَ اَجْمَعُونَ.

تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ جو میں کہہ رہا ہوں، حق ہے۔ اے معاویہ! جنگِ احزاب کے دن جب تیرا باپ سرخ بالوں والے اونٹ پر بیٹھا ہوا تھا، تو اُسے پیچھے سے اور تیرا بھائی اُسے آگے سے ہانک رہے تھے، اور رسولِ خداؐ نے اُس اونٹ پر بیٹھنے والے اور آگے اور پیچھے سے ہانکنے والے پر لعنت کی تھی، اور تیرا باپ اُس وقت اونٹ پر سوار تھا، اور تو اور تیرا بھائی اُس اونٹ کو آگے اور پیچھے سے ہانک رہے تھے۔

تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ رسولِ خداؐ نے سات مقامات پر ابوسفیان پر لعنت کی ہے۔

۱۔ جب آنحضرتؐ نے مکہ سے مدینہ کی طرف حرکت کی اور ابوسفیان شام سے آ گیا اور آنحضرتؐ کو بُرا بھلا کہا، اور آنحضرتؐ کو ڈرایا اور چاہتا تھا کہ آنحضرتؐ کو گرفتار کرلے۔ خدا نے رسولِ خداؐ کو اُس کے شر سے محفوظ رکھا۔

۲۔ جس دن (قریش کے مشرکین کا قافلہ شام سے آیا اور رسولِ خداؐ اُسے روکنا چاہتے تھے) لیکن ابوسفیان کسی اجنبی راستے سے قافلہ کو مکہ لے گیا تاکہ پیغمبرؐ کے ہاتھ نہ آئیں اور (جنگِ بدر واقع ہوئی)۔

۳۔ جنگِ اُحد کے دن۔ رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ خدا میرا مولا اور تمہارا کوئی مولا و سرپرست نہیں ہے۔ ابوسفیان نے کہا کہ ہمارے پاس عزیٰ ہے، تمہارے پاس عزیٰ نہیں ہے۔

وَ الرّابِعَةُ: يَوْمَ حُنَيْنٍ يَوْمَ جاءَ اَبُوسُفْيانُ يَجْمَعُ قُرَيْشَ وَ هَوازِنَ وَ جاءَ عُيَيْنَةُ بِغَطْفانَ وَ الْيَهُود، فَرَدَّهُمُ اللّٰهُ بِغَيْظِهِمْ لمْ يَنالُوا خَيْراً، هٰذا قَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ اَنْزَلَ فِي سُورَتَيْنِ فِي كِلْتَيْهِما، يُسَمّي اَباسُفْيانَ وَ اَصْحابَهُ كُفّاراً، وَ اَنْتَ يا مُعاوِيَةُ يَوْمَئِذٍ مُشْرِكٌ عَلى رَأْيِ اَبيكَ بِمَكَّةَ، وَ عَلِيٌّ يَوْمَئِذٍ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ عَلى رَأْيِهِ وَ دِينِه.

وَ الْخامِسَةُ: قَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ: «وَ الْهَدْيَ مَعْكُوفاً اَنْ يَبْلُغَ مَحِلَّهُ»[1]، وَ صَدَدْتَ اَنْتَ وَ اَبُوكَ وَ مُشْرِكُو قُرَيْشٍ رَسُولَ اللّٰهِ، فَلَعَنَهُ اللّٰهُ لَعْنَةً شَمِلَتْهُ وَ ذُرِّيَّتَهُ اِلى يَوْمِ الْقِيامَةِ.

وَ السّادِسَةُ: يَوْمَ الْاَحْزابِ يَوْمَ جاءَ اَبُوسُفْيانَ بِجَمْعِ قُرَيْشٍ، وَ جاءَ عُيَيْنَةُ بْنُ حُصَيْنِ بْنِ بَدْرٍ بِغَطْفانَ، فَلَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ الْقادَةَ وَ الْاَتْباعَ وَ السّاقَةَ اِلىٰ يَوْمِ الْقِيامَةِ، فَقيلَ: يا رَسُولَ اللّٰهِ اَما فِي الْاَتْباعِ مُؤْمِنٌ؟ قالَ:

---

١ ـ فتح: ٢٥.

پس اُس وقت خدا، فرشتے، رسولوں اور تمام مومنوں نے اُس پر لعنت کی۔

۴۔ جنگِ حنین کے دن، جب ابوسفیان نے قریش، ہوازن وعیینہ غطفان اور یہودیوں کو جمع کر کے رسولِؐ خدا کے خلاف تیار کیا۔ پس یہ لوگ غصے کے ساتھ واپس چلے گئے اور یہ اچھائی اور خیر نہ پا سکے۔ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے جو دو سورتوں میں نازل ہوا ہے، اور ابوسفیان اور اُس کے ساتھیوں کو کافر کہا ہے، اور اے معاویہ! تو اُس دن مکہ میں تھا، اور اپنے باپ کے دین یعنی شرک پر تھا اور مشرک تھا، اور اُس دن علی علیہ السلام رسولِؐ خدا کے ساتھ تھے اور اُن کے دینی عقیدہ پر تھے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: (اور قربانی کو اُس کے مقام پر پہنچنے سے روکے ہوئے ہیں)، اور اے معاویہ! تو، تیرا باپ اور مشرکین قریش نے رسولِ خدا کو روکا تھا۔ پس خدا نے اُن پر لعنت کی۔ ایسی لعنت جو اُس کیلئے اور اُس کی اولاد کیلئے قیامت تک باقی رہے گی۔

۶۔ جنگِ خندق کے دن، جس دن ابوسفیان قریش اور عیینہ بن حصین بن بدر غطفان میں جمع ہوئے، رسولِؐ خدا نے ان کے رہبر، ان کے تابعین اور قیامت تک پیچھے چلنے والوں پر لعنت کی تھی۔ کسی نے کہا یا رسولؐ اللہ! کیا اتباع کرنے والوں میں مومن نہیں ہوں گے؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ ان کے بعد آنے والے جو مومن ہوں

لاتُصيبُ اللَّعْنَةُ مُؤْمِناً مِنَ الْاَتْباعِ، اَمّا الْقادَةُ فَلَيْسَ فيهِمْ مُؤْمِنٌ وَ لا مُجيبٌ وَ لا ناجٍ.

وَ السّابِعَةُ: يَوْمَ الثَّنِيَّةِ، يَوْمَ شَدَّ عَلى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ اِثْنا عَشَرَ رَجُلاً، سَبْعَةٌ مِنْهُمْ مِنْ بَني اُمَيَّةَ، وَ خَمْسَةٌ مِنْ سائِرِ قُرَيْشٍ، فَلَعَنَ اللّٰهُ تَبارَكَ وَ تَعالٰى وَ رَسُولُ اللّٰهِ مَنْ حَلَّ الثَّنِيَّةَ غَيْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سائِقِهِ وَ قائِدِهِ.

ثُمَّ اُنْشِدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُونَ اَنَّ اَباسُفْيانَ دَخَلَ عَلىٰ عُثْمانَ حينَ بُويِعَ في مَسْجِدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقالَ: يَابْنَ اَخي هَلْ عَلَيْنا مِنْ عَيْنٍ؟ فَقالَ: لا، فَقالَ اَبُوسُفْيانَ: تَداوَلُوا الْخِلافَةَ يا فِتْيانَ بَني اُمَيَّةَ، فَوَ الَّذي نَفْسُ اَبي سُفْيانَ بِيَدِهِ، ما مِنْ جَنَّةٍ وَ لا نارٍ؟

وَ اُنْشِدُكُمْ بِاللّٰهِ اَتَعْلَمُونَ اَنَّ اَباسُفْيانَ اَخَذَ بِيَدِ الْحُسَيْنِ حينَ بُويِعَ عُثْمانُ، وَ قالَ: يَابْنَ اَخي اُخْرُجْ مَعي اِلَى بَقيعِ الْغَرْقَدِ، فَخَرَجَ حَتّىٰ اِذا تَوَسَّطَ الْقُبُورَ اِجْتَرَّهُ، فَصاحَ بِاَعْلىٰ صَوْتِهِ: يا اَهْلَ الْقُبورِ الَّذي كُنْتُمْ تُقاتِلُونا

گے، ان پر لعنت شامل نہیں ہوگی۔

بہر حال رہی بات خود ان کی تو ان میں مومن اور جس کی دعا قبول ہوتی ہو اور نجات پانے والا کوئی نہیں ہے۔

۷۔ اُس دن جب بارہ آدمیوں نے رسولِؐ خدا کے بارے میں برا ارادہ کیا ہوا تھا، اُن بارہ میں سے سات آدمی بنی اُمیہ سے اور پانچ دوسرے تھے۔ پس خدا اور اُس کے رسولؐ نے گھاٹی سے گزرنے والوں پر لعنت کی، سوائے رسولِؐ خدا اور اُن کے جو حضرؐت کی سواری کو آگے اور پیچھے سے چلا رہے تھے۔

تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں، کیا تمہیں معلوم ہے کہ جس دن مسجد نبویؐ میں عثمان کی بیعت ہو رہی تھی تو ابوسفیان آیا اور کہا: اے میرے بھائی کے بیٹے! کیا ہمیں کوئی اور دیکھ تو نہیں رہا؟ عثمان نے کہا کہ نہیں۔ ابوسفیان نے کہا کہ بنی اُمیہ کے نوجوانو! خلافت کو اپنے درمیان چکر دیتے رہو، اور خدا کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ جنت اور دوزخ کا کوئی وجود نہیں ہے۔

تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ جب عثمان کی بیعت کی جا رہی تھی تو ابوسفیان نے حسین بن علی علیہما السلام کا ہاتھ پکڑا اور کہا: اے بھتیجے! میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے جنت البقیع (قبرستان) کی طرف لے چل۔ باہر نکلے اور قبروں کے درمیان پہنچ گئے۔ وہاں پہنچ کر اپنا ہاتھ کھینچ کر اونچی آواز سے بولا: اے قبروں والو! جس حکومت کے متعلق کل تم ہمارے ساتھ جنگ کر رہے تھے، آج وہ ہمیں مل گئی ہے اور تم مٹی بن چکے

عَلَيْهِ صَارَ بِأَيْدِينَا وَ أَنْتُمْ رَمِيمٌ، فَقَالَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلاٰمُ: قَبَّحَ اللّٰهُ شَيْبَتَكَ وَ قَبَّحَ وَجْهَكَ، ثُمَّ نَتَرَ يَدَهُ وَ تَرَكَهُ، فَلَوْلاَ النُّعْمٰانُ بْنُ بَشِيرٍ اَخَذَ بِيَدِهِ وَ رَدَّهُ اِلى الْمَدِينَةِ لَهَلَكَ.

فَهٰذٰا لَكَ يٰا مُعٰاوِيَةُ، فَهَلْ تَسْتَطِيعُ اَنْ تَرُدَّ عَلَيْنٰا شَيْئاً مِنْ لَعْنَتِكَ يٰا مُعٰاوِيَةُ ،وَ اِنَّ اَبٰاكَ اَبٰاسُفْيٰانَ كٰانَ يَهُمُّ اَنْ يُسْلِمَ فَبَعَثْتَ اِلَيْهِ بِشِعْرٍ مَعْرُوفٍ مَرْوِيٍّ فِي قُرَيْشٍ وَ غَيْرِهِمْ تَنْهٰاهُ عَنِ الْاِسْلاٰمِ وَ تَصُدُّهُ.

وَ مِنْهٰا: اِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطّٰابِ وَ لّٰاكَ الشّٰامَ فَخُنْتَ بِهِ، وَ وَلّٰاكَ عُثْمٰانُ فَتَرَبَّصْتَ بِهِ رَيْبَ الْمَنُونِ، ثُمَّ اَعْظَمُ مِنْ ذٰلِكَ جُرْأَتُكَ عَلَى اللّٰهِ وَ رَسُولِهِ اَنَّكَ قٰاتَلْتَ عَلِيّاً عَلَيْهِ السَّلاٰمُ، وَ قَدْ عَرَفْتَهُ وَ عَرَفْتَ سَوٰابِقَهُ ، وَ فَضْلَهُ وَ عِلْمَهُ، عَلٰى اَمْرٍ هُوَ اَوْلٰى بِهِ مِنْكَ وَ مِنْ غَيْرِكَ، عِنْدَ اللّٰهِ وَ عِنْدَ النّٰاسِ، وَ لاٰذَيْتَهُ بَلْ اَوْطَأْتَ النّٰاسَ عَشْوَةً، وَ اَرَقْتَ دِمٰاءَ خَلْقٍ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ بِخُدَعِكَ وَ كَيْدِكَ وَ تَمْوِيهِكَ، فِعْلُ مَنْ لاٰ يُؤْمِنُ بِالْمَعٰادِ وَ لاٰ يَخْشَى الْعِقٰابَ.

ہو۔ امام حسین بن علی علیہما السلام نے فرمایا کہ خدا تیری داڑھی اور تیرے چہرے کو مسخ کردے اور پھر اپنا ہاتھ کھینچ کر اُسے چھوڑ دیا، اور اگر نعمان بن بشیر اُسے پکڑ کر مدینہ نہ لاتا تو وہ ہلاک ہو جاتا۔

اے معاویہ یہ تو تھا تیرے لئے۔ کیا ان لعنتوں میں سے کوئی ایک بھی ہماری طرف پلٹائی جاسکتی ہے، اور تیرا باپ ابوسفیان مسلمان ہونا چاہتا تھا، اور تو نے ایک مشہور ومعروف شعر جو قریش اور دوسرے قبائل کے درمیان مشہور تھا، اُس کے پاس بھیجا تاکہ اُسے مسلمان ہونے سے روکے، اور ایک یہ کہ عمر بن الخطاب نے تجھے شام کا والی بنادیا اور تو نے اُس کے ساتھ بھی خیانت کی، اور عثمان نے تجھے شام کا حاکم بنادیا، اور تو اس کی موت کے انتظار میں تھا۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ تو نے خدا اور اس کے رسولؐ کے متعلق جرأت کی، اس طرح کہ علی علیہ السلام کے ساتھ جنگ کی، حالانکہ تو اُنہیں پہچانتا تھا، اور اُن کے فضل وعلم اور سبقت کو بھی پہچانتا ہے، جو اُنہیں خدا کے نزدیک اور لوگوں کے نزدیک حاصل ہے، اور خاص طور پر ان اور (خلافت) میں بھی تجھ سے اور دوسروں سے زیادہ لائق ہیں، یہ بھی تو جانتا ہے اور تو لوگوں کا حاکم بن گیا، اور فریب و مکر اور دھوکے سے بہت سے لوگوں کا خون بہایا، اور یہ کام وہ کرتا ہے جو آخرت پر ایمان نہ رکھتا ہو اور خدا کے عذاب سے نہ ڈرتا ہو۔

فَلَمّا بَلَغَ الْكِتابُ اَجَلَهُ صِرْتَ اِلى شَرِّ مَثْوىً وَ عَلِيٌّ اِلىٰ خَيْرِ مُنْقَلَبٍ، وَ اللّٰهُ لَكَ بِالْمِرْصادِ فَهٰذا لَكَ يا مُعاوِيَةُ خاصَّةً،وَ ما اَمْسَكْتُ عَنْهُ مِنْ مَساوِيكَ وَ عُيُوبِكَ فَقَدْ كَرِهْتُ بِهِ التَّطْوِيلَ.

وَ اَمّا اَنْتَ يا عَمْرُو بْنُ عُثْمانَ،فَلَمْ تَكُنْ لِلْجَوابِ حَقِيقاً بِحُمْقِكَ،اَنْ تَتَّبِعَ هٰذِهِ الْاُمُورَ، فَاِنَّما مَثَلُكَ مِثْلُ الْبَعُوضَةِ اِذْ قالَتْ لِلنَّخْلَةِ: اِسْتَمْسِكِي فَاِنِّي اُرِيدُ اَنْ اَنْزِلَ عَنْكِ، فَقالَتْ لَهَا النَّخْلَةُ: ما شَعَرْتُ بِوُقُوعِكِ، فَكَيْفَ يَشُقُّ عَلَيَّ نُزُولُكِ ،وَ اِنِّي وَ اللّٰهِ ما شَعَرْتُ اَنَّكَ تَجْسُرُ اَنْ تُعادِيَ لِي فَيَشُقُّ عَلَيَّ ذٰلِكَ، وَ اِنِّي لَمُجِيبُكَ فِي الَّذِي قُلْتَ .

اِنَّ سَبَّكَ عَلِيّاً عَلَيْهِ السَّلامُ اَيَنْقُصُ فِي حَسَبِهِ، اَوْ يُباعِدُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ،اَوْ يَسُوءُ بَلاءَهُ فِي الْاِسْلامِ، اَوْ بِجَوْرٍ فِي حُكْمٍ، اَوْ رَغْبَةٍ فِي الدُّنْيا، فَاِنْ قُلْتَ واحِدَةً مِنْها فَقَدْ كَذَبْتَ.

وَ اَمّا قَوْلُكَ: اِنَّ لَكُمْ فِينا تِسْعَةَ عَشَرَ دَماً بِقَتْلىٰ مُشْرِكِي بَنِي اُمَيَّةَ بِبَدْرٍ، فَاِنَّ اللّٰهَ وَ رَسُولَهُ قَتَلَهُمْ،

اور جب موت کا وقت آئے گا تو بدترین جگہ میں جائے گا، اور علی علیہ السلام سب سے اچھے مکان میں ہوں گے، اور خدا تیری انتظار میں ہے۔ اے معاویہ! یہ فقط تیرے لئے تھا اور جن برائیوں اور عیبوں کو میں نے بیان نہیں کیا، وہ اس لئے تا کہ بات لمبی نہ ہو جائے۔

بہر حال رہی بات تیری اے عمرو بن عاص، تو تو احمق ہونے کی وجہ سے جواب دینے کے لائق نہیں ہے۔ ان چیزوں میں غور وفکر کرنا تیرے لئے اُس مکھی کی طرح ہے جو درخت سے کہتی ہے کہ رُک جا، میں تیرے اوپر بیٹھنا چاہتی ہوں، تو درخت اُس سے کہتا ہے کہ میں نے تیرے بیٹھنے کو محسوس ہی نہیں کیا، کس طرح تیرا بیٹھنا میرے لئے دشوار ہوگا۔ خدا کی قسم! میرے خیال میں تیری اتنی طاقت نہیں کہ مجھ سے دشمنی رکھے جو میرے لئے دشوار ہو۔ بہر حال میں تجھے جواب دیتا ہوں۔

تو نے جو علی علیہ السلام کو گالیاں دی ہیں، کیا تیرا یہ کام اُس کے مقام ومرتبہ کو کم کر دے گا یا اُنہیں رسولِ خدا سے دور کر دیگا یا اُن کے اسلام میں کئے ہوئے اعمال کو ناپسندیدہ بنا دیگا یا وہ فیصلہ کرنے میں ظلم کے ساتھ متہم ہو جائے گا یا دنیا کی طرف مائل ہونے کیساتھ متہم ہو جائے گا۔ اگر ان چیزوں میں سے ایک بھی کہو تو جھوٹ کے سوا کچھ نہ ہو گا۔

رہی تمہاری یہ بات کہ ہماری طرف سے تم پر اُنیس خون ہیں جو تم نے جنگِ بدر میں بنی اُمیہ کے مشرکوں کو قتل کیا تھا، حالانکہ حقیقت میں ان کو خدا اور اُس کے رسولؐ نے قتل

وَ لَعَمْرِي لَيَقْتُلَنَّ فِي بَنِي هَاشِمٍ تِسْعَةَ عَشَرَ وَ ثَلاثَةً بَعْدَ تِسْعَةَ عَشَرَ، ثُمَّ يُقْتَلُ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ تِسْعَةَ عَشَرَ وَ تِسْعَةَ عَشَرَ فِي مَوْطِنٍ وَاحِدٍ، سِوىٰ مَا قُتِلَ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ لاٰ يُحْصِي عَدَدَهُمْ الاَّ اللّٰهُ.

وَ اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالَ: اِذَا بَلَغَ وِلْدُ الْوَزَغِ ثَلاثِينَ رَجُلاً، اَخَذُوا مَالَ اللّٰهِ بَيْنَهُمْ دُوَلاً، وَ عِبَادَهُ خَوَلاً، وَ كِتَابَهُ دَغَلاً، فَاِذَا بَلَغُوا ثَلاثَمِائَةٍ وَ عَشْراً حَقَّتِ اللَّعْنَةُ عَلَيْهِمْ وَ لَهُمْ، فَاِذَا بَلَغُوا اَرْبَعَمِائَةٍ وَ خَمْسَةً وَ سَبْعِينَ كَانَ هَلاكُهُمْ اَسْرَعَ مِنْ لُوكِ تَمْرَةٍ، فَاَقْبَلَ الْحَكَمُ ابْنُ اَبِي الْعَاصِ، وَ هُمْ فِي ذٰلِكَ الذِّكْرِ وَ الْكَلامِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ: اَخْفِضُوا اَصْوَاتَكُمْ فَاِنَّ الْوَزَغَ يَسْمَعُ، وَ ذٰلِكَ حِينَ رَآهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ مَنْ يَمْلِكُ بَعْدَهُ مِنْهُمْ اَمْرَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ - يَعْنِي فِي الْمَنَامِ - فَسَاءَهُ ذٰلِكَ وَ شَقَّ عَلَيْهِ.

فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ فِي كِتَابِهِ: « وَ مَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي اَرَيْنَاكَ اِلاَّ فِتْنَةً لِلنَّاسِ وَ الشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي

کیا تھا۔

مجھے میری جان کی قسم! تم بنی ہاشم میں سے اُنیس آدمی اور اُنیس کے بعد تین آدمیوں کو قتل کرو گے۔ پھر اُنیس آدمی اور اُنیس آدمی ایک مکان میں بنی اُمیہ سے قتل کئے جائیں گے۔اُن کے علاوہ جو بنی اُمیہ سے قتل کئے جائیں گے، اور اُن کی تعداد صرف خدا ہی جانتا ہے۔

رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ جب مینڈک کی اولاد تیس آدمیوں تک پہنچ جائے گی تو وہ خدا کے مال کو لوٹیں گے۔ لوگوں کو غلام بنائیں گے اور کتابِ خدا کو مکر وفریب کے راستے میں قرار دیں گے۔

جب رسولِ خداؐ یہ گفتگو ارشاد فرمارہے تھے تو اسی اثناء میں حکم بن ابی العاص آ گیا۔ رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ بات آہستہ کرو کیونکہ مینڈک سن لے گا اور یہ وہ زمانہ تھا جب رسولِ خداؐ نے خواب میں دیکھا تھا کہ یہ لوگ اور ان کے علاوہ دوسرے لوگ آنحضرتؐ کے بعد اس امت کی رہبری ورہنمائی کو اپنے ہاتھ میں لیں گے اور اس بات نے انہیں غمگین کر دیا، اور یہ بات اُن پر بڑی سخت گزری۔

پس خدا نے یہ آیت نازل فرمائی (ہم نے تم کو جو خواب دکھلایا ہے، وہ صرف لوگوں کیلئے امتحان ہے، اور شجرہ ملعونہ ہے قرآن میں)۔

الْقُرْآنِ»[1]، يَعْنِي بَنِي اُمَيَّةَ، وَ اَنْزَلَ اَيْضاً: «لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ اَلْفِ شَهْرٍ»[2]، فَاُشْهِدُ لَكُمْ وَ اُشْهِدُ عَلَيْكُمْ مَا سُلْطَانُكُمْ بَعْدَ قَتْلِ عَلِيٍّ اِلاّ اَلْفَ شَهْرٍ، الَّتِي اَجَّلَهَا اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ فِي كِتَابِهِ.

وَ اَمَّا اَنْتَ يَا عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ، الشَّانِئُ اللَّعِينِ الْاَبْتَرِ، فَاِنَّمَا اَنْتَ كَلْبٌ اَوَّلُ اَمْرِكَ اِنَّ اُمَّكَ بَغِيَّةٌ، وَ اِنَّكَ وُلِدْتَ عَلىٰ فِرَاشٍ مُشْتَرَكٍ، فَتَحَاكَمَتْ فِيكَ رِجَالُ قُرَيْشٍ، مِنْهُمْ اَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَرْبِ وَ الْوَلِيدُ بْنُ الْمُغَيْرَةِ وَ عُثْمَانُ بْنُ الْحَارِثِ، وَ النَّضْرُ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ كَلْدَةَ، وَ الْعَاصُ بْنُ وَائِلٍ، كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّكَ اِبْنُهُ، فَغَلَبُهُمْ عَلَيْكَ مِنْ بَيْنِ قُرَيْشٍ اَلْاَمُهُمْ حَسَباً، وَ اَخْبَثُهُمْ مَنْصِباً، وَ اَعْظَمُهُمْ بَغِيَّةً.

ثُمَّ قُمْتَ خَطِيباً وَ قُلْتَ: اَنَا شَانِئُ مُحَمَّدٍ، وَ قَالَ الْعَاصُ بْنُ وَائِلٍ: اِنَّ مُحَمَّداً رَجُلٌ اَبْتَرُ لاَ وَلَدَ لَهُ، فَلَوْ قَدْ مَاتَ اِنْقَطَعَ ذِكْرُهُ، فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى: «اِنَّ شَانِئَكَ

---

١ ـ الاسراء: ٦٠.

٢ ـ القدر: ٣.

اور شجرہ ملعونہ سے مراد بنی اُمیہ ہے، اور اسی طرح نازل فرمائی (شب قدر ہزار رات سے بہتر ہے)، تمہیں گواہ قرار دیتا ہوں اور میں خود گواہ ہوں کہ علی علیہ السلام کی شہادت کے بعد تمہاری حکومت ہزار مہینوں سے زیادہ نہ ہوگی جو قرآن میں معین و مقرر ہے۔

اور بہر حال تو اے عمر بن العاص ایک مذاق کرنے والا ملعون ہے جس کی نسل منقطع ہے، اور تو ابتداء ہی سے کتے کی طرح بھونکنے والا ہے، اور تیری ماں زانیہ تھی، اور تو اُس بستر پر پیدا ہوا ہے جس کے ساتھ چند آدمی تعلق رکھتے تھے، اور قریش کے آدمیوں نے تیرے متعلق اختلاف کیا۔ اختلاف کرنے والوں میں سے ایک ابوسفیان بن حرب، ولید بن مغیرہ، عثمان بن حارث، نضر بن حارث بن کلدہ اور عاص بن وائل تھے۔ یہ سب کے سب تجھے اپنا بچہ جانتے تھے۔ ان میں سے وہ کامیاب ہوا جو حسب کے لحاظ سے پست تر، مقام و مرتبہ کے اعتبار سے گرا ہوا اور زنا کرنے میں سب سے آگے تھا۔

پھر تو کھڑا ہوا اور کہا کہ میں محمدؐ کا مذاق اڑاتا ہوں، اور عاص بن وائل نے کہا کہ محمدؐ وہ آدمی ہے جس کا بیٹا نہیں ہے۔ اُس کی نسل منقطع ہے۔ اگر مر گیا تو اُس کا ذکر ختم ہوجائے گا۔ پس خدا نے یہ آیت نازل کی: (تیرا مذاق اڑانے والے کی نسل منقطع ہے)۔

هُوَ الْأَبْتَرُ».

وَ كانَتْ أُمُّكَ تَمْشِي اِلىٰ عَبْدِ قَيْسٍ تطْلُبُ الْبَغِيَّةَ، تَأْتِيهِمْ فِي دُوْرِهِمْ وَ رِحالِهِمْ وَ بُطُونِ اَوْدِيَتِهِمْ، ثُمَّ كُنْتَ فِي كُلِّ مَشْهَدٍ يَشْهَدُهُ رَسُولُ اللّٰهِ مِنْ عَدُوِّهِ، اَشَدُّهُمْ لَهُ عَداوَةً وَ اَشَدُّهُمْ لَهُ تَكْذِيباً.

ثُمَّ كُنْتَ فِي اَصْحابِ السَّفِينَةِ الَّذِينَ اَتَوْا النَّجاشِي وَ الْمَهْجَرَ الْخارِجَ اِلَى الْحَبَشَةِ فِي الْاِشاطَةِ بِدَمِ جَعْفَرِ بْنِ اَبِي طالِبٍ وَ سائِرِ الْمُهاجِرِينَ اِلَى النَّجاشِي، فَحاقَ الْمَكْرُ السَّيِّءُ بِكَ، وَ جَعَلَ جَدَّكَ الْاَسْفَلَ، وَ اَبْطَلَ أُمْنِيَّتَكَ، وَ خَيَّبَ سَعْيَكَ، وَ اَكْذَبَ أُحْدُوثَتَكَ، وَ جَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلىٰ وَكَلِمَةَ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيا.

وَ اَمّا قَوْلُكَ فِي عُثْمانَ، فَاَنْتَ يا قَلِيلَ الْحَياءِ وَ الدِّينِ، اَلْهَبْتَ عَلَيْهِ ناراً ثُمَّ هَرَبْتَ اِلىٰ فِلِسْطِينَ تَتَرَبَّصُ بِهِ الدَّوائِرَ، فَلَمّا اَتاكَ خَبَرُ قَتْلِهِ حَبَسْتَ نَفْسَكَ عَلىٰ مُعاوِيَةَ، فَبِعْتَهُ دِينَكَ يا خَبِيثُ بِدُنْيا غَيْرِكَ، وَ لَسْنا

---

١ ـ الكوثر: ٣.

تیری ماں عبد قیس کے قبیلے کے پاس جا کر زنا کرواتی تھی۔ اس قبیلے والوں کے گھروں میں ان کی مجلسوں اور محفلوں میں اور اُن کی وادیوں میں زنا کروانے کی خاطر اُن کے پیچھے جایا کرتی تھی۔ پھر تو اس مقام پر موجود ہوتا تھا، جہاں رسولِؐ خدا اپنے دشمنوں کے ساتھ آمنا سامنا کرتے، درآنحالیکہ تو اُن سب سے زیادہ دشمنی کرنے والا اور سب سے زیادہ جھٹلانے والا ہوا کرتا تھا۔

پھر تو اُن لوگوں میں موجود تھا جو کشتی میں تھے، اور نجاشی کے پاس جا رہے تھے تا کہ جعفر بن ابی طالب اور اُس کے دوستوں کا خون بہائیں۔ لیکن تیرا فریب تیری ہی طرف لوٹ گیا، اور تیری تمنا ہوا میں اڑ گئی، اور تیری اُمید نا اُمیدی میں بدل گئی۔ تیری کوشش ختم ہوئی اور بے نتیجہ رہی، اور خدا کا قول بلند ہوا اور کافروں کی بات پست ہوئی۔

بہر حال تیری بات عثمان کے بارے میں، تو اے کم حیا والے اور بے دین اُس کے خلاف تو نے خود ہی آگ بھڑکائی اور پھر خود فلسطین کی طرف بھاگ گیا، اور وہاں اس انتظار میں تھا کہ عثمان پر کون سی بلائیں اور مصیبتیں نازل ہوتی ہیں۔ جب اُس کے قتل ہونے کی خبر تجھ تک پہنچی تو تو نے اپنے آپ کو معاویہ کے اختیار میں دیدیا۔ پس اے

نَلُومُكَ عَلى بُغْضِنا، وَ لَمْ نُعاتِبْكَ عَلى حُبِّنا، وَ أَنْتَ عَدُوٌّ لِبَنِي هاشِمٍ فِي الْجاهِلِيَّةِ وَ الْإِسْلامِ، وَ قَدْ هَجَوْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بِسَبْعِينَ بَيْتاً مِنْ شِعْرٍ، فَقالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي لا أُحْسِنُ الشِّعْرَ وَ لا يَنْبَغِي لِي أَنْ أَقُولَهُ فَالْعَنْ عَمْرَوَ بْنَ الْعاصِ بِكُلِّ بَيْتٍ أَلْفَ لَعْنَةٍ.

ثُمَّ أَنْتَ يا عَمْرُو الْمُؤْثِرُ دُنْياكَ عَلى دِينِكَ، أَهْدَيْتَ إِلَى النَّجاشِي الْهَدايا وَ رَحَلْتَ إِلَيْهِ رِحْلَتَكَ الثّانِيَةَ، وَ لَمْ تُنْهِكَ الْأُولىٰ عَنِ الثّانِيَةِ، كُلُّ ذٰلِكَ تَرْجِعُ مَغْلُوباً حَسِيراً، تُرِيدُ بِذٰلِكَ هَلاكَ جَعْفَرٍ وَ أَصْحابِهِ، فَلَمّا أَخْطَأَكَ ما رَجَوْتَ وَ أَمَّلْتَ، أَحَلْتَ عَلىٰ صاحِبِكَ عَمّارَةَ بْنِ الْوَلِيدِ.

وَ أَمّا أَنْتَ يا وَلِيدُ بْنُ عُقْبَةَ، فَوَ اللّٰهِ ما أَلُومُكَ أَنْ تَبْغُضَ عَلِيّاً، وَ قَدْ جَلَدَكَ فِي الْخَمْرِ ثَمانِينَ جَلْدَةً، وَ قَتَلَ أَباكَ صَبْراً بِيَدِهِ يَوْمَ بَدْرٍ، أَمْ كَيْفَ تَسُبُّهُ وَ قَدْ سَمّاهُ اللّٰهُ مُؤْمِناً فِي عَشَرَةِ آياتٍ مِنَ الْقُرْآنِ وَ سَمّاكَ فاسِقاً، وَ هُوَ

خبیث! تو نے اپنے دین کو دوسروں کی دنیا کے بدلے بیچ دیا اور ہم تمہیں اپنی دشمنی پر ملامت نہیں کرتے، اور نہ اپنی محبت پر تمہیں برا بھلا کہتے ہیں۔ تو تو جاہلیت اور اسلام کے زمانے میں بھی بنی ہاشم کا دشمن تھا، اور رسولِ خداؐ کے متعلق اُن کا مذاق اڑانے کیلئے تو نے ستر شعر کہے تو رسولِ خداؐ نے فرمایا: اے اللہ! میں شعر اچھی طرح نہیں جانتا، اور میں شعر کہنا نہیں چاہتا تو عمرو بن عاص پر ہر شعر کے بدلے میں ہزار مرتبہ لعنت کر۔

پھر تو نے اے عمرو! اپنے دین پر دنیا کو ترجیح دی اور دوبارہ نجاشی کے پاس جا کر اُسے تحفے اور ہدیے دیئے۔ تیرا پہلی بار والا جانا تجھے دوبارہ جانے سے روک نہ سکا۔ ہر دفعہ نا امید اور شکست کھا کر واپس لوٹے۔ تیرا مقصد جعفرؓ اور اُس کے ساتھیوں کو قتل کرنا تھا، اور جب تیری امید اور آرزو پوری نہ ہوئی تو اپنے معاملہ کو اپنے دوست عمارہ بن ولید کے سپرد کر دیا۔

اور رہی بات تیری اے ولید بن عقبہ! خدا کی قسم! علی علیہ السلام کے متعلق تیرے بغض اور کینہ میں تجھے ملامت نہیں کرتا کیونکہ اُنہوں نے تجھے شراب پینے کی وجہ سے اسی کوڑے مارے تھے، اور بدر کے دن تیرے باپ کو قتل کیا تھا اور کیونکر تو انہیں گالیاں نہ دے، جبکہ خدا نے اُنہیں قرآن کی دس آیات میں مومن اور تجھے فاسق کے نام سے یاد کیا ہے، اور وہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ فرماتا ہے: (کیا جو مومن ہے وہ اُس کی طرح

قَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ: «اَفَمَنْ كٰانَ مُؤْمِناً كَمَنْ كٰانَ فٰاسِقاً لاٰ يَسْتَوُونَ»[1]، وَ قَوْلُهُ: «اِنْ جٰاءَكُمْ فٰاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا اَنْ تُصيبُوا قَوْماً بِجَهٰالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلٰى مٰا فَعَلْتُمْ نٰادِمينَ»[2].

وَ مٰا اَنْتَ وَ ذِكْرَ قُرَيْشٍ، وَ اِنَّمٰا اَنتَ اِبْنُ عِلْجٍ مِنْ اَهْلِ صَفُورِيَّةٍ، اِسْمُهُ: ذَكْوٰانُ، وَ اَمّٰا زَعْمُكَ اَنّٰا قَتَلْنٰا عُـثْمٰانَ، فَوَاللّٰهِ مٰا اسْتَطٰاعَ طَلْحَةُ وَ الزُّبَيْرُ وَ عٰائِشَةُ اَنْ يَقُولُوا ذٰلِكَ لِعَلِيِّ بْنِ اَبي طٰالِبٍ، فَكَيْفَ تَقُولُهُ اَنْتَ.

وَ لَوْ سَأَلْتَ اُمَّكَ مَنْ اَبُوكَ اِذْ تَرَكَتْ ذَكْوٰانَ فَاَلْصَقَتْكَ بِعَقَبَةَ بْنِ اَبي مُعيطٍ، اِكْتَسَبْتَ بِذٰلِكَ عِنْدَ نَفْسِهٰا سَنٰاءً وَ رِفْعَةً، وَ مَعَ مٰا اَعَدَّ اللّٰهُ لَكَ وَ لِاَبيكَ وِ لِاُمِّكَ مِنَ الْعٰارِ وَ الْخِزْيِ فِي الدُّنْيٰا وَ الْاٰخِرَةِ، وَ مَا اللّٰهُ بِظَلاّٰمٍ لِلْعَبيدِ.

ثُمَّ اَنْتَ يٰا وَليدُ، وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ فِي الْميلاٰدِ مِمَّنْ تَدَّعي لَهُ، فَكَيْفَ تَسُبُّ عَلِيّاً وَ لَوِ اشْتَغَلْتَ بِنَفْسِكَ لِتُثْبِتَ نَسَبَكَ اِلٰى اَبيكَ لاٰ اِلٰى مَنْ تَدَّعي لَهُ، وَ لَقَدْ قٰالَتْ لَكَ اُمُّكَ : يٰا بُنَيَّ اَبُوكَ وَ اللّٰهِ اَلْاَمُ وَ اَخْبَثُ مِنْ عَقَبَةَ.

---

١ ـ السجدة: ١٨.

٢ ـ الحجرات: ۶.

ہوسکتا ہے جو فاسق ہے)، اور فرمانِ خدا ہے: (اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو اُس کی چھان بین کرلیا کرو تا کہ جہالت کی وجہ سے کسی گروہ کے مقابلے میں کھڑے نہ ہوجاؤ اور اپنے کام کے مقابلے میں شرمندگی نہ اٹھانا پڑے)۔
اور تجھے قریش کے نام سے کیا سروکار؟ تو ایک سیاہ رنگ والے شخص جس کا نام ذکوان اور صفدر یہ کے رہنے والے کا بیٹا ہے۔
اور رہی یہ بات کہ تمہارا گمان ہے کہ ہم نے عثمان کو قتل کیا ہے، خدا کی قسم! یہ نسبت علی علیہ السلام کی طرف تو طلحہ، زبیر اور عائشہ بھی نہیں دے سکے تو کس طرح یہ نسبت اُس کی طرف دیتا ہے؟
اگر تو اپنی ماں سے سوال کرے کہ تیرا باپ کون ہے کیونکہ اُس نے ذکوان کو چھوڑ کر تجھے عقبہ بن ابی معیط کے ساتھ منسوب کیا اور اس وجہ سے اُسے اپنے نزدیک بہت بڑا مقام ملا، اور ساتھ اس کے کہ خدا نے تیرے باپ اور تیری ماں کیلئے دنیا و آخرت میں ذلت و رسوائی اور پستی تیار کی ہوئی ہے، اور خدا اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔
اور اے ولید تو بھی، اللہ اکبر، اپنے باپ کے متعلق سوال کر اُس سے جس کی طرف تو منسوب ہے۔ تو کس طرح علی علیہ السلام کو گالیاں دیتا ہے؟ اگر تو اس بات میں مشغول رہے اور کوشش کرے کہ اپنے نسب کو اپنے اصلی باپ کی طرف ثابت کرے، نہ کہ اُس کی طرف جس کی طرف تیری نسبت ہے، اور تو نے اپنے آپ کو منسوب کرلیا ہے، اور تیری ماں نے تجھ سے کہا کہ اے بیٹے! خدا کی قسم! تیرا باپ عقبہ سے خبیث تر اور پست تر ہے۔ اور اے عتبہ بن ابی سفیان! رہی بات تیری تو خدا کی قسم! تو اتنا علم نہیں

وَ اَمّا اَنْتَ يا عُتْبَةُ بْنُ اَبي سُفْيانَ ، فَوَ اللّهِ ما اَنْتَ بِحَصيفٍ فَاُجاوِبُكَ، وَ لا عاقِلٍ فَاُعاتِبُكَ، وَ ما عِنْدَكَ خَيْرٌ يُرْجىٰ، وَ ما كُنْتُ وَ لَوْ سَبَبْتَ عَلِيّاً لِاُعيرَ بِهِ عَلَيْكَ، لِاَنَّكَ عِنْدي لَسْتَ بِكُفْوٍ لِعَبْدِ عَلِيِّ بْنِ اَبي طالِبٍ فَاَرُدَّ عَلَيْكَ وَ اُعاتِبَكَ، وَ لٰكِنَّ اللّهَ عَزَّ وَ جَلَّ لَكَ وَ لِاَبيكَ وَ اُمِّكَ وَ اَخيكَ لَبِالْمِرْصادِ، فَاَنْتَ ذُرِّيَّةُ اٰبائِكَ، الَّذينَ ذَكَرَهُمُ اللّهُ فِي الْقُرْآنِ فَقالَ: «عامِلَةٌ ناصِبَةٌ ● تَصْلىٰ ناراً حامِيَةً ● تُسْقىٰ مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ـ الى قوله ـ مِنْ جُوعٍ»[1].

وَ اَمّا وَعيدُكَ اِيّايَ اَنْ تَقْتُلَني، فَهَلّا قَتَلْتَ الَّذي وَجَدْتَهُ عَلىٰ فِراشِكَ مَعَ حَليلَتِكَ، وَ قَدْ غَلَبَكَ عَلىٰ فَرْجِها وَ شَرَكَكَ في وُلْدِها، حَتّىٰ اَلْصَقَ بِكَ وَلَداً لَيْسَ لَكَ، وَيْلاً لَكَ، لَوْ شَغَلْتَ بِنَفْسِكَ بِطَلَبِ ثأرِكَ مِنْهُ لَكُنْتَ جَديراً وَ لِذٰلِكَ حَرِيّاً، اِذْ تَسُومُني الْقَتْلَ وَ تَوَعَّدَني بِهِ.

وَ لا اَلُومُكَ اَنْ تَسُبَّ عَلِيّاً، وَ قَدْ قَتَلَ اَخاكَ مُبارَزَةً، وَ اشْتَرَكَ هُوَ وَ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ في قَتْلِ جَدِّكَ ،

---

١ ـ الغاشية: ٢ ـ ٦.

رکھتا کہ تیرا جواب دوں اور تو عقل نہیں رکھتا کہ تجھے سرزنش کروں، اور تجھ سے کسی
اچھائی کی توقع نہیں کی جاسکتی، اور تو نے جو علی علیہ السلام کو بُرا بھلا کہا، میں اُس بارے
تجھے ملامت نہیں کرتا اور بُرا بھلا نہیں کہتا کیونکہ تو میرے نزدیک علی علیہ السلام کے
غلام اور نوکر کے ہم پلہ بھی نہیں ہے تا کہ میں تیرا جواب دوں اور تجھے ملامت کروں۔
لیکن خدا تیرے بھائی اور تیرے باپ کے انتظار میں ہے، اور تو اپنے اُن آبا واجداد کا
بیٹا ہے جن کو خدا نے اس طرح یاد کیا ہے: (کام کرنے والی، تکلیف و دکھ دینے والی
اور جلانے والی آگ کو چکھیں گے۔ ابلتے ہوئے پانی کے چشمے سے اُن کو پلایا جائے
گا، یہاں تک کہ فرماتا ہے، بھوک سے)۔
اور تیری یہ دھمکیاں کہ تو مجھے قتل کر دیا گا تو تو نے اُسے کیوں قتل نہ کیا جس کو تو نے دیکھا
کہ تیری بیوی کے ساتھ تیرے ہی بستر پر ہم بستری کر رہا تھا اور بچے میں تیرے ساتھ
وہ شریک ہوگیا۔ یہاں تک کہ بچے کو تیری طرف منسوب کر دیا، حالانکہ وہ بچہ تیرا نہ تھا۔
ہلاکت ہے تیرے لئے۔ اگر تو مجھے ڈرانے اور قتل کی دھمکیاں دینے کی بجائے اُس
سے اپنی رسوائی کا انتقام لیتا تو تیرے لئے زیادہ مناسب اور بہتر ہوتا۔
اور تو جو علی علیہ السلام کو گالیاں دیتا ہے تو میں تجھے ملامت نہیں کرتا کیونکہ اُنہوں نے
جنگ میں تیرے بھائی کو قتل کیا تھا اور تیرے باپ کو اُنہوں نے اور حمزہ نے مل کر قتل کیا

حَتّىٰ اَصْلاٰهُمَا اللّٰهُ عَلى اَيْديهِما نارَ جَهَنَّمَ، وَ اَذاقَهُمَا الْعَذابَ الْاَليمَ، وَ نُفِيَ عَمُّكَ بِاَمْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ.

وَ اَمّا رَجائِي الْخِلافَةَ، فَلَعَمْرُ اللّٰهِ اِنْ رَجَوْتُها فَاِنَّ لِي فيها لَمُلْتَمساً، وَ ما اَنْتَ بِنَظيرِ اَخيكَ، وَ لا بِخَليفَةِ اَبيكَ، لِاَنَّ اَخاكَ اَكْثَرُ تَمَرُّداً عَلَى اللّٰهِ وَ اَشَدُّ طَلَباً لِاِهْراقِهِ دِماءَ الْمُسْلِمِينَ، وَ طَلَبِ ما لَيْسَ لَهُ بِاَهْلٍ يُخادِعُ النّاسَ وَ يَمْكُرُهُمْ، وَ يَمْكُرُ اللّٰهُ وَ اللّٰهُ خَيْرُ الْماكِرِينَ.

وَ اَمّا قَوْلُكَ: اِنَّ عَلِيّاً كانَ شَرَّ قُرَيْشٍ لِقُرَيْشٍ، فَوَ اللّٰهِ ما حَقَّرَ مَرْحُوماً وَ لا قَتَلَ مَظْلُوماً.

وَ اَمّا اَنْتَ يا مُغيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ، فَاِنَّكَ لِلّٰهِ عَدُوٌّ، وَ لِكِتابِهِ نابِذٌ، وَ لِنَبِيِّهِ مُكَذِّبٌ، وَ اَنْتَ الزّانِي وَ قَدْ وَجَبَ عَلَيْكَ الرَّجْمُ، وَ شَهِدَ عَلَيْكَ الْعُدُولُ الْبَرَرَةُ الْاَتْقِياءُ، فَاُخِّرَ رَجْمُكَ، وَ دُفِعَ الْحَقُّ بِالْاَباطيلِ وَ الصِّدْقِ بِالْاَغاليطِ، وَ ذٰلِكَ لِما اَعَدَّ اللّٰهُ لَكَ مِنَ الْعَذابِ الْاَليمِ وَ الْخِزْيِ فِي الْحَياةِ الدُّنْيا، وَ لَعَذابُ الْآخِرَةِ اَخْزىٰ.

تھا۔ یہاں تک کہ وہ ان دونوں کے ہاتھوں جہنم واصل ہوئے اور دردناک عذاب کا مزہ چکھ رہے ہیں اور تیرا چچا رسولِ خداؐ کے حکم کے ساتھ شہر سے نکالا گیا۔

اور رہی بات یہ کہ میں خلافت کا آرزومند ہوں تو خدا کی قسم! میں اس کے لائق بھی ہوں اور تیرے بھائی (معاویہ) جیسا نہیں ہوں اور نہ میں تیرے باپ کا جانشین و خلیفہ ہوں کیونکہ تیرا بھائی خدا کے بارے میں سرکشی میں اور مسلمانوں کا خون بہانے اور اُس چیز کے حاصل کرنے میں کہ جس کا حق نہیں رکھتا، بہت زیادہ لالچی ہے۔ وہ لوگوں کو فریب اور دھوکا دیتا ہے اور خدا بھی مکر کرتا ہے اور اللہ بہترین مکر کرنے والا ہے۔

اور تیری یہ بات کہ علی علیہ السلام قبیلۂ قریش سے ایک بدترین قریشی تھا۔ خدا کی قسم! اُس نے نہ تو کسی محترم شخص کی تحقیر وتوہین کی اور نہ کسی مظلوم شخص کو قتل کیا۔

اور اے مغیرہ بن شعبہ تو خدا کا دشمن، کتابِ خدا کو ترک کرنے والا اور رسولِ خداؐ کو جھٹلانے والا ہے۔ تو ایک زانی شخص ہے اور تجھے سنگسار کرنا واجب ہے۔ عادل، پاک اور متقی لوگوں نے تیرے زنا کی گواہی دی ہے۔ لیکن تیری سنگساری کو تاخیر میں ڈال دیا اور حق کو باطل کے ساتھ اور سچ کو جھوٹ کے ذریعے رد کر دیا، اور یہ تو اُس کے علاوہ ہے جو دردناک عذاب اور دنیا کی پستی خدا نے تیرے لئے تیار کر رکھی ہے، اور آخرت کا عذاب زیادہ رسوا و ذلیل کرنے والا ہے۔

وَ اَنْتَ الَّذِي ضَرَبْتَ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهِ حَتّٰى اَدْمَيْتَهَا وَ اَلْقَتْ مَا فِي بَطْنِهَا، اِسْتِذْلاٰلاً مِنْكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهِ وَ مُخَالَفَةً مِنْكَ لِاَمْرِهِ، وَ انْتِهَاكاً لِحُرْمَتِهِ، وَ قَدْ قَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهِ: يَا فَاطِمَةُ اَنْتِ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ، وَ اللّٰهُ مُصَيِّرُكَ اِلَى النَّارِ وَ جَاعِلُ وَبَالَ مَا نَطَقْتَ بِهِ عَلَيْكَ.

فَبِاَيِّ الثَّلاٰثَةِ سَبَبْتَ عَلِيّاً،اَنَقْصاً فِي نَسَبِهِ،اَمْ بُعْداً مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ،اَمْ سُوءَ بَلاٰءٍ فِي الْاِسْلاٰمِ،اَمْ جَوْراً فِي حُكْمٍ، اَمْ رَغْبَةً فِي الدُّنْيَا،اِنْ قُلْتَ بِهَا فَقَدْ كَذَبْتَ وَ كَذَّبَكَ النَّاسُ.

اَتَزْعَمُ اَنَّ عَلِيّاً عَلَيْهِ السَّلاٰمُ قَتَلَ عُثْمَانَ مَظْلُوماً، فَعَلِيٌّ وَ اللّٰهِ اَتْقىٰ وَ اَنْقىٰ مِنْ لاٰئِمِهِ فِي ذٰلِك، وَ لَعَمْرِي لَئِنْ كَانَ عَلِيٌّ قَتَلَ عُثْمَانَ مَظْلُوماً، فَوَ اللّٰهِ مَا اَنْتَ فِي ذٰلِكَ فِي شَيْءٍ، فَمَا نَصَرْتَهُ حَيّاً وَ لاٰ تَعَصَّبْتَ لَهُ مَيِّتاً، وَ مَا زَالَتِ الطَّائِفُ دَارَكَ تَتَّبِعُ الْبَغَايَا وَ تُحْيِي اَمْرَ الْجَاهِلِيَّةِ، وَ تُمِيتُ الْاِسْلاٰمَ حَتّٰى كَانَ مَا كَانَ فِي اَمْسِ.

اور تو وہ شخص ہے جس نے رسولِؐ خدا کی بیٹی فاطمہؑ کو مارا، یہاں تک کہ اُن کے جسم سے خون بہنے لگا اور محسن ساقط ہو گیا۔ یہ اس لئے تھا کہ تو رسولِؐ خدا کو ذلیل و رسوا کرنا، اُن کے فرمان کی مخالفت کرنا اور اُن کے احترام کو زائل کرنا چاہتا تھا، حالانکہ رسولِؐ خدا نے فرمایا تھا کہ ''اے فاطمہؑ! تم جنت کی عورتوں کی سردار ہو''۔ خدا تجھے جہنم میں ڈالے گا، اور جو کچھ تو نے کیا ہے، اُس کا وبال تجھ پر ڈالے گا۔

پس تو ان تین چیزوں میں سے کس چیز پر علی علیہ السلام کو گالیاں دیتا ہے۔ کیا اُن کا نسب ناقص ہے؟ یا وہ پیغمبرؐ سے دور ہیں؟ یا اُنھوں نے اسلام میں کوئی برا کام انجام دیا ہے؟ یا اپنے فیصلے اور قضاوت میں ظلم و زیادتی کی ہے؟ یا دنیا کی طرف مائل اور رغبت رکھتے تھے؟ اگر ان میں سے کوئی ایک بھی کہو گے تو جھوٹ ہو گا اور لوگ تجھے جھوٹا کہیں گے۔

کیا تیرے خیال میں علی علیہ السلام نے عثمان کو مظلومانہ طور پر قتل کیا ہے؟ خدا کی قسم! علیؑ اُس شخص سے جو اس بارے میں انہیں سرزنش کرتا ہے، متقی تر اور پاک تر ہے، اور خدا کی قسم! اگر علیؑ نے عثمان کو مظلومانہ قتل کیا ہے تو تیرا اس سے کیا سروکار؟ تو نے تو اس کی زندگی میں اس کی مدد نہ کی، اور اُس کے مرنے کے بعد بھی اُس کی مدد نہ کی، اور ہمیشہ اپنے طائف والے گھر میں زنا کاروں کو پالتے رہے۔ جاہلیت والے کام کو زندہ اور اسلام کو مارتے رہے ہو، یہاں تک کہ جو ثابت ہونا تھا، ثابت ہو گیا۔

وَ اَمّا اِعْتِراضُكَ في بَني هاشِمٍ وَ بَني اُمَيَّةَ، فَهُوَ اِدَّعاؤُكَ اِلى مُعاوِيَةَ، وَ اَمّا قَوْلُكَ في شَأْنِ الْاِمارَةِ وَ قَوْلُ اَصْحابِكَ فِي الْمُلْكِ الَّذي مَلَّكْتُموهُ فَقَدْ مَلَكَ فِرْعَوْنُ مِصْرَ اَرْبَعَمِائَةِ سَنَةٍ، وَ موسى وَ هارُونُ نَبِيّانِ مُرْسَلانِ يُلْقِيانِ ما يُلْقِيان مِنَ الْاَذى، وَ هُوَ مِلْكُ اللّٰهِ يُعْطيهِ الْبَرَّ وَ الْفاجِرَ، وَ قالَ اللّٰهُ: «وَ اِنْ اَدْري لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَكُمْ وَ مَتاعٌ اِلى حينٍ»[1] ، «وَ اِذا اَرَدْنا اَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنا مُتْرَفيها فَفَسَقُوا فيها فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْناها تَدْميراً»[2].

ثم قام الحسن عليه السلام فنفض ثيابه و هو يقول:

«اَلْخَبيثاتُ لِلْخَبيثينَ وَ الْخَبيثُونَ لِلْخَبيثاتِ»[3]، هُمْ وَ اللّٰهِ يا مُعاوِيَةُ اَنْتَ وَ اَصْحابُكَ هؤُلاءِ وَ شيعَتُكَ، «وَ الطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّباتِ اُولئكَ مُبَرَّؤُنَ مِمّا يَقُولُو نَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَ رِزْقٌ كَريمٌ»[4]، هُمْ عَلِيُّ بْنُ اَبي طالِبٍ عَلَيْهِ

---

١ ـ الانبياء:١١١.

٢ ـ الاسراء:١۶.

٣ ـ النور:٢۶.

۴ ـ النور:٢۶.

اور رہا تیرا اعتراض بنی ہاشم اور بنی اُمیہ کے متعلق، تو یہ صرف تیرا دعویٰ ہے۔ معاویہ کے نزدیک اور تیری بات امارت و رہبری کی شان کے متعلق اور تیرے دوستوں کی بات خلافت کے بارے میں جس کو تو نے حاصل کرلیا ہے، تو یہ کوئی شان وفخر کی بات نہیں ہے۔ فرعون بھی چار سو سال تک مصر پر حکومت کرتا رہا، جبکہ موسیٰؑ اور ہارونؑ جو دو پیغمبر تھے، نے بہت زیادہ مصائب اور تکالیف اٹھائیں۔ یہ خدا کا ملک ہے۔ وہ نیک اور بُرے کو عطا کرتا ہے، اور خدا فرماتا ہے: (تم نہیں جانتے تھے کہ یہ تمہارے لئے ایک امتحان و آزمائش اور اُن کیلئے تھوڑا سا فائدہ ہو)، (اور جب ہم چاہتے ہیں کسی شہر کو تباہ کریں تو ہم حکم دیتے ہیں کہ سرمایہ دار اور امیر لوگ گناہ کریں تا کہ عذاب کا نازل ہونا ان پر ثابت ہو جائے، پھر ہم ختم کر دیں)۔

پھر امام حسن علیہ السلام اٹھے، اپنی قمیص کو جھاڑ رہے تھے اور یہ فرما رہے تھے: (بُری عورتیں بُرے مردوں کیلئے اور بُرے مرد بُری عورتوں کیلئے ہیں)، اور خدا کی قسم! وہ تو اور تیرے دوست ہیں، (اور نیک مرد نیک عورتوں کیلئے ہیں اور وہ اُس سے جو وہ کہتے ہیں، پاک و پاکیزہ ہیں، اور اُن کیلئے بخشش و معافی اور عزت والی روزی ہے)، اور وہ علی ابن ابی طالب علیہما السلام کے اصحاب اور اُس کے شیعہ ہیں۔

السَّلاٰمُ وَ اَصْحٰابُهُ و شيعَتُهُ.

ثم خرج و هو يقول لمعاوية:

ذُقْ وَبٰالَ مٰا كَسَبَتْ يَدٰاكَ وَ مٰا جَنَتْ، وَ مٰا قَدْ اَعَدَّ اللّٰهُ لَكَ وَ لَهُمْ مِنَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰاةِ الدُّنْيٰا وَ الْعَذٰابِ الْاَليمِ فِي الْاٰخِرَةِ.

فقال معاوية لاصحابه: و أنتم فذوقوا وبال ما جنيتم، فقال الوليد بن عقبة: و اللّٰه ما ذقنا الّا كما ذقت، و لا اجترأ الّا عليك.

فقال معاوية: ألم أقل لكم إنّكم لن تنتقصوا من الرجل، فهلا أطعتموني أوّل مرّة فانتصرتم من الرجل إذ فضحكم، فو اللّٰه ما قام حتّى أظلم عليّ البيت، و هممت أن اسطو به، فليس فيكم خير اليوم و لا بعد اليوم.

و سمع مروان بن الحكم بما لقي معاوية و أصحابه المذكورون من الحسن بن علي عليه السلام، فأتاهم فقال: أفلا أحضرتموني ذلك، فواللّٰه لاسبّنّه و لاسبّنّ أباه و أهل البيت سبّاً تتغنّى به الاماء و العبيد، فأرسل معاوية إلى الحسن بن علي عليه السلام، فلمّا جاء الرسول قال له الحسن عليه السلام:

پھرامام علیہ السلام باہر چلے گئے جبکہ معاویہ سے یہ کہہ رہے تھے:

کہ جو کچھ تو نے کمایا ہے اور اپنے ہاتھ سے حاصل کیا ہے، اُس کے وبال کو چکھ، اور اُس کو جو خدا نے تیرے اور ان کیلئے دنیا میں رسوائی اور آخرت میں دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

معاویہ نے اپنے اصحاب سے کہا کہ تم بھی اپنے اعمال کی سزا چکھو۔ ولید بن عقبہ نے کہا: خدا کی قسم! تو نے ہم سے پہلے چکھ لیا ہے، اور اُس نے صرف تیرے بارے یہ جرأت کی ہے۔

معاویہ نے کہا کہ کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ تم اُس کے مقام و مرتبہ کو کم نہیں کر سکتے۔ شروع ہی سے میری بات کو کیوں نہ مانا؟ تم نے اُس سے مدد لینا چاہی حالانکہ وہ تمہارا مذاق اڑا گیا ہے۔ خدا کی قسم! وہ نہیں اٹھا مگر یہ کہ گھر میرے لئے اندھیر ہو گیا۔ میں اُسے گرفتار کرنا چاہتا تھا۔ آج اور کل تم اُس سے اچھائی اور نیکی کی اُمید اپنے متعلق نہ رکھنا۔

مروان بن حکم نے جب اس واقعہ کو سنا تو اُن کے پاس آیا اور کہا: مجھے کیوں نہیں بلایا؟ خدا کی قسم! اُس کو اور اُس کے خاندان کو میں ایسی گالیاں دیتا کہ کنیزیں اور غلام اپنے رقص میں پڑتے۔ معاویہ نے امام حسن علیہ السلام کے پاس کسی کو بھیجا۔ جب وہ آدمی حضرتؑ کے پاس آیا تو امام علیہ السلام نے فرمایا:

مٰا يُرِيدُ هٰذَا الطّٰاغِيَةُ مِنّي ،وَ اللّٰهِ اِنْ اَعٰادَ الْكَلاٰمَ لَاَوْقِرَنَّ مَسٰامِعَهُ مٰا يَبْقىٰ عَلَيْهِ عٰارُهُ وَ شِنٰارُهُ اِلىٰ يَوْمِ الْقِيٰامَةِ.

فأقبل الحسن عليه السلام، فقال مروان: واللّه لاسبّنّك و أباك و أهل بيتك سبّاً تتغنّى به الاماء و العبيد.

فقال الحسن عليه السلام :

اَمّٰا اَنْتَ يٰا مَرْوٰانُ، فَلَسْتُ سَبَبْتُكَ وَ لاٰ سَبَبْتُ اَبٰاكَ، وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ لَعَنَكَ وَ لَعَنَ اَبٰاكَ وَ اَهْلَ بَيْتِكَ وَ ذُرِّيَّتَكَ وَ مٰا خَرَجَ مِنْ صُلْبِ اَبيكَ اِلىٰ يَوْمِ الْقِيٰامَةِ عَلىٰ لِسٰانِ نَبِيِّهِ مُحَمَّدٍ، وَ اللّٰهِ يٰا مَرْوٰانُ مٰا تُنْكِرُ اَنْتَ وَ لاٰ اَحَدٌ مِمَّنْ حَضَرَ هٰذِهِ اللَّعْنَةَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهِ لَكَ وَ لِاَبيكَ مِنْ قَبْلِكَ، وَ مٰا زٰادَكَ اللّٰهُ يٰا مَرْوٰانُ بِمٰا خَوَّفَكَ اِلاّٰ طُغْيٰاناً كَبيراً، وَ صَدَقَ اللّٰهُ وَ صَدَقَ رَسُولُهُ، يَقُولُ اللّٰهُ تَبٰارَكَ وَ تَعٰالىٰ: «وَ الشَّجَرَةُ الْمَلْعُونَةُ فِي الْقُرْآنِ وَ نُخَوِّفُهُمْ فَمٰا يَزيدُهُمْ اِلاّٰ طُغْيٰاناً كَبيراً»[1]، وَ اَنْتَ

---

١ ـ الاسراء: ٦٠.

یہ ظالم مجھ سے کیا چاہتا ہے؟ خدا کی قسم! اگر وہی باتیں دوبارہ کرے گا تو اُن کے کان ایسے مطالب سے پُر کروں گا کہ ذلت وعیب قیامت تک کیلئے اُن پر باقی رہ جائے گا۔

جب امام حسن علیہ السلام اُن کے پاس پہنچے تو مروان نے کہا: خدا کی قسم! میں تجھے تیرے باپ اور تیرے خاندان کو ایسی گالیاں دوں گا کہ غلام اور کنیزیں اپنے رقص میں پڑھیں گی۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

بہرحال تو اے مروان! میں تجھے اور تیرے باپ کو گالی نہیں دوں گا۔ مگر خدا نے تیرے باپ، تیرے خاندان اور تیری اولاد پر اور جو بھی قیامت تک تیرے باپ کی صلب سے پیدا ہوگا، لعنت کی ہے۔ خدا کی قسم اے مروان! تو اور ان میں جو بھی رسولِؐ خدا کے لعنت کرنے کے وقت موجود تھا، تیرے اور تیرے باپ کے متعلق اس بارے میں انکار نہیں کریں گے۔ خدا کے ڈرانے کے مقابلے میں تیری زیادتی اور ظلم بڑھ گیا ہے۔ خدا اور اُس کے رسولؐ نے سچ کہا ہے۔ خدا فرماتا ہے: (اور شجرہ ملعونہ قرآن میں اور ہم اُن کو ڈراتے ہیں لیکن صرف اُن کی زیادتی اور ظلم میں اضافہ ہوتا ہے)۔

يٰا مَرْوٰانُ وَ ذُرِّيَّتُكَ الشَّجَرَةُ الْمَلعُونَةُ فِي الْقُرْاٰنِ ،وَ ذٰلِكَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهِ، عَنْ جَبْرَئِيلَ، عَنِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ.

فوثب معاوية فوضع يده على فم الحسن عليه السلام، و قال: يا أبامحمّد ما كنت فحاشاً، و لا طيّاشاً. فنفض الحسن عليه السلام ثوبه و قام فخرج، فتفرّق القوم عن المجلس بغيظ و حزن، و سواد الوجوه في الدّنيا والاخرة.

(٢) مناظرته عليه السلام

في تعريف نفسه و مساوي معانديه

روي أنّ الحسن بن علي عليه السلام وفد على معاوية، فحضر مجلسه،و اذا عنده هؤلاء القوم، ففخر كلّ رجل منهم على بني هاشم و وضعوا منهم، و ذكروا اشياء ساءت الحسن بن علي عليه السلام و بلغت منه، فقال الحسن بن علي عليه السلام:

اَنَا شُعْبَةٌ مِنْ خَيْرِ الشُّعَبِ، وَ اٰبٰائِي اَكْرَمُ الْعَرَبِ، لَنَا الْفَخْرُ وَ النَّسَبُ وَ السَّمٰاحَةُ عِنْدَ الْحَسَبِ، وَ نَحْنُ مِنْ خَيْرِ

اور تو اے مروان اور تیری اولاد قرآن میں شجرہ ملعونہ ہو اور یہ چیز خدا سے جبرائیلؑ اور جبرائیلؑ سے پیغمبرؐ تک پہنچی ہے۔

معاویہ اٹھا اور امام حسن علیہ السلام کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا، اور کہا: اے ابو محمدؑ! تو تو اس طرح برا بھلا کہنے والا اور اوچھا تو نہیں تھا۔ امام حسن علیہ السلام نے اپنا لباس جمع کیا، اٹھے اور باہر نکل گئے، اور باقی لوگ غم و غصہ اور دنیا و آخرت میں سیاہ چہرے کے ساتھ اِدھر اُدھر چلے گئے۔ (احتجاج طبرسی، ج ۱، ص ۲۰۱)۔

۲۔ آنحضرتؑ کا مناظرہ اپنی تعریف اور مخالفوں کے عیوب کے متعلق

روایت ہے کہ امام حسن علیہ السلام معاویہ کے پاس آئے اور اُس کی مجلس میں تشریف لائے۔ اُس جگہ ایک گروہ معاویہ کے دوستوں میں سے موجود تھا۔ اُن میں سے ہر ایک بنی ہاشم پر فخر کر رہا تھا اور اُن کے مرتبہ کو کم کر رہا تھا، اور ایسے مطالب بیان کئے جو امام حسن علیہ السلام پر دشوار گزرے، آپؑ کو ناراحت کر دیا۔ اس وقت انہوں نے کلام شروع کیا اور فرمایا:

میں بہترین قبائل سے ہوں اور میرے آباء و اجداد عرب کے بلند مرتبہ خاندان سے ہیں۔ محاسبہ کے وقت فخر و نسب و جوانمردی ہمارے لئے ہے، اور ہم اس بہترین درخت سے ہیں کہ جس کی شاخیں پھل دار اور جس نے پاکیزہ پھل اور قائم و دائم

شَجَرَةٍ اَنْبَتَتْ فُرُوعاً نـامِيَةً،وَ اَثْـماراً زاكِـيَةً، وَ اَبْـداناً قائِمَةً، فيها اَصْلُ الاِسْلامِ، وَ عِلْمُ النُّبُوَّةِ، فَـعَلَوْنا حـينَ شَمَخَ بِنَا الْفَخْرُ، وَ اسْتَطَلْنا حينَ امْتَنَعَ بِنَا الْـعِزُّ، وَ نَـحْنُ بُحُورٌ زاخِرَةٌ لا تُنْزَفُ، وَ جِبالٌ شامِخَةٌ لا تُقْهَرُ.

فتكلم مروان بن الحكم و المغيرة بـن شـعبة و وضـعوه و أبيه، فتكلم الحسن عليه السلام فقال:

يا مَرْوانُ اَجُبْناً وَ خُوراً وَ ضَعْفاً وَ عَـجْزاً، زَعَـمْتَ اَنّي مَدَحْتُ نَفْسي وَ اَنَا ابْنُ رَسُولِ اللّهِ، وَ شَمَخْتُ بِاَنْفي وَ اَنَا سَيِّدُ شَبابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ، وَ اِنَّما يَبْذَخُ وَ يَتَكَبَّرُ وَيْلَكَ مَنْ يُريدُ رَفْعَ نَفْسِهِ، وَ يَتَبَجَّحُ مَنْ يُريدُ الاِسْتِطالَةَ. فَاَمّا نَحْنُ فَاَهْلُ بَيْتِ الرَّحْمَةِ، وَ مَعْدِنُ الْكَـرامَـةِ، وَ مَـوْضِعُ الْخِيَرَةِ، وَكَنْزُ الاِيمانِ ،وَ رُمْحُ الاِسْلامِ، وَ سَيْفُ الدّينِ.

اَلا تَصْمُتْ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ قَبْلَ اَنْ اَرْميكَ بِالْهَوائِـلِ، وَ اَسِمُكَ بِمَيْسَمٍ تَسْتَغْني بِهِ عَنْ اِسْـمِكَ. فَـاَمّا اِيـابُكَ بِالنِّهابِ وَ الْمُلُوكِ اَفِي الْيَوْمِ الَّذي وَلَّيْتَ فيهِ مَـهْزُوماً، وَ انْحَجَزْتَ مَذْعُوراً،فَكانَتْ غَنيمَتُكَ هَزيمَتَكَ، وَ غَدْرُكَ

بدنوں کو اگایا ہے۔ اس درخت میں اسلام کی اصل و جڑ اور نبوت کا علم ہے۔ جب فخر کا مقام آیا تو بلند تر ہوا، اور جب ہماری برتری کو روکا گیا تو ہم بلند ہوئے، اور ہم ایسے گہرے سمندر ہیں جن کی تہہ تک کوئی نہیں پہنچ سکتا، اور ہم ایسے مضبوط پہاڑ ہیں جن کو مغلوب نہیں کیا جا سکتا۔

اس موقع پر مروان بن حکم اور مغیرہ بن شعبہ نے کچھ باتیں کیں، جن کے ذریعے آپؑ کو اور آپؑ کے والد کو کم مرتبہ ظاہر کرنے کی کوشش کی۔ امام حسن علیہ السلام نے گفتگو کی اور فرمایا:

اے مروان! بزدلی، رسوائی، کمزوری اور عاجزی کے ساتھ بات کرتا ہے۔ کیا تیرے خیال میں میں نے اپنی تعریف کی ہے، حالانکہ میں رسولِؐ خدا کا بیٹا ہوں اور تیرے خیال میں میں نے اپنے مقام و مرتبہ کو بلند کیا ہے؟ حالانکہ جوانانِ جنت کا سردار ہوں۔ ہلاکت ہو اس پر جو فخر و تکبر کے ذریعے سے اپنے آپ کو بلند ظاہر کرے، اور ہلاکت ہے اُس کیلئے جو اپنے آپ کو بڑا بنانے کی کوشش کرتا ہے، اور گردن لمبی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، اور ہم رحمت کا خاندان، عزت و کرامت کی کان، اچھائی و نیکی کا مقام، ایمان کا خزانہ، اسلام کا نیزہ اور دین کی تلوار ہیں۔

تیری ماں تیرے غم میں بیٹھے، خاموش کیوں نہیں ہوتے؟ قبل اس کے کہ میں ہولناک امور تیری طرف بھیجوں اور بیان کروں، اور تجھے ایسی علامتیں بتلاؤں کہ تو اپنے نام سے بے نیاز ہو جائے۔ بہرحال تیرا لوٹ مار کے ساتھ واپس آنا اُس دن تھا جب تو ناداری و غربت کی سرپرستی کرتا تھا، خوفنا کی تیری پناہ میں تھی، اور تیری غنیمت تیرا بھاگنا

بِطَلْحَةَ حينَ غَدَرْتَ بِهِ فَقَتَلْتَهُ قُبْحاً لَكَ،ما اَغْلَظَ جِلْدَةَ وَجْهِكَ.

فنكس مروان رأسه و بقي المغيرة مبهوتاً. فالتفت اليه الحسن عليه السلام فقال:

اَعْوَرُ ثَقيفٍ ما اَنْتَ مِنْ قُرَيْشٍ فَاُفاخِرُكَ ،اَجَهِلْتَني يا وَيْحَكَ، اَنا اِبْنُ خَيْرَةِ الْاِماءِ وَ سَيِّدَةِ النِّساءِ، غَذّانا رَسُولُ اللّهِ صَلَّى اللّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بِعِلْمِ اللّهِ تَبارَكَ وَ تَعالى، فَعَلِمْنا تَأْويلَ الْقُرْآنِ و مُشْكِلاتِ الْاَحْكامِ، لَنا الْعِزَّةُ الْعُلْيا وَ الْفَخْرُ وَ السَّناءُ.

وَ اَنْتَ مِنْ قَوْمٍ لَمْ يَثْبُتْ لَهُمْ فِي الْجاهِلِيَّةِ نَسَبٌ، وَ لا لَهُمْ فِي الْاِسْلامِ نَصيبٌ، عَبْدٌ آبِقٌ ما لَهُ وَ الْاِفْتِخارَ عَنْ مُصادَمَةِ اللُّيُوثِ وَ مُجاحَشَةِ الْاَقْرانِ، نَحْنُ السّادَةُ وَ نَحْنُ الْمُذاويدُ الْقادَةُ، نَحْمِي الذِّمارَ، وَ نَنْفِي عَنْ ساحَتِنا الْعارَ، وَ اَنا ابْنُ نَجيباتِ الْاَبْكارِ.

ثُمَّ اَشَرْتَ زَعَمْتَ اِلى وَصِيِّ خَيْرِ الْاَنْبِياءِ، وَكانَ هُوَ بِعَجْزِكَ اَبْصَرَ، وَ بِخَوْرِكَ اَعْلَمَ، وَ كُنْتَ لِلرَّدِّ عَلَيْكَ مِنْهُ

تھا، اور تیرا طلحہ کو دھوکا دینا اُس دن کہ تو نے اُس کے ساتھ مکر کیا اور اُسے قتل کر دیا[1]، بُرا ہو تیرا چہرہ کس قدر مکروہ اور ناپسندیدہ ہے!

مروان نے اپنا سر نیچے کرلیا اور مغیرہ پریشان تھا۔ امام علیہ السلام نے مغیرہ کی طرف اپنا رخ کیا اور فرمایا:

اے قبیلہ ثقیف کے اندھے! تیرا کیا تعلق قریش کے ساتھ کہ میں تیری نسبت پر فخر کروں؟ تجھ پر ہلاکت ہو، کیا تو مجھے نہیں پہچانتا؟ میں عورتوں میں سے بہترین عورت اور عورتوں کی سردار کا بیٹا ہوں۔ رسولِ خدا نے مجھے خدا کے علم کی غذا دی، قرآن کی تاویل اور احکام کی مشکل چیزوں کو میں نے سیکھا ہے۔ سب سے بڑی عزت اور سب سے بڑا فخر ہمارے لئے ہے، اور تو اُس قوم و گروہ سے ہے کہ جو زمانہ جاہلیت میں نسبت نہ رکھتے تھے، اور اسلام میں اُن کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ بھاگ جانے والے آدمی کا کیا کام کہ شیروں کے ساتھ پھرے، بہادروں کا مقابلہ کرے اور فخر کی باتیں کرے؟ ہم سردار اور بلند ترین دفاع کرنے والے ہیں۔ ہم عہد و پیمان کی حمایت کرنے والے ہیں اور عیب و عار کو اپنے سے دور کرتے ہیں اور میں پاک عورتوں کا بیٹا ہوں۔ اور تو نے اپنے خیال کے مطابق خیر الانبیاء کے وصی کی طرف اشارہ کیا ہے اور وہ تیرے عجز و ناتوانی کو زیادہ جاننے والے اور تیری کمزوری سے زیادہ واقف و آگاہ تھے، اور تو اپنے باپ کو رد کرنے میں اُس سے زیادہ لائق ہے۔ اُس غصے کی وجہ

[1]۔ ابن اثیر اسد الغابہ میں کہتے ہیں کہ طلحہ کے قتل کا سبب یہ تھا کہ مروان نے طلحہ کو، جو کہ میدانِ جنگ میں کھڑا تھا، تیر کا نشانہ بنایا۔ اگر اس زخم کو باندھا جاتا تو اس کے پاؤں سوج جاتے تھے۔ اگر اسے کھلا چھوڑا جاتا تو اس میں سے خون بہنے لگتا۔ مروان نے کہا کہ اسے اس کے حال پر چھوڑ دو۔ یہ تیر اللہ تعالیٰ نے پھینکا تھا۔ طلحہ اسی سے ہلاک ہوگیا۔ اس نے امان بن عثمان کی طرف منہ کر کے کہا: میں نے تیرے باپ کے قاتلوں میں سے بعض کو قتل کر دیا۔

اَهْلاً، لِوَغْرِكَ فِي صَدْرِكَ وَ بُدُوِّ الْغَدْرِ فِي عَيْنِكَ، هَيْهاتَ لَمْ يَكُنْ لِيَتَّخِذَ الْمُضِلّينَ عَضُداً.

وَ زَعْمُكَ اَنَّكَ لَوْ كُنْتَ بِصِفِّينَ بِزَعارَةِ قَيْسٍ وَ حِلْمِ ثَقيفٍ، فَبِماذا ثَكَلَتْكَ اُمُّكَ، اَبِعَجْزِكَ عِنْدَ الْمَقاماتِ وَ فِرارِكَ عِنْدَ الْمُجاحَشاتِ؟اَما وَ اللّٰهِ لَوِ الْتَفَّتْ عَلَيْكَ مِنْ اَميرِالْمُؤْمِنينَ الْاَشاجِعُ، لَعَلِمْتَ اَنَّهُ لا يَمْنَعُهُ مِنْكَ الْمَوانِعُ، وَ لَقامَتْ عَلَيْكَ الْمَرَنّاتُ الْهَوالِعُ.

وَ اَمّا زَعارَةُ قَيْسٍ، فَما اَنْتَ وَ قَيْساً، اِنَّما اَنْتَ عَبْدٌ اٰبِقٌ فَثَقِفَ، فَسُمِّيَ ثَقيفاً فَاحْتَلْ لِنَفْسِكَ مِنْ غَيْرِها، فَلَسْتَ مِنْ رِجالِها، اَنْتَ بِمُعالَجَةِ الشِّرْكِ وَ مَوالِجِ الزَّرائِبِ اَعْرَفُ مِنْكَ بِالْحُرُوفِ.

فَاَمَّا الْحِلْمُ، فَاَيُّ الْحِلْمِ عِنْدَ الْعَبيدِ الْقُيُونِ، ثُمَّ تَمَنَّيْتَ لِقاءَ اَميرِالْمُؤْمِنينَ ، فَذاكَ مَنْ قَدْ عَرَفْتَ: اَسَدٌ باسِلٌ، وَ سَمٌّ قاتِلٌ، لا تُقاوِمُهُ الْاَبالِسَةُ عِنْدَ الطَّعْنِ وَ الْمُخالَسَةِ، فَكَيْفَ تَرُومُهُ الضِّبْعانُ،وَ تَنالُهُ الْجِعْلانُ بِمَشْيَتِها الْقَهْقَرىٰ.

سے جو تیرے دل میں ہے، اور اُس مکروفریب کی وجہ سے جو تیری آنکھوں سے ظاہر ہے، دور کی بات ہے، وہ گمراہ لوگوں کو اپنا دوست نہیں بناتے تھے[1]۔

تیرا خیال ہے کہ اگر تو صفین میں ہوتا تو قیس کی طاقت اور ثقیف کی مہارت سے تو سب سے لائق ترین ہوتا۔ تیری ماں تیرے غم میں بیٹھے۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ جبکہ جنگ کے میدانوں میں تیری کمزوری اور مشکل اوقات میں تیرا بھاگنا ثابت ہے۔ خدا کی قسم! اگر امیرالمؤمنینؑ بہادر لوگوں کا علم تیرے سپرد کر دیتے تو مشکلات اُس کو ہلا نہ سکتیں اور تیری دردناک آوازیں نکل رہی ہوتیں۔

رہی بات قیس کی دلیری کی، تو تیرا کیا کام قیس کی دلیری اور بہادری کے ساتھ؟ تو تو ایک فرار ہونے والا آدمی ہے، اور کچھ علوم سیکھ لئے جس وجہ سے ثقیف کہلانے لگا، اور اس سبب سے تو نے کوشش کر کے اپنے آپ کو قبیلہ ثقیف سے شمار کرنا شروع کر دیا، حالانکہ تو اُس قبیلے کے آدمیوں میں سے نہیں ہے، تو جنگ کرنے سے زیادہ شکار کے آلات بنانے اور بھیڑوں کے باڑے میں داخل ہونے سے زیادہ واقف ہے۔

اور رہی بات مہارت کی تو غلام لوگوں کی مہارت کوئی مہارت نہیں ہوتی۔ پھر تیری خواہش تھی کہ امیرالمؤمنین علیہ السلام کے ساتھ آمنا سامنا ہو جائے، پس وہ جیسے کہ تو جانتا ہے کہ جنگل کے شیر اور زہر قاتل تھے، جنگ کے موقعہ پر بڑے سورما اور بہادر اُن کا سامنا کرنے کی ہمت نہ رکھتے تھے، اور کہاں گیدڑ اُس کے سامنے آنے کا ارادہ کر سکتے ہیں، اور کہاں لال بیگ (سیاہ چہرے والا آدمی) اُسے پیچھے سے بلا سکتا ہے۔

[1] عثمان کے قتل کے بعد مغیرہ امیرالمؤمنین علیہ السلام کے پاس آیا اور بولا: میں آپؑ کو نصیحت کرتا ہوں کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپؑ کے معاملات صحیح طور پر چلتے رہیں تو طلحہ کو کوفہ، زبیر کو بصرہ اور معاویہ کو شام کا گورنر مقرر کر دیں۔ جب آپؑ کی خلافت مستحکم ہو جائے تو جیسے چاہیں ان کے ساتھ سلوک کریں۔ امیرالمؤمنین علیہ السلام نے فرمایا: میں گمراہوں میں سے کسی کو اپنے مددگار کے طور پر نہیں لوں گا۔ (استیعاب، ج۳، ص۳۷۱)، (حاشیہ اصابہ)

وَ اَمّا وَصْلَتُكَ فَمَنْكُورَةٌ، وَ قَرابَتُكَ مَجْهُولَةٌ، وَ ما رَحِمُكَ مِنْهُ اِلاّ كَبَناتِ الْماءِ مِنْ خَشَفانِ الظِّباءِ، بَلْ اَنْتَ اَبْعَدُ مِنْهُ نَسَباً.

فوثب المغيرة و الحسن يقول لمعاوية:

اَعْذِرْنا مِنْ بَنِي اُمَيَّةَ اَنْ تَجاوَزَنا بَعْدَ مُناطَقَةِ الْقُيُونِ وَ مُفاخَرَةِ الْعَبِيدِ.

فقال معاوية: إرجع يا مغيرة، هؤلاء بنو عبد مناف لاتقاومهم الصّناديد و لا تفاخرهم المذاويد، ثم أقسم على الحسن عليه السلام بالسّكوت، فسكت.

(٣) مناظرته عليه السلام

في فضلهم و أن الخلافة لاتصلح الاّ فيهم

روي سليم بن قيس قال : سمعت عبدالله بن جعفر بن ابي طالب قال : قال لي معاوية: ما اشد تعظيمك للحسن و الحسين ،ما هما بخير منك و لا أبوهما بخير من ابيك،لولا أنّ فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وآله لقلت ما امك اسماء بنت عميس بدونها، قال :

بہرحال تیری نسبت نامعلوم اور تیرے رشتہ داروں کا کوئی علم نہیں ہے، اور تیری اس قبیلے کے ساتھ رشتہ داری ایسے ہے جیسے پانی کے حیوانات کی صحرا کے پرندوں کے ساتھ ہے بلکہ تیری رشتہ داری اس سے بھی دور تر ہے۔

مغیرہ اٹھ گیا اور امام حسن علیہ السلام معاویہ سے فرما رہے تھے کہ:

غلاموں کی گفتگو کے بعد اور نوکروں کے فخر کرنے کے بعد ہمیں بنی اُمیہ سے معاف رکھ۔

معاویہ نے کہا: اے مغیرہ! رک جا۔ یہ عبد مناف کے بیٹے ہیں۔ بڑے بڑے بہادران کا مقابلہ کرنے کی قدرت نہیں رکھتے اور بڑے بڑے لوگ ان کے مقابلے میں فخر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ پھر امام حسن علیہ السلام کو قسم دی کہ چُپ ہو جائیں، امامؑ چپ ہو گئے۔ (احتجاج طبرسی، ج۱، ص۴۱۶)۔

۳۔ آنحضرتؑ کا مناظرہ فضیلت اہل بیتؑ کے متعلق اور اس بارے میں کہ خلافت کے صرف یہی لائق ہیں

سلیم بن قیس کہتا ہے کہ عبداللہ ابن جعفر بن ابی طالب علیہما السلام سے میں نے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے کہ معاویہ نے مجھ سے کہا کہ حسن اور حسین علیہما السلام کا اتنا زیادہ احترام کیوں کرتے ہو؟ وہ تجھ سے اور اُن کا باپ تیرے باپ سے بہتر نہ تھا؟ اگر اُن کی ماں فاطمہؑ رسولِؐ خدا کی بیٹی نہ ہوں تو میں کہتا کہ اسماء بنت عمیس اُس سے کمتر نہیں ہے۔

فغضبت من مقالته و أخذني ما لا أملك ـ ثم ذكر قول عبد الله ابن جعفر و ابن عباس في فضل الحسن و الحسين عليهما السلام، و ما هما سمعا عن النبي صلى الله عليه وآله في فضلهم، الى ان قال:

قال معاوية: ما تقول يا حسن عليه السلام، قال:

يٰا مُعٰاوِيَةُ! قَدْ سَمِعْتُ مٰا قُلْتَ وَ قٰالَ ابْنُ عَبّٰاسٍ، اَلْعَجَبُ مِنْكَ يٰا مُعٰاوِيَةُ و مِنْ قِلَّةِ حَيٰائِكَ وَ مِنْ جُرْأَتِكَ عَلَى اللّٰهِ حِينَ قُلْتَ : قَدْ قَتَلَ اللّٰهُ طٰاغِيَتَكُمْ وَ رَدَّ الْاَمْرَ اِلىٰ مَعْدِنِهِ، فَاَنْتَ يٰا مُعٰاوِيَةُ مَعْدِنُ الْخِلاٰفَةِ دوُنَنٰا؟!

وَيْلٌ لَكَ يٰا مُعٰاوِيَةُ وَ لِلثَّلاٰثَةِ قَبْلَكَ، الَّذِينَ اَجْلَسُوكَ هٰذَا الْمَجْلِسَ وَ سَنُّوا لَكَ هٰذِهِ السُّنَّةَ، لَاَقُولَنَّ كَلاٰماً مٰا اَنْتَ اَهْلُهُ، وَ لٰكِنّي اَقولُ لِتَسْمَعَهُ بَنُو اَبِي هٰؤُلاٰءِ حَوْلِي.

اِنَّ النّٰاسَ قَدِ اجْتَمَعُوا عَلىٰ اُمُورٍ كَثِيرَةٍ ، لَيْسَ بَيْنَهُمْ اِخْتِلاٰفٌ فيهٰا وَ لاٰ تَنٰازُعٌ وَ لاٰ فُرْقَةٌ : عَلىٰ شَهٰادَةِ اَنْ لاٰ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ ، وَ اَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللّٰهِ وَ عَبْدُهُ، وَ الصَّلَوٰاتِ الْخَمْسِ، وَ الزَّكٰاةِ الْمَفْرُوضَةِ ،وَ صَوْمِ شَهْرِ رَمَضٰانَ ، وَ حَجِّ الْبَيْتِ ، ثُمَّ اَشْيٰاءَ كَثِيرَةٍ مِنْ طٰاعَةِ اللّٰهِ الَّتِي

وہ کہتا ہے کہ میں اُس کی بات سے بڑا رنجیدہ ہوا اور مجھ میں اپنے اوپر قابو کرنے کی طاقت نہ تھی، یہاں تک کہ عبداللہ ابن جعفر اور عبداللہ بن عباس کی گفتگو جو امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کی فضیلت میں تھی، اور وہ جو رسولِ خدا سے ان کی فضیلت کے متعلق سن چکے تھے، کو نقل کرتا ہے۔ یہاں تک کہ کہتا ہے کہ:

معاویہ نے کہا: اے حسنؑ! تو کیا کہتا ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا:

اے معاویہ! تو نے میری اور ابن عباس کی بات کو سنا۔ اے معاویہ! تجھ سے، تیری بے حیائی سے اور تیری خدا پر جرأت سے تعجب ہے۔ جب تو نے یہ کہا کہ خدا نے تمہارے طاغوت کو قتل کر دیا اور خلافت کو اُس کے مقام (معاویہ) تک پہنچا دیا۔ اے معاویہ! کیا تو خلافت کا ٹھکانا ہے، ہم نہیں؟

ہلاکت ہے تیرے لئے اے معاویہ! اور اُن تین کیلئے جنہوں نے تجھے اس مقام پر بٹھایا، اور یہ طریقہ کار تیرے لئے مہیا کیا۔ ایک بات کہتا ہوں کہ تو اس کے لائق تو نہیں ہے لیکن اپنے باپ کی اولاد کیلئے جو یہاں موجود ہیں، اُن کیلئے کہتا ہوں۔

بہت سے امور ایسے ہیں جن میں لوگ اتفاقِ نظر رکھتے ہیں، اور ان مسائل میں ان کے درمیان اختلاف، کشمکش اور جدائی نہیں ہے۔ خدا کی وحدانیت اور رسوؐل کی رسالت پر گواہی دیتے ہیں پانچ وقت کی نمازوں میں، واجب زکوٰۃ میں، رمضان کے مہینے کے روزوں میں، خدا کے گھر کے حج میں اور بہت سی دوسری چیزیں جو واجباتِ

لاٰ تُحْصىٰ وَ لاٰ يَعِدُّهٰا اِلاَّ اللّٰهُ.

وَ اجْتَمَعُوا عَلىٰ تَحْرِيمِ الزِّنٰا وَ السَّرَقَةِ وَ الْكِذْبِ وَ الْقَطِيعَةِ وَ الْخِيٰانَةِ ، وَ اَشْيٰاءَ كَثِيرَةٍ مِنْ مَعٰاصِي اللّٰهِ الَّتِي لاٰ تُحْصىٰ وَ لاٰ يَعِدُّهٰا اِلاَّ اللّٰهُ .

وَ اخْتَلَفُوا فِي سُنَنٍ اقْتَتَلُوا فِيهٰا، وَ صٰارُوا فِرَقاً يَلْعَنُ بَعْضُهُمْ بَعْضاً، وَ هِيَ الْوِلاٰيَةُ، وَ يَبْرَأُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ ، وَ يَقْتُلُ بَعْضُهُمْ بَعْضاً اَيُّهُمْ اَحَقُّ وَ اَوْلىٰ بِهٰا، اِلاّٰ فِرْقَةً تَتَّبِعُ كِتٰابَ اللّٰهِ وَ سُنَّةَ نَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ، فَمَنْ اَخَذَ بِمٰا عَلَيْهِ اَهْلُ الْقِبْلَةِ الَّذِي لَيْسَ فِيهِ اخْتِلاٰفٌ، وَ رَدَّ عِلْمَ مٰا اخْتَلَفُوا فِيهِ اِلَى اللّٰهِ ، سَلِمَ وَ نَجٰا بِهِ مِنَ النّٰارِ وَ دَخَلَ الْجَنَّةَ.

وَ مَنْ وَفَّقَهُ اللّٰهُ وَ مَنَّ عَلَيْهِ وَ احْتَجَّ عَلَيْهِ بِاَنْ نَوَّرَ قَلْبَهُ بِمَعْرِفَةِ وُلاٰةِ الْاَمْرِ مِنْ اَئِمَّتِهِمْ وَ مَعْدِنِ الْعِلْمِ اَيْنَ هُوَ ، فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ سَعِيدٌ وَ لِلّٰهِ وَلِيٌّ، وَ قَدْ قٰالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: رَحِمَ اللّٰهُ اِمْرِئً عَلِمَ حَقّاً فَقٰالَ فَغَنِمَ اَوْ سَكَتَ فَسَلِمَ.

الٰہی سے ہیں، جن کو شمار نہیں کیا جا سکتا، صرف خدا ہی اُن کو شمار کر سکتا ہے۔ اسی طرح دوسرے امور پر بھی لوگوں نے اجماع کیا ہے جیسے زنا کی حرمت پر، چوری اور جھوٹ، قطع رحم، خیانت اور بہت سے دوسرے موارد، محرماتِ الٰہی سے جن کو گنا نہیں جا سکتا، اُن کی تعداد صرف خدا ہی جانتا ہے۔

لیکن سنتوں کے متعلق اختلاف کیا اور ان میں آپس میں جنگ کرتے ہیں، اور گروہوں میں تقسیم ہو گئے ہیں، یہاں تک کہ ایک گروہ دوسرے پر لعنت کرتا ہے، اور وہ ولایت و سرپرستی ہے، اور خلافت ہے۔ ایک گروہ دوسرے گروہ سے بیزاری چاہتا ہے، اور ایک گروہ دوسرے گروہ کو قتل کرتا ہے تا کہ یہ جتلائے کہ اس ولایت کے ساتھ کون زیادہ حق دار ہے۔ سوائے اُس ایک گروہ کے جو خدا کی کتاب اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی پیروی کرتے ہیں۔

پس جس شخص نے اُن چیزوں کو پکڑ لیا جن میں مسلمان اختلاف نہیں کرتے اور اختلافی چیزوں کو خدا پر چھوڑ دیا تو وہ نجات پا گیا اور محفوظ رہا، اور جنت میں داخل ہوگا۔

ہر وہ شخص جس کو خدا توفیق عطا فرمائے اور اُس پر احسان کرے اور اُس پر حجت قائم کرے، اس طرح کہ اُس کے دل کو آئمہ میں سے صاحبانِ امر کی معرفت کے ساتھ نورانی کرے، اور یہ معرفت کروائے کہ علم کا اصل ٹھکانا اور مقام کہاں ہے، تو وہ نیک ہے اور خدا کا دوست ہے۔ رسولِ خداؐ نے فرمایا: خدا رحمت کرے اُس شخص پر جس نے ہمارے حق کو جانا اور اُسے بیان کیا۔ پس نیک ہوا یا خاموش ہوا تو محفوظ رہا۔

نَحْنُ نَقُولُ اَهْلَ الْبَيْتِ: اِنَّ الْاَئِمَّةَ مِنَّا ، وَ اِنَّ الْخِلاٰفَةَ لاٰ تَصْلَحُ اِلاّٰ فينٰا ، وَ اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَنٰا اَهْلَهٰا في كِتٰابِهِ وَ سُنَّةِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ، وَ اِنَّ الْعِلْمَ فينٰا وَ نَحْنُ اَهْلُهُ ، وَ هُوَ عِنْدَنٰا مُجْمُوعٌ كُلُّهُ بِحَذٰافيرِهِ ، وَ اِنَّهُ لاٰ يَحْدُثُ شَيْءٌ اِلىٰ يَوْمِ الْقِيٰامَةِ حَتّىٰ اَرْشِ الْخَدْشِ اِلاّٰ وَ هُوَ عِنْدَنٰا مَكْتُوبٌ بِاِمْلاٰءِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ خَطِّ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلاٰمُ بِيَدِهِ.

وَ زَعَمَ قَوْمٌ اَنَّهُمْ اَوْلىٰ بِذٰلِكَ مِنّٰا، حَتّىٰ اَنْتَ يٰا ابْنَ هِنْدٍ تَدَّعي ذٰلِكَ، وَ تَزْعَمُ اَنَّ عُمَرَ اَرْسَلَ اِلىٰ اَبي اَنّي اُريدُ اَنْ اَكْتُبَ الْقُرْآنَ في مُصْحَفٍ فَابْعَثْ اِلَيَّ بِمٰا كَتَبْتَ مِنَ الْقُرْآنِ ، فَاَتٰاهُ فَقٰالَ : تَضْرِبُ وَاللّٰهِ عُنُقي قَبْلَ اَنْ يَصِلَ اِلَيْكَ ، قٰالَ : وَ لِمَ ؟ قٰالَ : لِاَنَّ اللّٰهَ تَعٰالىٰ قٰالَ : « وَ الرّٰاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ »[1] ، قٰالَ : اِيّٰايَ عَنىٰ وَ لَمْ يَعْنِكَ وَ لاٰ اَصْحٰابَكَ ، فَغَضِبَ عُمَرُ ثُمَّ قٰالَ : اِنَّ ابْنَ اَبي طٰالِبٍ يَحْسَبُ اَنَّ اَحَداً لَيْسَ عِنْدَهُ عِلْمٌ غَيْرُهُ ، مَنْ كٰانَ يَقْرَأُ مِنَ

---

١ ـ آل عمران :٧.

ہم اہل بیتؑ کہتے ہیں کہ آئمہ اور رہنما ہم میں سے ہیں اور خلافت کی لیاقت صرف ہم میں ہے۔ خدا نے اپنی کتاب میں اور اُس کے رسوؐل کی سنت میں ہمیں اسکے لائق جانا ہے۔ علم ہم میں ہے اور ہم اہلِ علم ہیں، اور وہ علم ہمارے پاس تمام کا تمام اپنی کلیت کے ساتھ موجود ہے، اور قیامت کے دن تک کوئی بھی ایسا کام ہونے والا نہیں ہے، حتیٰ کہ کسی کے چہرے پر مارنا، مگر یہ کہ اُسے رسولِؐ خدا نے لکھوایا اور علی علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے لکھا اور ہمارے حوالے کر دیا۔

ایک گروہ خیال کرتا ہے کہ وہ ہم سے زیادہ خلافت کے لائق ہے، حتیٰ کہ تو بھی اے ہند کے بیٹے! یہ دعویٰ کرتا ہے اور گمان کرتا ہے کہ (عمر) نے میرے باپ کے پاس کسی کو بھیجا، اس لئے کہ میں چاہتا ہوں کہ قرآن کو ایک جگہ جمع کروں۔ پس جو کچھ قرآن سے تیرے پاس لکھا ہوا ہے، میرے پاس بھیج دو۔ بھیجا ہوا شخص آیا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم! قبل اس کے کہ وہ تیرے پاس پہنچے، تو میری گردن مار۔ عمر نے کہا کیوں؟ امامؑ نے فرمایا: کیونکہ خدا فرماتا ہے: (وہ جو علم میں راسخ ہیں)۔ امامؑ نے فرمایا کہ آیت نے میرا ارادہ کیا ہے۔ تو اور تیرے ساتھی آیت کے مقصود نہیں ہیں۔ عمر کو غصہ آ گیا اور کہا کہ ابو طالبؑ کا بیٹا خیال کرتا ہے کہ جو علم اُس کے پاس ہے، کسی اور کے پاس نہیں ہے۔ جو کوئی بھی قرآن سے کوئی آیت پڑھے تو وہ اُسے میرے پاس لے

الْقُرْآنِ شَيْئاً فَلْيَأْتِني ، فَإِذا جاءَ رَجُلٌ فَقَرَأَ شَيْئاً مَعَه فيهِ آخَرُ كَتَبَهُ وَ إِلاّ لَمْ يَكْتُبْهُ، ثُمَّ قالُوا : قَدْ ضاعَ مِنْهُ قُرْآنٌ كَثيرٌ، بَلْ كَذَّبوا وَ اللّهِ بَلْ هُوَ مَجْمُوعٌ مَحْفُوظٌ عِنْدَ اَهْلِهِ .

ثُمَّ اَمَرَ قُضاتَهُ وَ وُلاتَهُ : اَجْهِدُوا آراءَكُمْ وَ اقْضُوا بِما تَرَوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ ، فَلا يَزالُ هُوَ وَ بَعْضُ وُلاتِهِ قَدْ وَقَعُوا في عَظيمَةٍ فَيَخْرُجُهُمْ مِنْها اَبي، لِيَحْتَجَّ عَلَيْهِمْ بِها، فَتَجْتَمِعُ الْقُضاةُ عِنْدَ خَليفَتِهِمْ وَ قَدْ حَكَمُوا في شَيْءٍ واحِدٍ بِقَضايا مُخْتَلِفَةٍ فَأَجازَها لَهُمْ ، لِاَنَّ اللّهَ لَمْ يُؤْتِهِ الْحِكْمَةَ وَ فَصْلَ الْخِطابِ.

وَ زَعَمَ كُلُّ صِنْفٍ مِنْ مُخالِفينا مِنْ اَهْلِ هٰذِهِ الْقِبْلَةِ اَنَّ مَعْدِنَ الْخِلافَةِ وَ الْعِلْمِ دُونَنا، فَنَسْتَعينُ بِاللّهِ عَلىٰ مَنْ ظَلَمَنا وَ جَحَدَنا حَقَّنا، وَ رَكِبَ رِقابَنا ، وَ سَنَّ لِلنّاسِ عَلَيْنا ما يَحْتَجُّ بِهِ مِثْلُكَ وَ حَسْبُنَا اللّهُ وَ نِعْمَ الْوَكيلُ.

إِنَّمَا النّاسُ ثَلاثَةٌ :مُؤْمِنٌ يَعْرِفُ حَقَّنا وَ يُسَلِّمُ لَنا، وَ يَأْتَمُّ بِنا ، فَذٰلِكَ ناجٍ مُحِبٌّ لِلّهِ وَلِيٌّ، وَ ناصِبٌ لَنا الْعَداوَةَ يَتَبَرَّأُ مِنّا وَ يَلْعَنُنا ، وَ يَسْتَحِلُّ دِماءَنا ، وَ يَجْحَدُ

آ ئے۔ جب بھی کوئی ایک آیت لاتا اور اُس پر گواہ بھی قائم کرتا تو اُس آیت کو لکھ لیتا، اور اگر گواہ نہ ہوتا تو اُسے نہیں لکھتا تھا۔ پھر انہوں نے کہا کہ قرآن سے بہت سی آیات گم ہوگئی ہیں، حالانکہ یہ جھوٹ بولنے والے ہیں۔ خدا کی قسم! بلکہ قرآن اپنے اہل کے پاس جمع اور محفوظ ہے۔

پھر عمر نے قاضیوں اور شہروں کے گورنروں کو حکم دیا کہ فکر کرو اور اپنے عقائد کو بیان کرو کہ حق کیا ہے۔ عمر اور اُس کے بعض گورنر بہت بڑی مشکل میں پڑ گئے اور میرے والد بزرگوار نے انہیں اس مشکل سے نکالا تا کہ اُس کے خلاف اُن پر دلیل و حجت قائم کر سکے۔ کبھی کبھی تو قاضی اپنے خلیفہ کے پاس آتے اور ایک ہی معاملہ کے متعلق اُن سب کا فیصلہ مختلف ہوتا۔ اس کے باوجود عمر اُن سب کے فیصلوں پر دستخط کر دیتا کیونکہ خدا نے اُسے دانائی وحکمت وقضاوت کا طریقہ عطا نہیں کیا تھا۔

مسلمانوں میں سے ہمارے مخالفوں کا ہر گروہ یہ خیال کرتا ہے کہ خلافت اور علم ہمارے علاوہ دوسروں کیلئے ہے۔ ہم خدا سے ان لوگوں کے خلاف مدد طلب کرتے ہیں جنہوں نے ہم پر ظلم کیا، ہمارے حق سے انکار کیا۔ لوگوں کو ہم پر مسلط کیا اور لوگوں کیلئے ہمارے خلاف راہ کھولی تا کہ تیرے وسیلہ سے ،اُس کے ذریعے دلیل و حجت لائی جائے۔

لوگ تین طرح کے ہیں، مومن جو ہمارے حق کو پہچانتے ہیں، ہمیں تسلیم کرتے ہیں اور ہماری پیروی کرتے ہیں۔ وہ نجات پانے والے ہیں، ہمارے دوست ہیں اور خدا کے حکم کی اتباع کرتے ہیں۔ ہمارے دشمن جو ہم سے بیزار ہیں، ہم پر لعنت کرتے ہیں

حَقَّنا، وَيُدينُ اللّٰهَ بِالْبَراءَةِ مِنّا، فَهٰذا كافِرٌ مُشْرِكٌ فاسِقٌ، وَ اِنَّما كَفَرَ وَ اَشْرَكَ مِنْ حَيْثُ لا يَعْلَمُ، كَما سَبُّوا اللّٰهَ عَدْواً بِغَيْرِ عِلْمٍ، كَذٰلِكَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ.

وَ رَجُلٌ اَخَذَ بِما لا يُخْتَلَفُ فيهِ وَ رَدَّ عِلْمَ ما اُشْكِلَ عَلَيْهِ اِلَى اللّٰهِ مَعَ وِلايَتِنا، وَ لا يَأْتَمُّ بِنا، وَ لا يُعادينا وَ لا يَعْرِفُ حَقَّنا، فَنَحْنُ نَرْجُو اَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَهُ وَ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، فَهٰذا مُسْلِمٌ ضَعيفٌ.

(۴) مناظرته عليه السلام

مع عمرو بن عاص و مروان و ابن زياد

روي انّه اجتمع معاوية مع بطانته، فجعل بعضهم يفخر على بعض، فأراد معاوية أن يضحك على ذقونهم، فقال لهم: أكثرتم الفخر، فلو حضركم الحسن بن علي عليهما السلام و عبداللّٰه بن عباس لقصّرا من أعنتكم ما طال، فبعث معاوية الى الامام عليه السلام - الى أن ذكر قولهم - ثم قال عليه السلام:

لَيْسَ مِنَ الْعَجْزِ اَنْ يَصْمُتَ الرَّجُلُ عِنْدَ ايرادِ الْحُجَّةِ،

اور ہمارے خون بہانے کو حلال جانتے ہیں اور ہمارے حق کا انکار کرتے ہیں۔ ہم سے براۃ اور بیزاری کے ساتھ خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ ایسا شخص کافر، مشرک اور فاسق ہے، اور جس کا اس کو وہم وخیال بھی نہیں، وہاں سے کافر اور مشرک ہوا ہے۔ جیسے کہ جہالت کی وجہ سے خدا کو گالیاں دیتا ہے، اسی طرح لاعلمی کی وجہ سے خدا کے ساتھ شرک کرتا ہے۔

اور ایک وہ شخص جو اُمت کی اتفاقی چیزوں کو پکڑے ہوئے ہے، اور مشتبہ چیزوں کے علم کو خدا کی طرف پلٹا دیتا ہے۔ ساتھ ساتھ ہماری والایت کو بھی خدا کی طرف پلٹا دیتا ہے۔ وہ ہماری پیروی نہیں کرتا اور ہمارے ساتھ دشمنی بھی نہیں کرتا، اور ہمارے حق کو نہیں پہچانتا۔ ہم اُمید کرتے ہیں کہ خدا اُسے بخش دے گا اور جنت میں داخل کرے گا۔ یہ کمزور مسلمان ہے۔ (احتجاج طبرسی، ج ۲، ص ۳)۔

۴۔ آنحضرتؑ کا مناظرہ عمروبن عاص، مروان اور ابن زیاد کے ساتھ

روایت ہے کہ ایک دن معاویہ اپنے رازداروں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور سب ایک دوسرے پر فخر کر رہے تھے۔ معاویہ نے ان سب کو ہنسانا چاہا، اس لئے کہا کہ تم نے ایک دوسرے پر بڑا فخر کیا ہے، اگر تمہارے پاس حسن بن علی علیہما السلام اور عبداللہ ابن عباس ہوتے تو تم کبھی بھی ایسا فخر نہ کرتے۔ معاویہ نے امامؑ کے پاس کسی کو بھیجا، پھر اُن کی گفتگو کو راوی ذکر کرتا ہے۔ پھر امام علیہ السلام نے اُن کے جواب میں فرمایا: اگر کوئی بحث ومباحثہ میں خاموش رہے تو یہ اُس کی کمزوری کی دلیل نہیں ہے۔ بلکہ جو

وَ لٰكِنْ مِنَ الْاِفْكِ اَنْ يَنْطُقَ الرَّجُلُ بِالْخَنا، وَ يُصَوِّرَ الْباطِلَ بِصُورَةِ الْحَقِّ.

يا عَمْرُو اِفْتِخاراً بِالْكِذْبِ وَ جُرْأَةً عَلَى الْاِفْكِ، ما زِلْتُ اَعْرِفُ مَثالِبَكَ الْخَبِيثَةَ، اُبْدِيها مَرَّةً وَ اَمْسِكُ عَنْها اُخْرىٰ، فَتَأْبىٰ اِلاّٰ اِنْهِماكاً فِي الضَّلالَةِ، اَتَذْكُرُ مَصابِيحَ الدُّجىٰ وَ اَعْلامَ الْهُدىٰ وَ فُرْسانَ الطِّرادِ، وَ حُتُوفَ الْاَقْرانِ، وَ اَبْناءَ الطِّعانِ، وَ رَبِيعَ الضَّيْفانِ، وَ مَعْدِنَ النُّبُوَّةِ وَ مَهْبِطَ الْعِلْمِ.

وَ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَحْمىٰ لِما وَراءَ ظُهُورِكُمْ، وَ قَدْ تَبَيَّنَ ذٰلِكَ يَوْمَ بَدْرٍ، حِينَ نَكَصَتِ الْاَبْطالُ وَ تَساوَرَتِ الْاَقْرانُ وَ اقْتَحَمَتِ اللُّيُوثُ، وَ اعْتَرَكَتِ الْمَنِيَّهُ، وَ قامَتْ رَحاها عَلىٰ قُطْبِها، وَ افْتَرَتْ عَنْ نابِها، وَ طارَ شِرارُ الْحَرْبِ، فَقَتَلْنا رِجالَكُمْ، وَ مَنَّ النَّبِيُّ عَلىٰ ذَرارِيكُمْ، فَكُنْتُمْ لَعَمْرِي فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ غَيْرَ مانِعِينَ لِما وَراءَ ظُهُورِكُمْ مِنْ بَنِي عَبْدِالْمُطَّلِب.

وَ اَمّا اَنْتَ يا مَرْوانُ فَما اَنْتَ وَ الْاِكْثارَ فِي قُرَيْشٍ،

جھوٹ بات کرے اور باطل کو حق کا لباس پہنائے، وہ خیانت کار ہے۔

اے عمرو! تو نے جھوٹ کے ساتھ فخر کیا ہے اور گستاخی میں بے حد آگے نکل چکا ہے۔ میں تیری تباہ کاریوں اور بربادیوں سے ہمیشہ واقف ہوں، اُن میں سے کچھ کو تو میں نے ظاہر کیا اور کچھ سے صرفِ نظر کی۔ تو ہمارے متعلق گمراہی میں پڑا ہوا ہے۔ کیا میں تمہیں یاد دلاؤں کہ ہم کون ہیں؟ ہم تاریکی میں روشن چراغ، رہنمائی اور ہدایت کے علم، بہادر و دلاور سوار، دشمنوں پر حملہ کرنے والے اور میدانِ جنگ میں پرورش پانے والے ہیں۔ دوستوں کیلئے خوش و خرم بہار ہیں۔ ہم نبوت کی کمان اور علم کے اترنے کی جگہ ہیں۔

تیرے خیال میں تیری نسل ہم سے زیادہ طاقتور ہے لیکن جنگِ بدر میں ہماری طاقت سامنے آئی جس دن دلاور و بہادر زمین پر گر گئے۔ مدِ مقابل مصیبت میں پھنس گئے۔ شجاع مرد شکست کھا گئے۔ جس دن موت کا راج تھا اور وہ میدان کے ہر طرف گھومنے لگی، اور اپنے دانت نکالے ہوئے تھی۔ جنگ کی آگ کے شعلے بھڑکنے لگے۔ ایسا وقت تھا جب ہم نے تمہارے مردوں کو قتل کیا اور رسولِؐ خدا نے تیری نسل پر احسان کیا۔ میری جان کی قسم! اُس دن تم اولادِ عبدالمطلب سے برتر اور طاقتور نہ تھے۔

اور تو اے مروان! تجھے کیا ہوتا ہے کہ تو قریش کی بڑی باتیں کرتا ہے اور اُن کے ساتھ

وَ اَنْتَ طَلِيقٌ وَ اَبُوكَ طَرِيدٌ، يَتَقَلَّبُ مِنْ خِزْيَةٍ اِلىٰ سَوْأَةٍ، وَ لَقَدْ جِيءَ بِكَ اِلىٰ اَمِيرِ الْمُؤْمِنِينِ ، فَلَمّا رَأَيْتَ الضِّرْغامَ قَدْ دُمِيَتْ بَراثِنُهُ وَ اشْتَبَكَتْ اَنْيابُهُ ، كُنْتَ كَما قالَ الْقائِلُ :

لَيْثٌ اِذا سَمِعَ اللُّيُوثُ زَئِيرَهُ

بَصْبَصْنَ ثُمَّ قَذَفْنَ بِـالْاَبْعارِ

فَلَمّا مَنَّ عَلَيْكَ بِالْعَفْوِ وَ اَرْخىٰ خِناقَكَ بَعْدَ ما ضاقَ عَلَيْكَ، وَ غَصَصْتَ بِرِيقِكَ ، لَمْ تَـقْعُدْ مَـعَنا مَـقْعَدَ اَهْـلِ الشُّكْرِ ، وَ لٰكِنْ كَيْفَ تُساوِينا وَ تُجارِينا، وَ نَـحْنُ مِـمّا لا يُدْرِكُنا عارٌ وَ لا تَلْحَقُنا خِزْيَةٌ.

وَ اَمّا اَنْتَ يا زِيادُ وَ قُرَيْشاً ، لا اَعْرِفُ لَكَ فِيها اَدِيماً صَحِيحاً ، وَ لا فَرْعاً نابِتاً ، وَ لا قَدِيماً ثابِتاً ، وَ لا مَـنْبَتاً كَرِيماً ، بَلْ كانَتْ اُمُّكَ بَغِيّاً تَداوَلَها رِجالٌ مِـنْ قُـرَيْشٍ وَ فُجّارِ الْعَرَبِ ، فَلَمّا وُلِدْتَ لَمْ تَعْرِفْ لَكَ الْعَرَبُ والِداً فَادَّعاكَ هٰذا ـ و أشار الى معاوية ـ بَعْدَ مَماتِ اَبِيهِ .

مالَكَ اِفْتِخارٌ ، تَكْفِيكَ سَمِيَّةُ وَ يَكْفِينا رَسُولُ اللّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ اَبِي عَلِيُّ بْنُ اَبِي طـالِبٍ عَـلَيْهِ

فخر کرتا ہے۔ تو آزاد کیا ہوا ہے اور تیرا باپ شہر بدر کیا ہوا ہے، اور تو ہر روز پستی سے بدی کی طرف مائل ہے اور ان دو میں گرفتار ہے۔ کیا تو نے وہ دن بھلا دیا ہے جس دن تجھے بندھے ہاتھ امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت میں لایا گیا۔ پس تو نے اُس شیر کو دیکھا جو اپنے پنجوں سے خون چاٹ رہا تھا اور اپنے دانتوں کو ایک دوسرے کے ساتھ دبا رہا تھا اور اس شعر کے معنی میں فکر کر رہے تھے۔

ایسا شیر کہ جب دوسرے شیر اُس کی آواز کو سنتے ہیں تو خاموشی سے بھاگ جاتے ہیں اور گوبر گراتے ہیں۔

لیکن امیر المؤمنین علیہ السلام نے تجھے معاف کر دیا اور موت کے گلا گھونٹنے سے تجھے نجات ملی۔ سانس بند ہونے کی وجہ سے تیرا لعابِ دہن اندر نہیں جا رہا تھا۔ اس سے تجھے رہائی ملی، اور تیری حالت ٹھیک ہوئی۔ لیکن بجائے ہمارا شکر گزار ہونے کے ہماری برائی کرنے لگ گیا ہے، اور جسارت کر رہا ہے جبکہ تو جانتا ہے کہ عیب و عار ہمارے دامن پر نہیں بیٹھی، اور ذلت و رسوائی ہماری طرف نہیں آئی۔

اور تو اے زیاد! تیرا قریش کے ساتھ کیا کام؟ تجھے کوئی بھی صحیح نسب کے ساتھ نئی اگنے والی شاخ کے طور پر بہت اچھے، بے شک نیک اور بلند مرتبہ نام کے ساتھ نہیں آواز دیتا۔ تیری ماں ایک زانیہ عورت تھی جس کے ساتھ قریش کے مرد اور عرب کے بڑے لوگ رابطہ رکھتے تھے، اور جب تو پیدا ہوا تو تیرے باپ کا علم نہ تھا۔ یہاں تک کہ اس شخص نے (معاویہ کی طرف اشارہ کیا) اپنے باپ کے مرنے کے بعد تجھے اپنا بھائی بنانے کا دعویٰ کر دیا۔ اس حالت میں کس چیز پر فخر کرتے ہو۔ تیرے لئے تو تیری ماں کی ذلت و رسوائی کافی ہے، اور ہمارے فخر کیلئے اتنا کافی ہے کہ ہمارے نانا رسولِ خداؐ اور ہمارے والد علی ابن ابی طالب علیہما السلام مومنوں کے سردار ہیں۔ جو کبھی بھی

السَّلاٰمُ سَيِّدُ الْمُؤْمِنِينَ ، الَّذِي لَمْ يَـرْتَدَّ عَـلىٰ عَـقِبَيْهِ ، وَ عَمِّي حَمْزَةُ سَيِّدُالشُّهَدٰاءِ ، وَ جَعْفَرُ الطَّيّٰارِ، وَ اَنَا وَ اَخِي سَيِّدٰا شَبٰابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ.

ثم التفت الى ابن عباس فقال : يا ابن العمّ انّما هي بـغاث الطير انقضّ عليها اجدل.

(٥) مناظرته عليه السلام

مع عبدالله بن الزبير

روي أنّه غاب عليه السلام عن دمشق ايّاماً ، ثم رجع اليها ، فدخل على معاوية ، و كان في مجلسه عبدالله بن الزبـير ، فـلما رأى معاوية الامام قام اليه فاستقبله ، و بعد ما استقرّ به المجلس التفت اليه قائلاً : يا أبا محمّد ! انّي أظنّك تعباً نصباً ، فأت المنزل فأرح نفسك فيه .

و خرج الامام عليه السلام من عنده و التفت معاوية الى عبدالله ابن الزبير : لو افتخرت على الحسن، فانك ابن حواري رسول الله صلى الله عليه وآله و ابن عمّته ، و لأبيك في الاسلا م نصيب وافر ـ الى ان ذكر

جاہلیت کی طرف نہیں گئے،

اور ہمارے چچا ایک حمزہ سید الشہداء اور جعفر طیار ہیں، اور میں اور میرا بھائی جوانانِ جنت کے سردار ہیں۔

پھر امام علیہ السلام نے ابن عباس کی طرف رخ کیا اور فرمایا: اے میرے چچا کے بیٹے! یہ کمزور پرندے ہیں۔ بحث و مباحثہ میں ان کے پروں کو توڑا جا سکتا ہے۔(حیاۃ الحسن، قرشی، ص ۳۲۱)۔

۵۔ آنحضرتؑ کا مناظرہ عبداللہ بن زبیر کے ساتھ

روایت ہے کہ چند دن کیلئے امام علیہ السلام دمشق سے چلے گئے۔ پھر دمشق واپس آئے اور معاویہ کے پاس آئے۔ معاویہ کی مجلس میں عبداللہ بن زبیر بھی موجود تھا۔ جب معاویہ نے امامؑ کو دیکھا تو اُن کا استقبال کیا اور جب مجلس آمادہ ہوگئی تو امامؑ سے کہنے لگا کہ اے ابو محمدؑ! میرے خیال میں آپؑ تھکے ہوئے ہیں، گھر جائیں اور آرام فرمائیں۔

امامؑ اُس کے پاس سے باہر چلے گئے۔ معاویہ نے عبداللہ بن زبیر کی طرف منہ کیا اور کہا: اچھا ہے کہ تو حسنؑ پر فخر کرے کیونکہ تو رسولِ خداؐ کے قریبیوں میں سے ایک کا بیٹا ہے اور اُس کے چچا کا بیٹا ہے، اور تیرے باپ نے اسلام میں بڑے کام انجام دیئے

قول ابن الزبير في مجلس عند الامام عليه السلام ـ ثم قال عليه السلام :

اَمّا وَاللّٰهِ لَوْلاٰ اَنَّ بَنِي اُمَيَّةَ تَنْسِبُنِي اِلَى الْعَجْزِ عَنِ الْمَقالِ لَكَفَفْتُ عَنْكَ تَهاوُناً ، وَ لٰكِنْ ساُبَيِّنُ لَكَ ذٰلِكَ لِتَعْلَمَ اَنّي لَسْتُ بِالْعَيِّ وَ لاَ الْكَليلِ اللِّسانِ ، اِيّايَ تُعَيِّرُ وَ عَلَيَّ تَفْتَخِرُ، وَ لَمْ يَكُنْ لِجَدِّكَ بَيْتٌ فِي الْجاهِلِيَّةِ وَ لاٰ مَكْرُمَةٌ ، فَزَوْجَتُهُ جَدَّتي صَفِيَّةٌ بِنْتُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ ، فَبَذَخَ عَلىٰ جَميعِ الْعَرَبِ بِها وَ شَرَفِ مَكانِها ، فَكَيْفَ تُفاخِرُ مَنْ هُوَ مِنَ الْقِلادَةِ واسِطَتُها ، وَ مِنَ الْاَشْرافِ سادَتُها ، نَحْنُ اَكْرَمُ اَهْلِ الْاَرْضِ زَنْداً ، لَنَا الشَّرَفُ الثّاقِبُ وَ الْكَرَمُ الْغالِبُ .

ثُمَّ تَزْعَمُ اَنيّ سَلَّمْتُ الْاَمْرَ ، فَكَيْفَ يَكُونُ ذٰلِكَ وَيْحَكَ كَذٰلِكَ ، وَ اَنَا ابْنُ اَشْجَعِ الْعَرَبِ ، وَ قَدْ وَلَدَتْني فاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِساءِ الْعالَمينَ وَ خِيَرَةُ الْاِماءِ ، لَمْ اَفْعَلْ ذٰلِكَ وَيْحَكَ جُبْناً وَ لاٰ ضَعْفاً ، وَ لٰكِنَّهُ بايَعَني مِثْلُكَ ، وَ هُوَ يَطْلُبُني بِتِرَةٍ ، وَ يُداجيني الْمَوَدَّةَ وَ لَمْ اَثِقْ بِنُصْرَتِهِ ، لِاَنَّكُمْ اَهْلُ بَيْتِ غَدْرٍ ، وَ كَيْفَ لاٰ يَكُونُ كَما اَقُولُ .

وَ قَدْ بايَعَ اَبُوكَ اَميرَ الْمُؤْمِنينَ ثُمَّ نَكَثَ بَيْعَتَهُ ،

ہیں۔ یہاں تک کہ راویعبد اللہ ابن زبیر کی گفتگو امامؑ کی موجودگی میں ایک دوسری مجلس میں ذکر کرتا ہے۔ پھر امامؑ نے فرمایا:

خدا کی قسم! اگر بنی اُمیہ مجھے گفتگو میں کمزور خیال نہ کرتے تو میں تجھے بات کرنے میں پست شمار کرنے سے اپنی زبان کو روکے رکھتا لیکن اب میں واضح کرتا ہوں کہ میں بے عقل اور بے زبان نہیں ہوں۔ کیا تو میرے عیب پکڑتا ہے اور مجھ پر فخر کرتا ہے؟ حالانکہ تیرے دادے کا جاہلیت میں کوئی مشہور خاندان نہ تھا، یہاں تک کہ میری دادی صفیہ عبد المطلبؑ کی بیٹی کے ساتھ شادی کی، اور عربوں کے درمیان بلند مرتبہ ہو گیا اور میری دادی کی وجہ سے تجھے شرف ملا اور فخر کرنے لگا۔ پس تو اُس پر کس طرح فخر کرتا ہے جو گلے میں گردن بند۔ ہے۔ ہم ہیں بلند ترین اور گرامی ترین لوگ زمین پر اور ہم ہی کامل شرافت اور کامیاب و کامران بزرگی رکھتے ہیں۔

تیرے خیال میں میں نے معاویہ کو تسلیم کر لیا ہے؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ تجھ پر ہلاکت ہو۔ میں بہادر ترین عرب مردوں کا بیٹا ہوں اور میں نے فاطمہ سلام اللہ علیہا کی گود میں آنکھ کھولی ہے جو کائنات کی عورتوں کی سردار اور خدا کی کنیزوں میں سے بہترین کنیز ہے۔ ہلاکت ہے تیرے لئے، میں نے یہ کام خوف اور کمزوری کی وجہ سے انجام نہیں دیا۔ اصل وجہ یہ تھی کہ میرے اطراف میں تجھ جیسے لوگ تھے جو بیہودہ طور پر میرے طرف دار بن گئے تھے، اور جھوٹا دوستی کا دعویٰ کرتے تھے۔ مجھے اُن پر اعتماد نہ تھا کیونکہ تم دھوکا دینے والا خاندان ہو۔ اور اس طرح کیوں نہ ہو؟ تیرے باپ نے امیر المؤمنین علیہ السلام کے ساتھ بیعت کی۔ پھر اپنی بیعت کو توڑ دیا اور جاہلیت کی

وَ نَكَصَ عَلىٰ عَقِبَيْهِ، وَ اخْتَدَعَ حَشْيَةً مِنْ حَشَايَا رَسُولِ اللّٰهِ، لِيُضِلَّ بِهَا النَّاسَ ، فَلَمَّا دَلَفَ نَحْوَ الْاَعِنَّةِ وَ رَأىٰ بَرِيقَ الْاَسِنَّةِ قُتِلَ مَضيعَةً لاٰ نٰاصِرَ لَهُ وَ اُتِيَ بِكَ اَسيراً، قَدْ وَطَأَتْكَ الْكُمٰاةُ بِاَظْلاٰفِهٰا ، وَ الْخَيْلُ بِسَنٰابِكِهٰا، وَ اعْتَلاٰكَ الْاَشْتَرُ فَغَصَصْتَ بِرِيقِكَ ، وَ اَقْعَيْتَ عَلىٰ عَقِبَيْكَ كَالْكَلْبِ اِذَا احْتَوَشَتْهُ اللُّيُوثُ .

فَنَحْنُ وَيْحَكَ نُورُ الْبِلاٰدِ وَ اَمْلاٰكُهٰا ، وَ بِنٰا تَفْخَرُ الْاُمَّةُ وَ اِلَيْنٰا تَلْقىٰ مَقٰالِيدَ الْاَزِمَّةِ ، اَتَصُولُ وَ اَنْتَ تَخْدَعُ النِّسٰاءَ ، ثُمَّ تَفْتَخِرُ عَلىٰ بَنِي الْاَنْبِيٰاءِ، لَمْ تَزَلِ الْاَقٰاوِيلُ مِنّٰا مَقْبُولَةً ، وَ عَلَيْكَ وَ عَلىٰ اَبِيكَ مَرْدُودَةً .

دَخَلَ النّٰاسُ فِي دِينِ جَدّي طٰائِعِينَ وَ كٰارِهِينَ ، ثُمَّ بٰايَعُوا اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلاٰمُ، فَسٰارَ اِلىٰ اَبِيكَ وَ طَلْحَةَ حِينَ نَكَثٰا الْبَيْعَةَ وَ خَدَعٰا عُرْسَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ، فَقُتِلَ اَبُوكَ وَ طَلْحَةُ وَ اُتِيَ بِكَ اَسيراً ، فَبَصْبَصْتَ بِذَنْبِكَ وَ نٰاشَدْتَهُ الرَّحِمَ اَنْ لاٰ يَقْتُلَكَ، فَعَفٰا عَنْكَ، فَاَنْتَ عِتٰاقَةُ اَبِي، وَ اَنٰا سَيِّدُ اَبِيكَ ، فَذُقْ وَبٰالَ اَمْرِكَ .

طرف لوٹ گیا، اور علیؑ جو وجودِ پیغمبرؐ کا حصہ تھے، کو دھوکا دیا، اور لوگوں کو گمراہ کیا، اور جب جنگ کے معرکہ میں لشکر کے آگے والے دستے کا سامنا ہوا اور جنگجوؤں نے اپنے تیز نیزوں کے ساتھ اُسے پیس کر رکھ دیا تو بلاوجہ جان دے بیٹھا، اور کسی ساتھی و دوست کے بغیر زمین پر گر گیا، اور تجھے گرفتار کر لیا گیا۔ جبکہ تو تھکا ہوا، زخمی، پسا ہوا، گھوڑوں کے سموں سے پامال اور سواروں کے حملے کو نہ روک سکنے والی حالت میں تھا، اور جب مالک اشتر نے تجھے امامؑ کے سامنے پیش کیا تو تیرے منہ کا پانی خشک ہو چکا تھا، اور اپنی ایڑی پر گھوم رہا تھا، اس طرح جیسے کتا شیروں سے ڈر کر بھاگ رہا ہو۔

ہلاکت ہو تجھ پر، ہم کائنات کا نور ہیں اور اُمتِ سلمانؑ ہم پر فخر کرتی ہے۔ ارادہ اور ایمان کی چابیاں ہمارے ہاتھ میں ہیں۔ اب تو ہم پر حملہ کرتا ہے۔ تو عورتوں کو فریب و دھوکا دینے والا ہے۔ اولادِ انبیاءؑ پر تو فخر کرتا ہے۔ ہماری باتوں کو لوگ قبول کرتے ہیں، تو اور تیرا باپ رد کرتا ہے۔

لوگوں نے شوق اور مجبوراً میرے نانا کے دین کو قبول کیا اور بعد میں جب امیر المؤمنین علیہ السلام سے بیعت کی تو طلحہ اور زبیر نے درمیان سے بیعت کو توڑ دیا۔ رسولِ خداؐ کی بیوی کو دھوکا دے کر میرے باپ کے مقابلے میں جنگ کیلئے کھڑا کیا اور خود قتل ہو گئے، اور تجھے قید کر کے علی علیہ السلام کے پاس لایا گیا۔ انہوں نے تیرے گناہوں کو معاف کر دیا۔ تیرے رشتہ داروں کی رعایت کی۔ تجھے قتل نہ کیا اور معاف کر دیا۔ اس لئے تو میرے باپ کا آزاد کیا ہوا ہے اور میں تیرا آقا و مولا اور باپ ہوں۔ اب اپنے گناہوں کی سنگینی کا احساس کر۔

و خجل ابن الزبير ، فتقدم الى الامام عليه السلام فقال : اعذر يا أبامحمد ، فانّما حملني على محاورتك هذا ـ و اشار الى معاوية ـ فهلا اذ جهلت امسكت عني ، فانكم اهل بيت سجيتكم الحلم و العفو .

و التفت الامام عليه السلام الى معاوية ، فقال له :

أُنْظُرْ هَلْ اَكيعُ عَنْ مُحٰاوَرَةِ اَحَدٍ ، وَيْحَكَ اَتَدْرِي مِنْ أَيِّ شَجَرَةٍ اَنَا ، وَ اِلٰى مَنْ اِنْتَمِيْ ، اِنْتَهْ قَبْلَ اَنْ اَسِمَكَ بِمِيْسَمٍ تَتَحَدَّثُ بِهِ الرُّكْبٰانُ فِي الْآفٰاقِ وَ الْبُلْدٰانِ.

(۶) مناظرته عليه السلام
مع مروان بن حكم

دخل الامام عليه السلام على معاوية ، فلما رآه عليه السلام قام اليه و احتفى به، فساء ذلك مروان و ذكر كلاماً في تنقيصه ، فقال عليه السلام :

وَيْحَكَ يٰا مَرْوٰانُ ، لَقَدْ تَقَلَّدْتَ مَقٰالِيدَ الْعٰارِ فِي الْحُرُوبِ عِنْدَ مُشٰاهَدَتِهٰا، وَ الْمُخٰاذَلَةِ عِنْدَ مُخٰالَطَتِهٰا ، نَحْنُ هَبِلَتْكَ الْهَوٰابِلُ، لَنَا الْحُجَجُ الْبَوٰالِغُ ، وَ لَنٰا اِنْ شَكَرْتُمْ

عبداللہ بن زبیر شرمسار ہوا۔ امام علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور کہا: اے ابو محمدؑ! معذرت چاہتا ہوں۔ اس شخص (معاویہ کی طرف اشارہ کیا) نے مجھے آپؑ کے خلاف بھڑکایا ہے۔ اب مجھے میری بیوقوفی پر معاف کر دو کیونکہ آپؑ کا خاندان وہ ہے جن کے وجود میں معافی اور مہربانی رچی بسی ہوئی ہے۔

امام علیہ السلام معاویہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

دیکھ رہے ہو کہ میں کسی کا بھی جواب دینے سے نہیں رکوں گا۔ تجھ پر ہلاکت ہو۔ کیا تو جانتا ہے کہ میں کس پھل دار درخت کی کونپل ہوں۔ ان حرکتوں سے باز آجا، وگرنہ تیرے چہرے پر ایسا داغ لگاؤں گا کہ شہروں اور صحراؤں کے سوار اُس کے قصے سنائیں گے۔ (المحاسن والاضداد، جاحظ، ص۹۲)۔

۶۔ آنحضرتؑ کا مناظرہ مروان بن حکم کے ساتھ

امام علیہ السلام معاویہ کے پاس تشریف لائے۔ جب اُس نے حضرتؑ کو دیکھا تو کھڑا ہو گیا اور آنحضرتؑ کا بڑا احترام کیا۔ یہ چیز مروان کو بُری لگی اور حضرتؑ کے متعلق بدکلامی کی۔ امامؑ نے فرمایا: اے مروان! تجھ پر ہلاکت ہو۔ تو نے ہمیشہ جنگ کے میدانوں میں اور دشمن کے ساتھ آمنا سامنا کرتے وقت اپنے گلے میں ذلت و رسوائی کا پٹہ پہنا ہے۔ تجھ پر عورتیں گریہ کریں۔ یہ ہم ہیں جو اپنے ساتھ روشن دلیلیں رکھتے ہیں اور اگر شکر گزار بنتے تو ہم تم پر ہدایت برساتے۔ ہم تمہیں نجات کی طرف

عَلَيْكُمُ النِّعَمُ السَّوابِغُ ، نَدْعُوكُمْ إِلَى النَّجاةِ وَ تَدْعُونَنا إِلَى النّارِ ، فَشَتّانَ ما بَيْنَ الْمَنْزِلَتَيْنِ .

تَفْخَرُ بِبَنِي أُمَيَّةَ، وَ تَزْعَمُ أَنَّهُمْ صُبَّرٌ فِي الْحُرُوبِ ، أُسُدٌ عِنْدَ اللِّقاءِ ، ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ ، اولٰئِكَ الْبَهالِيلُ السّادَةُ وَ الْحُماةُ الذّادَةُ وَ الْكِرامُ الْقادَةُ، بَنُو عَبْدِالْمُطَّلِبِ.

اَما وَ اللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتَهُمْ وَ جَميعَ مَنْ فِي هٰذَا الْبَيْتِ ما هالَتْهُمُ الْاَهْوالُ وَ لَمْ يُحيدُوا عَنِ الْاَبْطالِ ، كَاللُّيُوثِ الضّارِيَةِ الْباسِلَةِ الْحَنِقَةِ ، فَعِنْدَها وَلَّيْتَ هارِباً وَ اُخِذْتَ اَسيراً ، فَقَلَّدْتَ قَوْمَكَ الْعارَ ، لِاَنَّكَ فِي الْحُرُوبِ خَوّارٌ .

اَيُراقُ دَمِي ، زَعَمْتَ اَفَلاٰ اَرِقْتَ دَمَ مَنْ وَثَبَ عَلىٰ عُثْمانَ فِي الدّارِ، فَذَبَحَهُ كَما يُذْبَحُ الْجَمَلُ ، وَ اَنْتَ تَثْغُو ثُغاءَ النَّعْجَةِ ، وَ تُنادِي بِالْوَيْلِ وَ الثُّبُورِ، كَالْاَمَةِ اللَّكْعاءِ، اَلاّ دَفَعْتَ عَنْهُ بِيَدٍ اَوْ ناضَلْتَ عَنْهُ بِسَهْمٍ ، لَقَدِ ارْتَعَدَتْ فَرائِصُكَ وَ غُشِيَ بَصَرُكَ ، فَاسْتَغَثْتَ بِي كَما يَسْتَغيثُ الْعَبْدُ بِرَبِّهِ، فَاَنْجَيْتُكَ مِنَ الْقَتْلِ وَ مَنَعْتُكَ مِنْهُ، ثُمَّ تَحُثُّ

بلاتے ہیں اور تو ہمیں آگ کی طرف بلاتا ہے، اور یہ دو مقام ایک دوسرے سے کتنے دور ہیں!

تو بنی اُمیہ پر فخر کرتا ہے اور تیرے خیال میں یہ لوگ میدانِ جنگ میں ثابت قدم ہیں اور بہادر شیروں کی طرح ہیں۔ تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے، مگر کیا تو ہمیں جانتا ہے کہ عبدالمطلب کا خاندان بڑا پہلوان خاندان ہے۔ دوستوں کے محافظ، مہربان و کریم اور بلند مرتبہ مرد ہیں۔

خدا کی قسم! تو اس خاندان کے ہر شخص کو جانتا ہے اور دیکھا ہے کہ مشکلات اور خطرات نے ان کو خوفزدہ نہیں کیا، اور بہادر میدان سے بھاگتے نہیں ہیں، اور یہ غضبناک شیر کی طرح حملہ آور ہوتے ہیں، اور یہ تو تھا جو میدان سے بھاگ کھڑا ہوا اور قیدی بنا لیا گیا، اور اپنے رشتہ داروں کے ساتھ اور اپنی قوم کے ساتھ ذلت و رسوائی میں پڑ گئے۔

تو خیال کرتا ہے کہ تو مجھے قتل کر دے گا، اگر بڑے بہادر ہو تو اُن کا خون کیوں نہ بہایا جنہوں نے عثمان پر حملہ کیا تھا، یہاں تک کہ اونٹ کی طرح عثمان کا سر کاٹ دیا اور تو اُس وقت بھیڑوں کی طرح چیخ رہے تھے اور کمینی عورتوں کی طرح آہ و بکا کر رہے تھے۔ تو نے عثمان کا دفاع کیوں نہ کیا اور اُس کے قاتل کی طرف ایک تیر کیوں نہ مارا بلکہ اُس وقت تیرے بدن کے جوڑ جوڑ کانپ رہے تھے، اور اپنی آنکھوں کو سخت خوف و وحشت کی وجہ سے بند کر رہے تھے، اور ڈر کی وجہ سے میری پناہ لے رہے تھے، جیسے

مُعاوِيَةَ عَلىٰ قَتْلي، وَلَوْ رامَ ذٰلِكَ مَعَكَ لَذُبِحَ كَما ذُبِحَ اِبْنُ عفّانَ، اَنْتَ مَعَهُ اَقْصَرُ يداً، وَاَضْيَقُ باعاً، وَاَجْبَنُ قَلْباً مِنْ اَنْ تَجْسُرَ عَلىٰ ذٰلِكَ.

ثُمَّ تَزْعَمُ اَنّي ابْتَلَيْتُ بِحُكْمِ مُعاوِيَةَ، اَما وَاللّٰهِ لَهُوَ اَعْرَفُ بِشأْنِهِ، وَاَشْكَرُ لِما وَلَّيْناهُ هٰذَا الاَمْرَ، فَمَتىٰ بَدا لَهُ فَلا يُغْضِيَنَّ جُفْنَةً عَلَى الْقَذىٰ مَعَكَ، فَوَاللّٰهِ لَاُعْقِبَنَّ اَهْلَ الشّامِ بِجَيْشٍ يَضيقُ عَنْهُ فَضاؤُها وَيَسْتَأْصِلُ فُرْسانُها، ثُمَّ لا يَنْفَعُكَ عِنْدَ ذٰلِكَ الْهَرْبُ وَالرَّوْغانُ، وَلا يَرُدُّ عَنْكَ الطَّلَبُ تَدْريجَكَ الْكَلامَ.

فَنَحْنُ مِمَّنْ لا يُجْهَلُ، اٰباؤُنا الْقُدَماءُ الاَكابِرُ، وَفُرُوعُنَا السّادَةُ الاَخْيارُ، اَنْطِقْ اِنْ كُنْتَ صادِقاً

و صاح معاوية بمروان: قد كنت نهيتك عن هذا الرجل، و أنت تأبى الاّ انهماكاً فيما لا يعنيك، اربع على نفسك، فليس ابوك كأبيه و لا انت مثله،أنت ابن الطريد الشريد، و هو ابن رسول الله صلى الله عليه وآله الكريم ،و لكن رب باحث عن حتفه و حافر عن مديته.

غلام اپنے آقا کو چمٹتا ہے، اور میں نے تجھے موت سے بچایا اور اب معاویہ کو میرے قتل کیلئے بھڑکاتا ہے، اور اگر اُس دن معاویہ تیرے ساتھ ہوتا تو وہ بھی عثمان کی طرح قتل ہو جاتا۔ اس وقت بھی تو اور معاویہ یہ طاقت وقوت نہیں رکھتے کہ میرے ساتھ گستاخی کرسکو۔

اس وقت تمہارا خیال ہے کہ میں معاویہ کی مہربانی سے زندہ ہوں؟ خدا کی قسم! معاویہ اپنے کو باقی سب سے بہتر جانتا ہے اور ہم نے جو اُسے حکومت دیدی ہے تو وہ شکر گزار ہے اور اس وقت تیرا وجود اُس کی طرح ہے جس کی آنکھ میں کانٹا لگا ہو اور اپنی آنکھ کو بند نہ کرسکتا ہو، اور اگر میں چاہوں تو شام والوں پر ایک ایسا لشکر حملہ کرنے کیلئے بھیجوں کہ دنیا اُن پر تنگ ہو جائے، اور سواروں کے رستے تنگ ہو جائیں، اور اُس وقت بھاگنا، دھوکا دینا اور تیری شاعری تجھے کوئی فائدہ نہ دے گی۔

ہم وہ نہیں ہیں جن کے بلند مرتبہ آباء و اجداد اور نیک اولاد کی پہچان نہ ہو۔ اگر تو سچا ہے تو جا، تو آزاد ہے۔

معاویہ نے مروان کو آواز دی اور کہا: میں نے کہا ہے کہ اس شخص کے ساتھ گستاخی نہ کر لیکن تو نے میری بات نہ مانی اور اب اس ذلت و رسوائی میں گرفتار ہو۔ آخر کار تو اُس کی طرح نہیں ہے۔ تیرا باپ اُس کے باپ تک نہیں پہنچ سکتا۔ تو شہر بدر کئے ہوئے کا بیٹا ہے۔ لیکن اُس کے باپ رسولِ خداؐ ہیں جو کریم ہیں، اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جو اپنے پاؤں سے قبرستان کی طرف جاتے ہیں، خود اپنی قبر کو کھودتے ہیں۔ (المحاسن والمساوی، بیہقی، ج۱، ص۶۳)۔

(٧) مناظرته عليه السلام

مع عمرو بن العاص

لقي عمرو بن العاص الحسن عليه السلام في الطواف فقال له : يا حسن زعمت أنّ الدين لايقوم الاّ بك و بأبيك،فقد رأيت الله أقام معاوية فجعله راسياً بعد ميله و بيناً بعد خفائه، أفيرضى الله بقتل عثمان ؟او من الحق ان تطوف بالبيت كما يدور الجمل بالطحين عليك ثياب كغرقئ البيض ،و أنت قاتل عثمان ؟ و الله انّه لألم للشعث و أسهل للوعث أن يوردك معاوية حياض ابيك.

فقال الحسن عليه السلام:

اِنَّ لِاَهْلِ النّارِ عَلاماتٍ يُعْرَفُونَ بِها، اِلْحاداً لِاَوْلِياءِ اللّٰهِ وَ مُوالاةً لِاَعْداءِ اللّٰهِ ، وَ اللّٰـهِ اِنَّكَ لَـتَعْلَمُ اَنَّ عَـلِيّاً لَمْ يَرْتَبْ فِي الدّينِ ، وَ لَمْ يَشُكَّ فِي اللّٰهِ ساعَةً وَ لا طَرْفَةَ عَيْنٍ قَطُّ، وَ وَاللّٰهِ لَتَنْتَهِيَنَّ يا ابْـنَ اُمِّ عَـمْرٍو اَوْ لَاَنْـفِذَنَّ حِضْنيكَ بِنَوافِذَ اَشَدَّ مِنَ الْاَقْضِبَةِ.

۷۔ آنحضرتؑ کا مناظرہ عمرو بن عاص کے ساتھ

ایک دن عمرو بن عاص نے امام حسن علیہ السلام کو طواف کرتے ہوئے دیکھا، اور کہا کہ اے حسنؑ! تیرے خیال میں دین صرف تیرے اور تیرے باپ کی وجہ سے باقی اور قائم ہے۔ تو نے دیکھا کہ خدا نے معاویہ کو اتنی بڑی کمزوری کے بعد قوی اور پوشیدہ ہونے کے بعد ظاہر کیا۔ کیا خدا عثمان کے قتل سے راضی ہے؟ کیا یہ مناسب ہے کہ خدا کے گھر کے اردگرد ایسے طواف کر رہے ہو جیسے کوئی اونٹ چکی کے گرد گھومتا ہے؟ اور خوبصورت لباس پہنا ہوا ہے، حالانکہ تو عثمان کا قاتل ہے۔ خدا کی قسم! امت کو اختلاف سے بچانے کیلئے مناسب ہے کہ معاویہ تجھے بھی تیرے باپ کی طرح قتل کر دے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

جہنمیوں کی نشانیاں ہیں جو اُن نشانیوں کے ساتھ پہچانے جاتے ہیں۔ خدا کے اولیاء کا انکار اور خدا کے دشمنوں سے دوستی۔ خدا کی قسم! تو جانتا ہے کہ علی علیہ السلام نے ایک لحظہ اور آنکھ کے جھپکنے کے برابر بھی دین میں شک نہیں کیا، اور خدا کے متعلق متردد نہیں ہوئے، اور خدا کی قسم! اے عمرو کے بیٹے! تو خود دور ہوتا ہے یا تلوار سے تیز تر کلمات

فَاِيّاكَ وَ الْهَجْمَ عَلَيَّ ، فَاِنِّي مَنْ قَدْ عَرَفْتَ ، لَيْسَ بِضَعيفِ الْغَمْزَةِ وَ لا هَشِّ الْمَشاشَةِ، وَ لا مَرِيءِ الْمَأْكَلَةِ ، وَ اِنِّي مِنْ قُرَيْشٍ كَواسِطَةِ الْقِلادَةِ، يُعْرَفُ حَسَبِي وَ لاأُدَّعِي لِغَيْرِ اَبِي ، وَ اَنْتَ مَنْ تَعْلَمُ وَ يَعْلَمُ النّاسُ ، تَحاكَمَتْ فيكَ رِجالُ قُرَيْشٍ، فَغَلَبَ عَلَيْكَ جَزّارُها، اَلْاَمُهُمْ حَسَباً وَ اَعْظَمُهُمْ لَوْماً،فَاِيّاكَ عَنّي، فَاِنَّكَ رِجْسٌ وَ نَحْنُ اَهْلُ بَيْتِ الطَّهارَةِ اَذْهَبَ اللّٰهُ عَنَّاالرِّجْسَ وَ طَهَّرَنا تَطْهيراً.

فأُفحم عمرو و انصرف كئيباً.

(٨) مناظرته عليه السلام
مع عمرو بن العاص

روي أنّه لمّا دخل الامام عليه السلام على معاوية ، رأى ابن العاص ما في الامام من عظيم الهيبة و الوقار ساءه ذلك ، و تميّز من الغيظ و الحسد ، فقال : قد جاءكم الافة العيي الّذي كان بين لحييه عقله ، و كان عبداللّه بن جعفر حاضراً فلذعه قوله فصاح به ـ الى أن قال : ـ و سمع الامام الحديث فقال :

کے ذریعے سے تجھے دور کروں؟ مجھ پر حملہ کرنے سے بچ، کیونکہ تو جانتا ہے کہ میں کون ہوں؟ میں کمزور وناتواں، بے قیمت اور شکم پرست نہیں ہوں۔ میں قریش کے درمیان گلے کے ہار کا درمیان والا دھاگا ہوں۔ میرا خاندان جانا پہچانا ہے، اور میرے ماں باپ کے علاوہ کسی کی طرف بھی منسوب نہیں ہے، اور تو وہ ہے کہ تو خود بھی جانتا ہے، اور لوگ بھی اس سے واقف ہیں۔ قریش کے آدمی تیرے بیٹے ہونے کے بارے میں اختلاف رکھتے تھے (اس کی ماں کے چند آدمیوں کے ساتھ زنا کروانے کی وجہ سے)، اور وہ کامیاب ہوا جس کا نسب پست تر اور بدترین تھا باقیوں کی نسبت، اور تو اس کا بیٹا مشہور ہوگیا۔ پس مجھ سے دور رہو کیونکہ تو نجس اور ہم پاک و پاکیزہ خاندان ہیں۔ خدا نے رجس کو ہم سے دور رکھا ہے، اور پاک و پاکیزہ کردیا ہے۔

عمرو نے جب اس جواب کو سنا تو اُس میں جواب دینے کی طاقت نہ رہی اور غصے کی حالت میں واپس لوٹ گیا۔ (شرح نہج البلاغہ، ابن ابی الحدید، ج ۶ ص ۲۷)۔

۸۔ آنحضرتؑ کا مناظرہ عمرو بن عاص کے ساتھ

روایت ہے کہ جب امام حسن علیہ السلام معاویہ کے پاس تشریف لائے تو حضرتؑ کی ہیبت و وقار اور عزت کو دیکھ کر غصے میں آگیا اور حسد و بغض سے بھر گیا، اور کہا کہ بیوقوف اور کمزور شخص تمہارے پاس آیا ہے جس کی عقل اُس کی داڑھی کے درمیان ہے۔ عبداللہ بن جعفرؓ وہاں موجود تھے۔ وہ اس بات کو برداشت نہ کرسکے اور اُسے آواز دی۔ پھر راوی عبداللہ ابن جعفرؓ کی بات کو نقل کرتا ہے، اور کہتا ہے کہ امامؑ نے اُن کی باتوں کو سنا اور فرمایا:

يٰا مُعٰاوِيَةُ! لاٰ يَزٰالُ عِنْدَكَ عَبْدٌ رٰاتِعاً فِي لُحُومِ النّٰاسِ، اَمٰا وَ اللّٰهِ لَوْ شِئْتُ لَيَكُونَنَّ بَيْنَنٰا مٰا تَتَفٰاقَمُ فِيهِ الْاُمُورُ، وَ تَحَرَّجَ مِنْهُ الصُّدُورُ.

ثمّ أنشأ يقول:

اَتَأْمُرُ يٰا مُعٰاوِي عَبْدَ سَهْمٍ
بِشَتْمِي وَ الْمَلَأُ مِنّٰا شُهُودُ
اِذٰا اَخَذَتْ مَجٰالِسَهٰا قُرَيْشٌ
فَقَدْ عَلِمَتْ قُرَيْشٌ مٰا تُرِيدُ
اَاَنْتَ تَظَلُّ تَشْتِمُنِي سَفٰاهاً
لِضِغْنٍ مٰا يَزُولُ وَ مٰا يَبِيدُ
فَهَلْ لَكَ مِنْ اَبٍ كَاَبِي تُسٰامِي
بِهِ مَنْ قَدْ تُسٰامِي اَوْ تَكِيدُ
وَ لاٰ جَدَّ كَجَدِّي يٰا ابْنَ حَرْبٍ
رَسُولِ اللّٰهِ اِنْ ذُكِرَ الْجُدُودُ
وَ لاٰ اُمَّ كَاُمِّي مِنْ قُرَيْشٍ
اِذٰا حَصَلَ الْحَسَبُ التَّلِيدُ

اے معاویہ! ہمیشہ تیرے پاس ایسے آدمی رہتے ہیں جو لوگوں کے گوشت میں اپنے دانت داخل کرتے رہتے ہیں۔ خدا کی قسم! اگر چاہوں تو ایسا کام کروں کہ تو مشکلات اور پریشانیوں میں گھر جائے اور تیرا سانس حلق میں تنگ ہو جائے۔

پھر امام علیہ السلام نے ان اشعار کو پڑھا:

اے معاویہ! کیا اس عبد سہم کو حکم دیتے ہو کہ لوگوں کے درمیان مجھے بُرا بھلا کہے، جب قریش مجالس برپا کرتے ہیں تو تو جانتا ہے کہ اُن کا کیا ارادہ ہوتا ہے؟ تو بیوقوفی کی وجہ سے مجھے برا بھلا کہتا ہے۔ اُس بغض و کینہ کی وجہ سے جو ہمیشہ سے ہمارے بارے میں دل میں رکھتا ہے۔

کیا تیرا بھی میرے باپ کی طرح باپ ہے کہ اس پر فخر کر سکے؟ یا مکر و فریب کر رہا ہے۔ اے حرب کے بیٹے! تیرا نانا میرے نانا کی طرح نہیں ہے جو خدا کے رسولؐ ہیں۔ اگر چاہے تو اپنے اجداد کو یاد کر۔

میری والدہ کی طرح قریش میں کوئی ماں نہیں ہے کہ جس سے باکمال بچے پیدا ہوں۔

فَما مِثْلي تَهْكُمُ يا ابْنَ حَرْبٍ
وَ لا مِثْلي يُنَهْنِهُهُ الْوَعيدُ
فَمَهْلاً لا تَهِجْ مِنّا أُمُوراً
يَشيبُ لِهَوْلِها الطِّفْلُ الْوَليدُ

(٩) مناظرته عليه السلام

مع عمرو بن العاص

حضر عليه السلام في مجلس معاوية فقال:

قَدْ عَلِمَتْ قُرَيْشٌ بِأَسْرِها أَنّي مِنْها في عِزِّ أُرُومَتِها، لَمْ أُطْبَعْ عَلى ضَعْفٍ، وَ لَمْ أُعْكِسْ عَلى خَسْفٍ، أُعْرَفُ بِشِبْهي وَ أُدْعى لِأَبي.

و ساء ذلك ابن العاص و ذكر كلاماً في تنقيصه، ثم قال عليه السلام:

أَما وَاللهِ لَوْ كُنْتَ تَسْمُو بِحَسَبِكَ وَ تَعْمَلُ بِرَأْيِكَ، ما سَلَكْتَ فَجَّ قَصْدٍ، وَ لا حَلَلْتَ رابِيَةَ مَجْدٍ، وَ ايْمُ اللهِ لَوْ أَطاعَني مُعاوِيَةُ لَجَعَلَكَ بِمَنْزِلَةِ الْعَدُوِّ الْكاشِحِ، فَإِنَّهُ

اے حرب کے بیٹے! کون ہے جو میری طرح اشعار پڑھے اور کوئی شخص بھی میری طرح کسی کو سرزنش کرنے کے لائق نہیں ہے۔

چپ رہو اور ایسا کام مت کرو جس کے خوف سے بچے بوڑھے ہو جائیں۔ (المحاسن والاضداد، جاحظ، ص ۹۵)۔

۹۔ آنحضرتؑ کا مناظرہ عمرو بن عاص کے ساتھ

امام علیہ السلام معاویہ کے پاس آئے اور فرمایا:

تمام قریش والے جانتے ہیں کہ میں غالب اور مہربان ہوں اور میں نے کبھی بھی کمزوری کا مظاہرہ نہیں کیا، اور تاریکی میں نہیں پڑا کیونکہ میری پہچان واضح اور میرے والد بلند مرتبہ اور اعلیٰ مقام رکھتے ہیں۔

امامؑ کی اس گفتگو نے عمرو بن عاص کو غمگین کیا اور امام علیہ السلام کے متعلق نازیبا باتیں کرنے لگا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا:

خدا کی قسم! اگر تو اپنے نسب کو یاد کرے اور اپنے غلط عقیدے پر عمل کرے گا تو کبھی بھی کسی نیک مقصد تک نہیں پہنچ پائے گا، اور عزت و کامیابی تیرے ہاتھ نہیں آسکتی۔ خدا کی قسم! اگر معاویہ میری بات مان لے تو تجھے ایک فریب کار اور دھوکا باز دشمن قرار

طَالَ مٰا طَوَيْتَ عَلىٰ هٰذٰاكَشْحَكَ ، وَاَخْفَيْتَهُ فِي صَدْرِكَ ، وَ طَمَعَ بِكَ الرَّجٰاءُ اِلَى الْغٰايَةِ الْقُصْوىٰ الَّتي لاٰ يُورَقُ لَهٰا غُصْنُكَ ، وَ لاٰ يَخْضَرُّ لَهٰا مَرْعٰاكَ.

اَمٰا وَ اللّٰهِ لَيُوشَكَنَّ يٰا ابْنَ الْعٰاصِ اَنْ تَقَعَ بَيْنَ لِحْيَيْ ضِرْغٰامٍ مِنْ قُرَيْشٍ ، قَوِيٍّ مُمْتَنِعٍ، فَرُوسٍ ذِي لُبَدٍ، يَضْغَطُكَ ضَغْطَ الرَّحىٰ لِلْحَبِّ، لاٰ يُنْجيكَ مِنْهُ الرَّوْغٰانُ اِذَا الْتَقَتْ حَلَقَتَا الْبِطٰانِ.

(١٠) مناظرته عليه‌السلام مع معاوية بن أبي سفيان

روي أنّ معاوية فخر يوماً فقال : أنا ابن بطحاو مكة، و أنا ابن أغزرها جوداً، و أكرمها جدوداً، أنا ابن من ساد قريشاً فضلاً ناشئاً و كهلاً، فقال الحسن عليه‌السلام :

اَعَلَيَّ تَفْتَخِرُ يٰا مُعٰاوِيَةُ، اَنَا اِبْنُ عُرُوقِ الثَّرىٰ، اَنَا اِبْنُ مَأْوَى التُّقىٰ، اَنَا اِبْنُ مَنْ جٰاءَ بِالْهُدىٰ، اَنَا اِبْنُ مَنْ سٰادَ اَهْلَ الدُّنْيٰا بِالْفَضْلِ السّٰابِقِ وَ الْحَسَبِ الْفٰائِقِ، اَنٰا اِبْنُ مَنْ

دے کیونکہ کنجوسی تیری پرانی عادت ہے۔ اپنے بغض و کینہ کو چھپاتیہو، اور بلند و بالا مقام کی طمع ولالچ کرتے ہو، حالانکہ تو درخت کی ایسی شاخ ہے جو سرسبز ہونے اور پھل دینے سے قاصر ہے، اور تیرے وجود کی چراگاہ ایسے سبزہ کی لیاقت نہیں رکھتی۔

لیکن خدا کی قسم! یہ چیز قریب ہے کہ قریش کے شیروں کے تیز دانتوں کے درمیان نظر آو۔ ایسے شیر جو طاقتور، بہادر اور قوی سوار ہیں، اور تجھے چکی کے دانے کی طرح پیس کر رکھ دیں گے، اور جب وہ تیرے سامنے آئیں گے تو تیری فریب کاری تجھے فائدہ نہ دے گی۔ (المحاسن والمساوی، بیہقی، ج ا، ص ۶۵)۔

۱۰۔ آنحضرتؑ کا مناظرہ معاویہ بن سفیان کے ساتھ

روایت ہے کہ ایک دن معاویہ نے امام علیہ السلام کے مقابلے میں فخر کیا اور کہا: میں بطحا اور مکہ کا بیٹا ہوں۔ میں اُس کا بیٹا ہوں جو زیادہ معاف کرنے والا اور بلند عزت والا ہے۔ میں اُس کا بیٹا ہوں جس نے قریش کو جوانی اور بڑھاپے میں بلند مقام بخشا۔ امام حسن علیہ السلام نے فرمایا:

اے معاویہ! میرے مقابلے میں فخر کرتے ہو؟ میں اُس کا بیٹا ہوں جو زمین کی رگوں میں اور تہہ میں موجود ہے۔ میں تقویٰ کے ٹھکانے کا بیٹا ہوں۔ میں اُس کا بیٹا ہوں جو ہدایت کو ساتھ لایا۔ میں اُس کا بیٹا ہوں جس کی لازوال فضیلتوں اور بلند و بالا مقام اور رتبے نے لوگوں کو سرداری کے مقام تک پہنچادیا۔ میں اُس کا بیٹا ہوں جس کی

طٰاعَتُهُ طٰاعَةُ اللّٰهِ وَ مَعْصِيَتُهُ مَعْصِيَةُ اللّٰهِ، فَـهَلْ لَكَ اَبٌ كَاَبِي تُبٰاهِينِي بِهِ، وَ قَدِيمٌ كَقَدِيمِي تُسٰامِينِي بِهِ، قُلْ نَعَمْ اَوْ لٰا.

قال معاوية: بل أقول :لا ، و هي لك تصديق، فقال الحسن عليه السلام:

اَلْحَقُّ اَبْلَجُ مٰا يُحِيلُ سَبِيلُهُ

وَ الْحَقُّ يَعْرِفُهُ ذَوُو الْاَلْبٰابِ

(١١) مناظرته عليه السلام

مع معاوية بن ابي سفيان

روي أنّ معاوية قال للحسن بن علي عليه السلام :أنا خير منك يا حسن ، قال عليه السلام: و كيف ذلك يا ابن هند؟ قال : لأنّ النّاس قد أجمعوا عليّ و لم يجمعوا عليك ، قال عليه السلام:

هَيْهٰاتَ هَيْهٰاتَ لَشَرّ مٰا عَلَوْتَ يٰابْنَ اٰكِلَةِ الْاَكْبٰادِ، اَلْمُجْتَمِعُونَ عَلَيْكَ رَجُلاٰنِ ، بَيْنَ مُطِيعٍ وَ مُكْرَهٍ، فَالطّٰائِعُ لَكَ عٰاصٍ لِلّٰهِ، وَ الْمُكْرَهُ مَعْذُورٌ بِكِتٰابِ اللّٰهِ.

اطاعت خدا کی اطاعت ہے، اور جس کی نافرمانی خدا کی نافرمانی ہے۔ کیا تیرا باپ میرے والد کی طرح ہے کہ تو اُس پر فخر کر سکے؟ کیا تیرے نانا میرے نانا کی طرح ہے کہ تو میرے نانا سے اُس کا مقابلہ کر سکے؟ کہہ ہاں یا نہ!

معاویہ نے کہا کہ میں کہتا ہوں ''نہ''، اور آپؑ کی بات کی تصدیق ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا:

حق چمکنے والا ہے اور وہ بدلتا نہیں ہے، اور حق کو صرف عقل والے ہی پہچانتے ہیں۔ (مناقب آل ابی طالب، ج ۴، ص ۲۲)۔

۱۱۔ آنحضرتؑ کا مناظرہ معاویہ بن سفیان کے ساتھ

روایت ہے کہ ایک دن معاویہ نے امام علیہ السلام کے مقابلے میں فخر کیا اور کہا کہ اے حسنؑ! میں تجھ سے بہتر ہوں۔ امامؑ نے فرمایا: اے ہند کے بیٹے! یہ چیز کیسے ممکن ہے کیونکہ لوگ ہمارے اردگرد جمع ہیں، نہ کہ تیرے اردگرد۔

دور ہے، دور ہے اے جگر کھانے والی ہند کے بیٹے! غلط اور بُرے راستے سے اپنے لئے مقام و مرتبہ کو حاصل کیا ہے۔ جن لوگوں نے تیری حکومت کو قبول کیا ہے، وہ دو طرح کے گروہ ہیں، یا آزادی کے ساتھ قبول کیا ہے یا مجبوراً۔ جس نے تیری اطاعت کی ہے، اُس نے خدا کی نافرمانی کی ہے اور جو مجبور ہیں، وہ کتابِ خدا کے حکم کے مطابق عذر رکھتے ہیں۔

وَ حاشَ لِلّهِ اَنْ اَقُولَ : اَنَا خَيْرٌ مِنْكَ فَلاَ خَيْرَ فيكَ، وَ لكِنَّ اللّهَ بَرَّأَني مِنَ الرَّذائِلِ ، كَما بَرَّأَكَ مِنَ الْفَضائِلِ.

(١٢) مناظرته عليه السلام
مع وليد بن عقبة

فقال له عليه السلام:

لاَ اَلُومُكَ اَنْ تَسُبَّ عَلِيّاً، وَ قَدْ جَلَدَكَ فِي الْخَمْرِ ثَمانينَ سَوْطاً، وَ قَتَلَ اَباكَ صَبْراً بِاَمْرِ رَسُولِ اللّهِ في يَوْمِ بَدْرٍ، وَ قَدْ سَمّاهُ اللّهُ عَزَّ وَ جَلَّ في غَيْرِ اٰيَةٍ مُؤْمِناً وَ سَمّاكَ فاسِقاً، وَ قَدْ قالَ الشّاعِرُ فيكَ وَ في عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلامُ:

اَنْزَلَ اللّهُ فِي الْكِتابِ عَلَيْنا

في عَلِيٍّ وَ فِي الْوَليدِ قُرْاٰنا

فَتَبَوَّأَ الْوَليدُ مَنْزِلَ كُفْرٍ

وَ عَلِيٌّ تَبَوَّأَ الْايمانا

لَيْسَ مَنْ كانَ مُؤْمِناً يَعْبُدُاللّهَ

كَمَنْ كانَ فاسِقاً خَوّانا

میں کبھی بھی یہ نہ کہتا کہ میں تجھ سے بہتر ہوں کیونکہ تیرے اندر کوئی اچھائی ہے ہی نہیں لیکن جس طرح خدا نے مجھے پستیوں سے دور رکھا تو اسی طرح تجھے بھی فضیلتوں سے دور رکھا۔ (بحار، ج ۴۴،ص ۱۰۴)۔

۱۲۔ آنحضرتؑ کا مناظرہ ولید بن عقبہ کے ساتھ

امام علیہ السلام نے اُس سے فرمایا: تجھے علی علیہ السلام کو گالیاں دینے میں برا بھلا نہیں کہتا کیونکہ انہوں نے شراب پینے کیوجہ سے تجھے اسی کوڑے لگائے تھے، اور تیرے باپ کو جنگِ بدر میں رسولِؐ خدا کے حکم سے قتل کیا تھا، اور خدا تعالیٰ نے ایک سے زیادہ آیات میں علیؑ کو مومن اور تجھے فاسق کے نام سے یاد کیا ہے۔ شاعر نے تیرے اور علی علیہ السلام کے بارے میں کہا ہے:

خدا نے اپنی کتاب میں علی علیہ السلام اور ولید کے متعلق آیت نازل کی ہے۔

ولید کا مقام وٹھکانا کفر ہے اور علی علیہ السلام خدا کے ساتھ ایمان رکھنے والے کے مقام پر ہیں۔ جو کوئی خدا کی عبادت کرتا ہے، وہ فاسق اور جھوٹے کی طرح نہیں ہوسکتا۔

سَوْفَ يُدْعَ الْوَلِيدُ بَعْدَقَليلٍ

وَ عَلِيٌّ اِلَى الْجَزاءِ عَيانا

فَعَلِيٌّ يُجْزىٰ هُناكَ جِناناً

وَ هُناكَ الْوَلِيدُ يُجْزىٰ هَوانا

(١٣) مناظرته عليه السلام

مع يزيد بن معاوية

جلس الحسن بن علي عليهما السلام و يزيد بن معاوية بن أبي سفيان يأكلان الرطب، فقال يزيد: يا حسن أني قد كنت أبغضك.

قال الحسن عليه السلام:

اِعْلَمْ يا يَزيدُ اِنَّ اِبْليسَ شارَكَ اَباكَ فِي جِماعِهِ، فَاخْتَلَطَ الْماءانِ فَاَوْرَثَكَ ذٰلِكَ عَداوَتِي، لِاَنَّ اللّٰهَ تَعالىٰ يَقُولُ: «وَ شارِكْهُمْ فِي الْاَمْوالِ وَ الْاَوْلادِ»[1]، وَ شارَكَ الشَّيْطانُ حَرْباً عِنْدَ جِماعِهِ، فَوُلِدَ لَهُ صَخْرٌ، فَلِذٰلِكَ كانَ يُبْغِضُ جَدّي رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ.

---

١ - الاسراء: ٦٤.

بہت جلد ولید اور علی علیہ السلام قیامت کے دن بدلہ لینے کیلئے بلائے جائیں گے۔علیؑ اُس جگہ بہشت کو پائیں گے اور ولید ذلت وپستی کو حاصل کرے گا۔(امالی، صدوقؒ ص۳۹۶)۔

۱۳۔ آنحضرتؑ کا مناظرہ یزید بن معاویہ کے ساتھ

امام حسن علیہ السلام اور یزید بن معاویہ بیٹھے کھجوریں کھا رہے تھے۔ یزید نے کہا کہ اے حسنؑ! میں تم سے دشمنی رکھتا ہوں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

اے یزید! تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ تیرے نطفہ کے ٹھہرنے کے وقت شیطان تیرے باپ کے ساتھ شریک تھا۔اس وجہ سے تیرے اندر میرے متعلق دشمنی پائی جاتی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:(اور مال واولاد میں اُن کے ساتھ شریک ہوتا ہے)،اور شیطان صخر کے نطفہ کے ٹھہرنے کے وقت تیرے دادا کے ساتھ شریک تھا۔اسی وجہ سے وہ میرے نانا رسولِ خدا کے ساتھ دشمنی رکھتا تھا۔(مناقب آل ابی طالب، ج۴، ص۱۸۶)۔

(١٤) مناظرته عليه السلام

مع حبيب بن مسلمة الفهري

قال عليه السلام لحبيب بن مسلمة الفهري: ربّ مسير لك في غير طاعة، قال أمّا مسيري الى أبيك فلا، قال عليه السلام:

بَلىٰ، وَ لٰكِنَّكَ اَطَعْتَ مُعٰاوِيَةَ عَلىٰ دُنْياً قَليلَةٍ، فَلَئِنْ كٰانَ قٰامَ بِكَ فِي دُنْيٰاكَ لَقَدْ قَعَدَ بِكَ فِي اٰخِرَتِكَ، فَلَوْ كُنْتَ اِذٰا فَعَلْتَ شَرّاً قُلْتَ خَيْراً كُنْتَ كَمٰا قٰالَ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ: «خَلَطُوا عَمَلاً صٰالِحاً وَ اٰخرَ سَيِّئاً»[١]، وَ لٰكِنَّكَ كَمٰا قٰالَ: «بَلْ رٰانَ عَلٰى قُلُوبِهِمْ مٰا كٰانُوا يَكْسِبُونَ»[٢].

(١٥) كلامه عليه السلام

للحسن البصري في التوحيد

كتب الحسن البصري الى الحسن بن علي عليهما السلام: أمّا بعد فأنتم أهل بيت النبوة و معدن الحكمة، و أنّ اللّه جعلكم الفلك

١ - التوبة: ١٠٢.

٢ - المطففين: ١٤.

۱۴۔ آنحضرتؑ کا مناظرہ حبیب بن مسلمہ فہری کے ساتھ

امام علیہ السلام نے حبیب بن مسلمہ فہری سے فرمایا: بہت سی تیری حرکتیں راہِ خدا سے ہٹ کر ہیں۔ اُس نے کہا لیکن میری حرکت تیرے والد کی طرف اس طرح نہ تھی۔ امامؑ نے فرمایا:

ہاں! لیکن معاویہ کی تو نے تھوڑی سی دنیا کے بدلے میں اطاعت کی ہے۔ اگر وہ تیرے دنیا کے کام انجام دیتا ہے تو آخرت میں تجھے اکیلا چھوڑ دے گا۔ اگر برا کام انجام دیتے ہو تو کہتے ہو کہ اچھا کام بھی انجام دیا ہے، جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (نیک اور برے کام کو آپس میں ملا دیتے ہیں)۔ لیکن تیرا کام اس آیت کے مطابق ہے کہ خدا فرماتا ہے: (اُن کے بُرے اعمال نے اُن کے دلوں کو زنگ آلود کر دیا ہے)۔ (مناقب آل ابی طالب، ج ۳، ص ۱۸۸)۔

۱۵۔ آنحضرتؑ کی گفتگو توحید کے متعلق حسن بصری کے ساتھ

حسن بصریؒ نے امام علیہ السلام کو خط لکھا۔ اما بعد! آپؑ اہل بیتؑ نبوت اور حکمت کی کان ہیں۔ خدا نے آپؑ کو ایسی کشتی قرار دیا ہے جو ڈرا دینے والی موجوں میں حرکت

الجارية في اللجج الغامرة، يلجأ اليكم اللاجئ، و يعتصم بحبلكم الغالي، من اقتدى بكم اهتدى و نجا و من تخلف عنكم هلك وغوى ، و إنّي كتبت اليك عند الحيرة و اختلاف الامة في القدر، فتفضي الينا ما أفضاه الله اليكم أهل البيت ، فنأخذ به .

فكتب اليه الحسن بن علي عليهما السلام:

اَمّا بَعْدُ، فَاِنّا اَهْلُ بَيْتٍ كَما ذَكَرْتَ عِنْدَ اللّٰهِ وَ عِنْدَ اَوْلِيٰائِهِ ، فَاَمّا عِنْدَكَ وَ عِنْدَ اَصْحٰابِكَ فَلَوْ كُنّا كَما ذَكَرْتَ مٰا تَقَدَّمْتُمُونٰا وَ لَاَاسْتَبْدَلْتُمْ بِنٰا غَيْرَنٰا .

وَ لَعَمْرِي لَقَدْ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلَكُمْ فِي كِتٰابِهِ حَيْثُ يَقُولُ :«اَتَسْتَبْدِلُونَ الَّذِي هُوَ اَدْنىٰ بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ »[١]، هٰذٰا لِاَوْلِيٰائِكَ فِيمٰا سَأَلُوا وَ لَكُمْ فِيمَا اسْتَبْدَلْتُمْ .

وَ لَوْلاٰ مٰا اُرِيدُ مِنَ الْاِحْتِجٰاجِ عَلَيْكَ وَ عَلىٰ اَصْحٰابِكَ مٰا كَتَبْتُ اِلَيْكَ بِشَيْءٍ مِمّا نَحْنُ عَلَيْهِ، وَ لَئِنْ وَصَلَ كِتٰابِي اِلَيْكَ لَتَجِدَنَّ الْحُجَّةَ عَلَيْكَ وَ عَلىٰ اَصْحٰابِكَ مُؤَكَّدَةً، حَيْثُ يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ :«اَفَمَنْ يَهْدِي اِلَى

---

١ ـ البقرة :٦١.

کرتی ہے۔آپؐ کی طرف پناہ لینے والا پناہ پا گیا، اور غلو کرنے والا آپؐ کی رسی کو چونچیں مارتا ہے۔جس نے بھی آپؐ کی پیروی کی، وہ ہدایت پا گیا اور نجات پا گیا، اور جو بھی پیچھے رہ گیا، وہ ہلاک ہو گیا اور گمراہ ہو گیا۔قضا و قدر کے متعلق امت کی حیرت اور اختلاف کے زمانے میں آپؐ کی طرف خط لکھ رہا ہوں ۔جو کچھ خدا نے آپؐ اہل بیتؑ کے پاس نازل فرمایا ہے، وہ ہماری طرف ارسال فرمائیے تا کہ ہم اُسے پکڑ سکیں۔امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا:

اما بعد! پس جیسے تو نے کہا ہے کہ ہم خدا اور اُس کے اولیاء کے نزدیک اہل بیتؑ ہیں۔ لیکن تیرے اور تیرے ساتھیوں کے نزدیک ایسے ہی ہوتے جیسا تو نے کہا ہے تو ہم پر کسی اور کو مقدم نہ کرتے اور ہمارے علاوہ کسی اور کا دامن نہ پکڑتے۔

میری جان کی قسم! آپ جیسے لوگوں کے متعلق خدا مثال دیتا ہے اور فرماتا ہے: (کیا تم تبدیل کرتے ہو اُس کو جو پست تر ہے، اُس کے ساتھ جو نیکی میں برتر ہے؟)۔ یہ تمہارے ساتھیوں کے لئے ہے، اس چیز میں جس کا تو نے سوال کیا ہے اور تمہارے لئے ہے جو تم نے پیش کی ہے۔

اور اگر میرا ارادہ تجھ پر اور تیرے ساتھیوں پر حجت اور دلیل قائم کرنے کا نہ ہوتا تو میں تیرے خط کا جواب نہ دیتا، اور جو کچھ ہمارے پاس ہے، اُس سے آگاہ نہ کرتا۔اگر میرا جوابی خط تیرے پاس پہنچ جائے تو سمجھ لینا کہ یہ تیرے اور تیرے دوستوں کے خلاف ایک تاکیدی دلیل کے طور پر ہے کیونکہ خدا فرماتا ہے: (کیا وہ جو حق کی طرف دعوت

الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُتَّبَعَ اَمَّنْ لاٰيَهِدِّي اِلاّٰ اَنْ يُهْدىٰ فَمٰا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُون»[1].

فَاتَّبِعْ مٰا كَتَبْتُ اِلَيْكَ فِي الْقَدرِ، فَاِنَّهُ مَنْ لَمْ يُؤْمِنْ بِالْقَدرِ خَيْرِهِ وَ شَرِّهِ فَقَدْ كَفَرَ، وَ مَنْ حَمَلَ الْمَعٰاصِي عَلى اللّٰهِ فَقَدْ فَجرَ.

اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ لاٰيُطٰاعُ بِاِكْرٰاهٍ، وَ لاٰيُعْصىٰ بِغَلَبَةٍ، وَ لاٰيُهْمِلُ الْعِبٰادَ مِنَ الْمُلْكَةِ، وَ لٰكِنَّهُ الْمٰالِكُ لِمٰا مَلَّكَهُمْ، وَ الْقٰادِرُ عَلىٰ مٰا اَقْدَرَهُمْ، فَاِنِ ائْتَمَرُوا بِالطّٰاعَةِ لَنْ يَكُونَ عَنْهٰا صٰادّاً مُثْبِطاً، وَ اِنِ ائْتَمَرُوا بِالْمَعْصِيَةِ فَشٰاءَ اَنْ يَحُولَ بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ مَا ائْتَمَرُوا بِهِ فَعَلَ، وَ اِنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ هُوَ حَمَلَهُمْ عَلَيْهٰا، وَ لاٰ كَلَّفَهُمْ اِيّٰاهٰا جَبْراً، بَلْ تَمْكِينُهُ اِيّٰاهُمْ وَ اِعْذٰارُهُ اِلَيْهِمْ طَرَّقَهُمْ وَ مَكَّنَهُمْ.

فَجَعَلَ لَهُمُ السَّبِيلَ اِلىٰ اَخْذِ مٰا اَمَرَهُمْ بِهِ وَ تَرْكِ مٰا نَهٰاهُمْ عَنْهُ، وَ وَضَعِ التَّكْلِيفِ عَنْ اَهْلِ النُّقْصٰانِ وَ الزِّمٰانَةِ، وَ السَّلاٰمُ.

---

١ ـ يونس :٣٥.

دیتا ہے، وہ اس لائق ہے کہ اُس کی پیروی کی جائے یا وہ جو خود ہدایت یافتہ نہیں ہے، مگر یہ کہ اُس کو ہدایت دی جائے، تمہیں کیا ہوگیا ہے، تم کیسا حکم کرتے ہو)۔

وہ جو کچھ میں قضا وقدر کے لئے لکھوں، اُس کی پیروی کرو کیونکہ جو کوئی بھی خیر وشر کے متعلق قضا وقدر کے ساتھ ایمان نہ رکھتا ہو، وہ کافر ہوگیا، اور جو کوئی بھی گناہوں کی نسبت خدا کی طرف دے، وہ غلطی پر ہے۔

بے شک خدا کی اطاعت اجباراً نہیں کی جاتی، اور اگر کوئی گناہ کرتا ہے تو وہ اُس پر غالب نہیں آگیا ہوتا، اور اُس نے اپنے بندوں کو بیکار اور ایسے ہی بیہودہ بھی نہیں چھوڑ رکھا بلکہ جو اُس نے اپنے بندوں کو دے رکھا ہے، اُس کا وہ مالک ہے، اور جس کی قدرت اُن کو دی ہوئی ہے، اُس پر وہ قدرت رکھتا ہے۔ اگر اُس کی اطاعت کریں تو وہ اُن کے لئے مانع اور سدراہ نہیں بنتا، اور اگر اُس کی نافرمانی کریں تو اگر وہ چاہے کہ گناہ کے انجام دینے میں کوئی رکاوٹ حائل ہوجائے تو ایسا کردیتا ہے، اور اگر وہ ایسا نہ کرے تو اُس نے ان کو گناہ کرنے پر نہیں اکسایا، اور اُن کو اس گناہ کے انجام دینے پر مجبور نہیں کیا بلکہ اُس نے ان کو اس گناہ کے انجام دینے اور گناہ سے بچنے پر قدرت دی ہے اور ان کیلئے گناہ کرنے اور گناہ سے رکنے کا راستہ کھول دیا ہے۔

پس جس چیز کا حکم فرمایا ہے اُس کی پیروی کرنے کیلئے اور جس چیز سے منع فرمایا ہے، اُس کو ترک کرنے کیلئے اُس نے ان لوگوں کے لئے راستہ قرار دیا ہے، اور تکلیف کو (یعنی احکام پر عمل کرنا) اُن لوگوں سے جو کم عقل یا بیمار ہیں، اٹھالیا ہے۔ (کنز الفوائد، جراجکی، ص ۱۷۰)۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چوتھی فصل (1)

آنحضرتؐ کے منتخب اقوال

- تقویٰ کی فضیلت میں۔
- تقویٰ کی صفت بیان کرنے میں۔
- خدا پر توکل کے متعلق۔
- عقل کے اوصاف میں۔
- جوانمردی کے معنی میں۔
- خاموش رہنے کے مطلب میں۔
- خدا کے ارادہ کے ساتھ خوش ہونے کے متعلق۔
- ادب، حیاء اور جوانمردی کے بارے میں۔
- پاکدامنی اور قناعت کے متعلق۔
- معذرت قبول کرنے کی فضیلت میں۔
- معاف کرنے اور بخشنے کے بارے میں۔
- اچھے اخلاق کی فضیلت میں۔
- غنا اور فقر کے متعلق۔
- حلم اور مہربانی کے متعلق۔
- عطا کرنے کے متعلق۔
- تکبر، لالچ اور حسد کی مذمت کے متعلق۔
- بخل کے وصف کے بارے میں۔
- حسد کی مذمت میں۔
- لالچ وطمع کی مذمت میں۔

(١) قوله عليه السلام

في فضل التقوى

مَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجاً مِنَ الْفِتَنِ، وَ يُسَدِّدْهُ فِي اَمْرِهِ، وَ يُهَيِّئْ لَهُ رُشْدَهُ، وَ يُفْلِجْهُ بِحُجَّتِهِ، وَ يُبَيِّضْ وَجْهَهُ، وَ يُعْطِيهِ رَغْبَتَهُ، مَعَ الَّذِينَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ، مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَ الشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ، وَحَسُنَ اُؤلٰئِكَ رَفِيقاً.

(٢) قوله عليه السلام

في وصف التقوى

اَلتَّقْوىٰ بَابُ كُلِّ تَوْبَةٍ، وَ رَأْسُ كُلِّ حِكْمَةٍ، وَ شَرَفُ كُلِّ عَمَلٍ.

(٣) قوله عليه السلام

في التوكّل على الله

مَنِ اتَّكَلَ عَلىٰ حُسْنِ الْاِخْتِيَارِ مِنَ اللّٰهِ، لَمْ يَتَمَنَّ اَنَّهُ فِي غَيْرِ الْحَالِ الَّتِي اِخْتَارَهَا اللّٰهُ لَهُ.

۱۔ آنحضرتؑ کا قول فضیلتِ تقویٰ میں

جوکوئی بھی اللہ سے ڈرتا ہے اور تقویٰ اختیار کرتا ہے، خدا تعالیٰ اُس کیلئے فتنوں سے نکلنے کیلئے راستہ کھول دیتا ہے، اور اُس کے کاموں میں اُس کی تائید کرتا ہے۔ ہدایت کا راستہ اُس کیلئے آمادہ رکھتا ہے اور اُس کی حجت اور دلیل کو غالب کرتا ہے۔ اُس کے چہرے کو نورانی اور اُس کی اُمیدوں کو پورا کرتا ہے، اور یہ شخص ایسے لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر خدا نے اپنی نعمتیں کی ہیں اور وہ نبیوں میں سے، سچوں میں سے، شہداء میں سے اور نیک لوگوں میں سے ہیں، اور یہ کتنے اچھے ساتھی ہیں۔(i۔تحف العقول، ص۲۳۳۔ii۔بحارالانوار، ج۷۸،ص۱۱۰)۔

۲۔ آنحضرتؑ کا قول تقویٰ کے وصف میں

تقویٰ توبہ کا دروازہ، حکمت و دانائی کا آغاز اور ہر عمل کی شرافت ہے۔(i۔تحف العقول،ص۲۳۲۔ii۔بحارالانوار، ج۷۸،ص۱۱۰)۔

۳۔ آنحضرتؑ کا فرمان خدا پر توکل کے متعلق

جوکوئی بھی خدا کے اختیار کئے ہوئے اچھے کام میں توکل کرتا ہے تو وہ کبھی بھی یہ نہیں چاہتا کہ جو حالت خدا نے اُس کیلئے اختیار کی ہے، اُس کے علاوہ کوئی اور حالت پیدا ہوجائے۔(i۔تحف العقول،ص۲۳۴۔ii۔بحارالانوار، ج۷۸،ص۱۰۶)۔

(۴) قوله عليه السلام

في وصف العقل

رَأْسُ الْعَقْلِ مُعاشَرَةُ النّاسِ بِالْجَمِيلِ، وَ بِالْعَقْلِ تُدْرَكُ الدّارانِ جَمِيعاً، وَ مَنْ حُرِمَ مِنَ الْعَقْلِ حَرَمَهُما جَمِيعاً.

(۵) قوله عليه السلام

في معنى المروّة

اَلْمُرُوَّةُ حِفْظُ الدّينِ، وَ اِعْزازُ النَّفْسِ، وَ لينُ الْكَنَفِ، وَ تَعَهُّدُ الصَّنيعَةِ، وَ اَداءُ الْحُقُوقِ.

(۶) قوله عليه السلام

في معنى المروّة

شُحُّ الرَّجُلِ عَلىٰ دينِهِ، وَ اِصْلاحُهُ مالَهُ، وَ قِيامُهُ بِالْحُقُوقِ.

٤۔ آنحضرتؑ کا قول وصف عقل میں

لوگوں کے ساتھ اچھا میل جول رکھنا عقل کی ابتداء اور بہت اچھی سوچ ہے۔ عقل کے ذریعے سے دنیا اور آخرت ہاتھ میں آتی ہے۔ جو کوئی بھی عقل سے محروم ہوا تو وہ دونوں جہانوں سے محروم ہوا۔ (i۔ کشف الغمہ، ج ا، ص ۵۷۲۔ ii۔ بحار، ج ۷۸، ص ۱۱۱)۔

٥۔ آنحضرتؑ کا قول جوانمردی کے متعلق

جوانمردی یہ ہے کہ دین کی حفاظت کرنا، اپنے آپ کو باوقار بنانا، مہربان ہونا، کام اچھے طریقے سے انجام دینا اور حقوق ادا کرنا۔ (i۔ نزہتہ الناظر، ص ۷۹۔ ii۔ مقصد الراغب، ص ۱۲۸)۔

٦۔ آنحضرتؑ کا فرمان جوانمردی کے معنی میں

جوانمردی انسان کا اپنے دین میں طمع رکھنا، اپنے مال کی اصلاح کرنا (حرام سے پرہیز، حلال کمانا خمس دینا) اور حقوق ادا کرنے کیلئے قیام کرنا ہے۔ (i۔ تحف العقول، ص ۲۳۵۔ ii۔ بحار، ج ۷۸، ص ۱۰۹)۔

(٧) قوله عليه السلام

في الصمت

سِتْرُ الْعَمىٰ، وَ زَيْنُ الْعِرْضِ، وَ فاعِلُهُ في راحَةٍ، وَ جَليسُهُ آمِنٌ.

(٨) قوله عليه السلام

في الرضا بقضاء الله

كَيْفَ يَكُونُ الْمُؤْمِنُ مُؤْمِناً وَ هُوَ يَسْخَطُ قِسَمَهُ، وَ يُحَقِّرُ مَنْزِلَتَهُ، وَ الْحاكِمُ عَلَيْهِ اللّٰهُ، وَ أنَا الضّٰامِنُ لِمَنْ لَمْ يَهْجُسْ في قَلْبِهِ إلاَّ الرِّضا، أنْ يَدْعُوَ اللّٰهَ فَيُسْتَجابُ لَهُ.

(٩) قوله عليه السلام

في الأدب و الحياء و المروّة

لا أدَبَ لِمَنْ لا عَقْلَ لَهُ، وَ لا مُرُوَّةَ لِمَنْ لا هِمَّةَ لَهُ، وَ لا حَياءَ لِمَنْ لا دينَ لَهُ.

۷۔ خاموشی اختیار کرنے کے متعلق آنحضرتؑ کا ارشاد

خاموش رہنا اُن چیزوں کے لئے لباس ہے جو معلوم نہ ہوں۔ عزت و آبرو کی زینت ہے۔ جو شخص خاموش رہتا ہے، آرام پاتا ہے، اور اُس کے ساتھ بیٹھنے والا اُس سے محفوظ ہے۔ (کشف الغمہ ، ج ۱، ص ۵۷۲ ۔ ii ۔ بحار، ج ۷۸، ص ۱۱۱)۔

۸۔ آنحضرتؑ کا فرمان قضائے الٰھی کے ساتھ راضی ھونے کے متعلق

وہ مومن کیسا مومن ہے جو اس حال میں ہے کہ خدا کی تقسیم سے ناراض ہے، اور خدا کے مقام و مرتبہ کو پست شمار کرتا ہے، حالانکہ خدا ہی اُس پر حکم کرنے والا ہے، اور میں ایسے شخص کی ضمانت دیتا ہوں جو اپنے دل میں خدا کی مرضی کے علاوہ اور کچھ نہیں رکھتا، اور خدا ایسے شخص کی دعا قبول کرتا ہے۔ (i ۔ کافی، ج ۲، ص ۶۲ ۔ ii ۔ بحار، ج ۳۴، ص ۳۵۱)۔

۹۔ ادب، حیاء اور جوانمردی کے متعلق آنحضرتؑ کا فرمان

جو بے عقل ہے، وہ بے ادب ہے، اور جو ہمت نہیں رکھتا، وہ جوانمردی نہیں رکھتا اور جو بے دین ہے، وہ بے حیاء ہے۔ (کشف الغمہ ، ج ۱، ص ۵۷۲ ، ii ۔ بحار، ج ۷۸، ص ۱۱۱)۔

(١٠) قوله عليه السلام

في فضل العفاف و القناعة

يَابْنَ اٰدَمَ عَفَّ عَنْ مَحٰارِمِ اللّٰهِ تَكُنْ عٰابِدًا، وَ ارْضَ بِمٰا قَسَمَ اللّٰهُ سُبْحٰانَهُ تَكُنْ غَنِيّاً، وَ اَحْسِنْ جِوٰارَ مَنْ جٰاوَرَكَ تَكُنْ مُسْلِماً.

(١١) قوله عليه السلام

في فضل قبول المعذرة

لاٰ تُعٰاجِلِ الذَّنْبَ بِالْعُقُوبَةِ، وَ اجْعَلْ بَيْنَهُمٰا لِلْاِعْتِذٰارِ طَرِيقاً.

(١٢) قوله عليه السلام

في العفو

اَوْسَعُ مٰا يَكُونُ الْكَرِيمُ بِالْمَغْفِرَةِ، اِذٰا ضٰاقَتْ بِالْمُذْنِبِ الْمَعْذِرَةُ.

۱۰۔ آنحضرتؑ کا ارشاد پاکدامنی اور قناعت کے متعلق

اے آدم کے بیٹے! خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں سے بچو تاکہ عبادت گزار بن سکو، اور جو کچھ خدا نے تجھے دیا ہے، اُس سے راضی ہو جا تاکہ بے نیاز ہو جائے۔ اپنے ہمسایوں کے ساتھ نیکی کر اور مسلمان بن جا۔ (i۔ کشف الغمہ، ج۱، ص۵۷۲۔ ii۔ بحار، ج۷۸، ص۱۱۲)۔

۱۱۔ آنحضرتؑ کا ارشاد معافی قبول کرنے کی فضیلت کے متعلق

کسی کی غلطی پر سزا دینے میں جلدی نہ کرو بلکہ غلطی اور سزا کے درمیان معذرت خواہی کو قرار دو۔ (i۔ عدد القویہ، ص۳۷۔ ii۔ نزہۃ الناظر، ص۷۲)۔

۱۲۔ آنحضرتؑ کا فرمان معاف کرنے کے متعلق

جس وقت گناہ گار شخص پر معذرت کرنا سخت مشکل ہوتا ہے، اُس وقت ایک مہربان اور کریم شخص کا معاف کرنا دیگر مواقع کی نسبت زیادہ اہم ہوتا ہے۔ (i۔ اعلام الدین، ص۲۷۹۔ ii۔ نزہۃ الناظر، ص۷۸)۔

(۱۳) قوله عليه السلام

في فضل الخلق الحسن

اِنَّ اَحْسَنَ الْحَسَنِ اَلْخُلُقُ الْحَسَنِ.

(۱۴) قوله عليه السلام

في الغنى و الفقر

خَيْرُ الْغِنىٰ الْقُنُوعُ، وَ شَرُّ الْفَقْرِ الْخُضُوعُ.

(۱۵) قوله عليه السلام

في الحلم

اَلْحِلْمُ، كَظْمُ الْغَيْظِ وَ مِلْكُ النَّفْسِ.

(۱۶) قوله عليه السلام

في السماح

اَلسَّمٰاحُ، الْبَذْلُ فِي السَّرّٰاءِ وَ الضَّرّٰاءِ.

۱۳۔ آنحضرتؑ کا قول اچھے اخلاق کی فضیلت کے متعلق

بہترین حسن اچھا اخلاق ہے۔(i۔خصال،ص۱۷۔ii۔بحار،ج۱۷،ص۳۸۶)۔

۱۴۔ آنحضرتؑ کا فرمان غنا اور فقر کے بارے میں

بہترین بے نیازی قناعت اور بدترین فقر کسی کے آگے جھکنا ہے۔(i۔عدد القویۃ،ص۳۸۔ii۔بحار،ج۷۸،ص۱۱۳)۔

۱۵۔ آنحضرتؑ کا فرمان حلم و بردباری کے متعلق

حلم و بردباری غصے کو پی جانا اور اپنے نفس پر کنٹرول کا نام ہے۔(بحار،ج۷۸، ص۱۰۲)۔

۱۶۔ آنحضرتؑ کا فرمان عطا کرنے کے بارے میں

عطا کرنا اور راہِ خدا میں دینا حقیقتاً وہی ہے جو خوشحالی اور تنگدستی کی حالت میں ہو۔(بحار،ج۷۸،ص۱۱۴)۔

(١٧) قوله عليه السلام

في ذمّ الكبر و الحرص و الحسد

هَلاٰكُ النّاٰسِ في ثَلاٰثٍ: اَلْكِبْرُ وَ الْحِرْصُ وَ الْحَسَدُ، فَالْكِبْرُ هَلاٰكُ الدّينِ وَ بِهِ لُعِنَ اِبْليسُ، وَ الْحِرْصُ عَدُوُّ النَّفْسِ، وَ بِهِ اُخْرِجَ اٰدَمُ مِنَ الْجَنَّةِ، وَ الْحَسَدُ رٰائِدُ السُّوءِ وَ مِنْهُ قَتَلَ قٰابيلُ هٰابيلَ.

(١٨) قوله عليه السلام

في وصف البخل

اَلْبُخْلُ، اَنْ يَرَى الرَّجُلُ مٰا اَنْفَقَهُ تَلَفاً، وَ مٰا اَمْسَكَهُ شَرَفاً.

(١٩) قوله عليه السلام

في ذمّ الحسد

مٰا رَأَيْتُ ظٰالِماً اَشْبَهَ بِمَظْلُومٍ مِنْ حٰاسِدٍ.

(٢٠) قوله عليه السلام

في ذم الحرص و الطمع

اِجْعَلْ مٰا طَلَبْتَ مِنَ الدُّنْيٰا فَلَنْ تَظْفَرَ بِهِ، بِمَنْزِلَةِ مٰا لَمْ يَخْطُرْ بِبٰالِكَ.

۱۷۔ آنحضرتؑ کا قول تکبر، لالچ اور حسد کی مذمت میں

تین چیزوں میں لوگوں کی ہلاکت ہے: تکبر وحرص ولالچ۔ تکبر دین کو تباہ کرنے والا ہے اور اسی تکبر کی وجہ سے ابلیس ملعون ٹھہرا۔ لالچ انسان کی دشمن ہے، اسی وجہ سے آدم جنت سے نکلا اور حسد برائی کا رہنما ہے اور اسی وجہ سے قابیل نے ہابیل کو قتل کیا۔ (i۔ کشف الغمہ، ج۱، ص۵۷۲۔ ii۔ بحار، ج۷۸، ص۱۱۱)۔

۱۸۔ آنحضرتؑ کا فرمان بخل و کنجوسی کے متعلق

بخل یہ ہے کہ جو انسان نے خرچ کیا ہے، اُسے ضائع سمجھے اور جو ذخیرہ کیا ہے، اُسے عزت وشرف جانے۔ (i۔ عدد القویہ، ص۳۷۔ ii۔ بحار، ج۴۷، ص۱۴۷، ج۷۸، ص۱۱۳)۔

۱۹۔ آنحضرتؑ کا فرمان حسد کی مذمت میں

حسد کرنے والے شخص کے علاوہ کسی ظالم کو مظلوم کے ساتھ زیادہ شباہت رکھنے والا نہیں دیکھا۔ (i۔ کشف الغمہ، ج۱، ص۵۷۲۔ ii۔ بحار، ج۷۸، ص۱۱۱)۔

۲۰۔ آنحضرتؑ کا فرمان لالچ و طمع کی مذمت کے متعلق

دنیا کی ایسی چیز کہ جس کے حصول کا تو طلبگار تھا، لیکن حاصل نہ کر سکا، اُسے ایسے سمجھ جیسے تو نے اُس کے متعلق کبھی سوچا بھی نہ تھا۔

(i۔ کشف الغمہ، ج۱، ص۵۷۲۔ ii۔ بحار، ج۷۸، ص۱۱۱)۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چوتھی فصل (۲)

آنحضرتؐ کے منتخب اقوال

- تعلیم و تعلم کی فضیلت میں۔
- اپنے خاندان کے بچوں کیلئے تعلیم و تعلم کی فضیلت میں۔
- مشورہ کی فضیلت میں۔
- مرکزِ حصولِ علم میں فکر کرنے کے متعلق۔
- فکر کرنے کی فضیلت میں۔
- کسی کیلئے نیک بھائی ہونے کے وصف میں۔
- قیامت کے دن کیلئے سامان مہیا کرنے کے متعلق۔
- بعض نصیحتوں کے متعلق۔
- بہترین آنکھیں، کان اور دل کے متعلق۔
- لوگوں کے ساتھ میل جول کے متعلق۔
- بھائی چارے کے وصف میں۔
- واجبات کی اہمیت کے متعلق۔
- بارگاہِ خداوندی میں کھڑا ہونے کے متعلق۔
- خدا کی نعمتوں کے بارے میں۔
- مختصر طور پر طلب روزی کے متعلق۔
- فرصت کی اہمیت کے متعلق۔
- ہنسنے کی مذمت میں۔
- نزدیک اور دور کے انسان کے متعلق۔
- ایسی اچھائی کے بارے میں جس میں شر نہ ہو۔
- خدا کی نعمتوں پر شکر کرنے اور اُن کا انکار کرنے کے متعلق۔

(٢١) قوله عليه السلام

في فضل التعليم و التعلّم

عَلِّمِ النّٰاسَ عِلْمَكَ، وَ تَعَلَّمْ عِلْمَ غَيْرِكَ، فَتَكُونَ قَدْ اَتْقَنْتَ عِلْمَكَ، وَ عَلِمْتَ مٰا لَمْ تَعْلَمْ.

(٢٢) قوله عليه السلام

لصغار قومه في فضل تعلّم العلم

اِنَّكُمْ صِغٰارُ قَوْمٍ، وَ يُوْشَكُ اَنْ تَكُونُوا كِبٰارَ قَوْمٍ اٰخَرِينَ، فَتَعَلَّمُوا الْعِلْمَ، فَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ اَنْ يَحْفَظَهُ فَلْيَكْتُبْهُ وَ لْيَضَعْهُ في بَيْتِهِ.

(٢٣) قوله عليه السلام

في فضل المشورة

مٰا تَشٰاوَرَ قَوْمٌ اِلاّٰ هُدُوا اِلىٰ رُشْدِهِمْ.

۲۱۔ آنحضرتؑ کا قول تعلیم و تعلم کی فضیلت میں

اپنا علم لوگوں کو سکھاؤ اور دوسروں کے علم سے فائدہ حاصل کرو تا کہ تمہارا علم مستحکم و مضبوط ہو اور جس کا علم نہ ہو، وہ سیکھ لے۔ (i۔ کشف الغمہ، ج ۱، ص ۵۷۲۔ ii۔ بحار، ج ۷۸، ص ۱۱۱)۔

۲۲۔ آنحضرتؑ کا فرمان بچوں کو علم سکھانے کی اہمیت کے متعلق

بے شک تم اس خاندان کے بچے ہو، اور بہت جلد ایک دوسرے خاندان کے بزرگ بن جاؤ گے، علم سیکھو۔ تم میں سے جو مطالب کو حفظ کرنے پر طاقت نہیں رکھتا۔ وہ لکھ کر اپنے گھر رکھ لے۔ (بحار، ج ۲۲، ص ۱۱۰)۔

۲۳۔ آنحضرتؑ کا قول مشورہ کے متعلق

کسی گروہ نے بھی مشورہ نہیں کیا مگر یہ کہ اُس مشورہ کی وجہ سے اپنے ہدایت کے راستے کی رہنمائی حاصل کر لی۔ (i۔ تحف العقول، ص ۲۳۳۔ ii۔ بحار، ج ۷۸، ص ۱۰۵)۔

(٢٤) قوله عليه السلام

في التفكّر فيما يودع الصدر

عَجِبْتُ لِمَنْ يَتَفَكَّرُ في مَأْكُولِهِ، كَيْفَ لا يَتَفَكَّرُ في مَعْقُولِهِ، فَيُجَنِّبُ بَطْنَهُ ما يُؤْذيهِ، وَ يُودَعُ صَدْرَهُ ما يُرْديهِ.

(٢٥) قوله عليه السلام

في فضل التفكّر

عَلَيْكُمْ بِالْفِكْرِ، فَإنَّهُ حَياةُ قَلْبِ الْبَصيرِ، وَ مَفاتيحُ أَبْوابِ الْحِكْمَةِ.

(٢٦) قوله عليه السلام

في وصف أخ صالح كان له

كانَ مِنْ أَعْظَمِ النّاسِ في عَيْني، صَغُرَ الدُّنْيا في عَيْنِهِ، كانَ خارِجاً مِنْ سُلْطانِ الْجَهالَةِ، فَلا يَمُدُّ يَداً إلاّ

۲۴۔ آنحضرتؑ کا قول حصولِ علم کے مرکز میں فکر کرنے کے متعلق

میں تعجب کرتا ہوں ایسے شخص سے جو اپنی کھانے کی چیزوں کے متعلق تو فکر کرتا ہے لیکن جن علوم کو وہ سیکھتا ہے، اُن میں فکر نہیں کرتا تا کہ اپنے پیٹ کو تکلیف دینے والی غذاؤں سے بچا سکے، اور اپنے سینہ کو ہلاک کرنے والی چیزوں سے دور رکھ سکے۔ (سفینۃ البحار، ج ا، ص ۸۴)۔

۲۵۔ آنحضرتؑ کا فرمان فکر کرنے کی فضیلت میں

تم پر فکر کرنا واجب ہے کیونکہ فکر عقلمند انسان کے دل کی زندگی ہے اور دانائی وحکمت کے دروازوں کی چابی ہے۔ (i۔ اعلام الدین، ص ۲۹۷۔ ii۔ بحار، ج ۷۸، ص ۱۱۵)۔

۲۶۔ آنحضرتؑ کا فرمان اُن کے نیک و صالح بھائی کے متعلق

وہ میری نگاہ میں لوگوں سے بلند تر تھا۔ اُس کی آنکھوں میں دنیا بے وقعت تھی۔ وہ جہالت اور بے علمی کی اطاعت کرنے سے باہر تھا۔ کسی چیز کیطرف ہاتھ نہ بڑھاتا تھا

عَلىٰ ثِقَةٍ لِمَنْفَعَةٍ، كٰانَ لاٰ يَشْتَكي وَ لاٰ يَتَسَخَّطُ وَ لاٰ يَتَبَرَّمُ، كٰانَ اَكْثَرُ دَهْرِهِ صٰامِتاً، فَاِذٰا قٰالَ بَذَّ الْقٰائِلِينَ.

كٰانَ ضَعيفاً مُسْتَضْعَفاً، فَاِذٰا جٰاءَ الْجِدُّ فَهُوَ اللَّيْثُ عٰادِياً، كٰانَ اِذٰا جٰامَعَ الْعُلَمٰاءَ عَلىٰ اَنْ يَسْتَمِعَ اَحْرَصَ مِنْهُ عَلىٰ اَنْ يَقُولَ، كٰانَ اِذٰا غُلِبَ عَلَى الْكَلاٰمِ لَمْ يُغْلَبْ عَلَى السُّكُوتِ.

كٰانَ لاٰ يَقُولُ مٰا لاٰ يَفْعَلُ، وَ يَفْعَلُ مٰا لاٰ يَقُولُ، كٰانَ اِذٰا عُرِضَ لَهُ اَمْرٰانَ لاٰ يَدْري اَيُّهُمٰا اَقْرَبُ اِلىٰ رَبِّهِ، نَظَرَ اَقْرَبَهُمٰا مِنْ هَوٰاهُ فَخٰالَفَهُ، كٰانَ لاٰ يَلُومُ اَحَداً عَلىٰ مٰا قَدْ يَقَعُ الْعُذْرُ في مِثْلِهِ.

(٢٧) قوله عليه السلام

في التزوّد ليوم القيامة

يَابْنَ آدَمَ! اِنَّكَ لَمْ تَزَلْ في هَدْمِ عُمْرِكَ مُنْذُ سَقَطْتَ مِنْ بَطْنِ اُمِّكَ، فَخُذْ مِمّٰا في يَدَيْكَ لِمٰا بَيْنَ يَدَيْكَ، فَاِنَّ الْمُؤْمِنَ يَتَزَوَّدُ وَالْكٰافِرَ يَتَمَتَّعُ.

مگر یہ کہ اُس کو اعتماد ہوتا تھا کہ اس میں عظیم فائدہ ہے۔ روزمرہ زندگی کے واقعات و حادثات کی شکایت نہ کرتا تھا۔ نہ غصے میں آتا تھا اور نہ ہی پریشان ہوتا تھا۔ زیادہ تر چپ رہتا تھا اور جب کبھی زبان کھولتا تو بولنے والوں پر غالب آجاتا تھا۔

ایک کمزور اور ضعیف انسان خیال کیا جاتا تھا لیکن جب کوشش اور کام کا وقت آتا تو ایک دہاڑتے ہوئے شیر کی طرح پھرتا تھا، اور جب کبھی صاحبانِ علم کے مجمع میں ہوتا تو زیادہ تر گفتگو سننے کی لالچ ہوتی، کلام اور گفتگو کا مغلوب ہوجاتا لیکن خاموشی کا مغلوب نہ ہوتا تھا۔

جو کرتا نہیں تھا، وہ کہتا نہیں تھا اور جو کہتا تھا، وہ کرتا تھا۔ اگر دو چیزیں اُس کے سامنے ہوتیں اور وہ نہ جانتا کہ ان دو میں سے کون سی چیز میں خدا کی مرضی ہے تو جو چیز اپنے نفس کی خواہش کے قریب پاتا، اُسے ترک کردیتا تھا۔ ایسے کام میں جس میں معذرت کرنا ضروری ہوتا، کسی کو ملامت نہ کرتا اور بُرا بھلا نہ کہتا۔ (i۔ تحف العقول، ص۲۳۴۔ ii۔ بحار، ج۷۸، ص۱۰۴)۔

۲۷۔ آنحضرتؑ کا فرمان قیامت کے دن کیلئے سامان مہیا کرنے کے متعلق

اے آدم کے بیٹے! جب سے تو اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے، اُس وقت سے تیری عمر ختم ہورہی ہے۔ جو کچھ تیرے ہاتھ میں ہے، اُسے آخرت کیلئے بچا کر رکھ۔ مومن آخرت کیلئے بچاتا ہے اور کافر دنیا ہی میں فائدہ حاصل کرلیتا ہے۔ (i۔ اعلام الدین، ص۲۹۷۔ ii۔ بحار، ج۷۸، ص۱۰۶)۔

(٢٨) قوله عليه السلام

في بعض المواعظ

مٰا فَتَحَ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ عَلىٰ اَحَدٍ بٰابَ مَسْأَلَةٍ، فَخَزَنَ عَنْهُ بٰابُ الْاِجٰابَةِ، وَ لاٰ فَتَحَ الرَّجُلُ بٰابَ عَمَلٍ فَخُزِنَ عَنْهُ بٰابُ الْقَبُولِ، وَ لاٰ فُتِحَ لِعَبْدٍ بٰابُ شُكْرٍ فَخُزِنَ عَنْهُ بٰابُ الْمَزِيدِ.

(٢٩) قوله عليه السلام

في أفضل البصائر والاسماع و القلوب

اِنَّ اَبْصَرَ الْاَبْصٰارِ مٰا نَفَذَ فِي الْخَيْرِ مَذْهَبُهُ، وَ اَسْمَعَ الْاَسْمٰاعِ مٰا وَعَى التَّذْكِيرَ وَ انْتَفَعَ بِهِ، وَ اَسْلَمَ الْقُلُوبِ مٰا طَهُرَ مِنَ الشُّبَهٰاتِ.

(٣٠) قوله عليه السلام

في كيفية مصاحبة الناس

صٰاحِبِ النّٰاسَ مِثْلَ مٰا تُحِبُّ اَنْ يُصٰاحِبُوكَ بِهِ.

۲۸۔ آنحضرتؑ کا قول بعض نصیحتوں کے متعلق

خدا نے کسی شخص پر سوال کرنے کا دروازہ نہیں کھولا مگر یہ کہ جواب دینے کا دروازہ اُس کیلئے ذخیرہ کر لیا گیا، اور بندے نے عمل کرنے کا دروازہ نہیں کھولا مگر یہ کہ قبول کرنے کا دروازہ اُس کیلئے جمع کر لیا گیا، اور شکر کرنے کا دروازہ بندے پر نہیں کھولا گیا مگر یہ کہ نعمت کی زیادتی اُس کیلئے ذخیرہ کر لی جاتی ہے۔ (بحار، ج ۷۸، ص ۱۱۳)۔

۲۹۔ آنحضرتؑ کا قول بہترین آنکھوں، کان اور دل کے متعلق

تیز ترین آنکھیں وہ ہیں جو نیکی اور اچھائی میں کھلی ہوں۔ زیادہ سننے والا کان وہ ہے جو نصیحت سنے اور اس سے فائدہ حاصل کرے۔ محفوظ ترین اور سالم ترین دل وہ ہیں جو شبہ سے پاک ہوں۔ (i۔ تحف العقول، ص ۲۳۵۔ ii۔ بحار، ج ۷۸، ص ۱۰۹)۔

۳۰۔ آنحضرتؑ کا فرمان لوگوں کے ساتھ میل جول کے بارے میں

لوگوں کے ساتھ اس طرح زندگی گزارو اور میل جول رکھو جس طرح تم چاہتے ہو کہ وہ تمہارے ساتھ میل جول رکھیں۔ (i۔ نزہۃ الناظر، ص ۷۹۔ ii۔ بحار، ج ۷۸، ص ۱۱۶)۔

(٣١) قوله عليه السلام

في وصف الاخاء

اَلْاِخٰاءُ، الْوَفٰاءُ فِي الشِّدَّةِ وَ الرَّخٰاءِ.

(٣٢) قوله عليه السلام

في أهمية الفرائض

اِذٰا اَضَرَّتِ النَّوٰافِلُ بِالْفَرِيضَةِ فَارْفُضُوهٰا.

(٣٣) قوله عليه السلام

لمن وقف بين يدي الله

حَقٌّ عَلىٰ كُلِّ مَنْ وَقَفَ بَيْنَ يَدَيْ رَبِّ الْعَرْشِ اَنْ يَصْفَرَّ لَوْنُهُ وَ تَرْتَعِدَ مَفٰاصِلُهُ.

(٣٤) قوله عليه السلام

في فضل نعم الله تعالى

تُجْهَلُ النِّعَمُ مٰا اَقٰامَتْ، فَاِذٰا وَلَّتْ عُرِفَتْ.

۳۱۔ آنحضرتؑ کا فرمان بھائی چارہ کے وصف میں

بھائی چارہ یہ ہے کہ مشکل اور آسانی میں وفا کی جائے۔(بحار، ج۷۸، ص۱۰۳،۱۱۴)۔

۳۲۔ آنحضرتؑ کا قول واجبات کی اہمیت کے متعلق

جو نوافل واجبات کو نقصان پہنچائیں تو نوافل کو ترک کردو۔(i۔تحف العقول، ص۲۳۴۔ii۔بحار، ج۷۸،ص۱۰۹)۔

۳۳۔ آنحضرتؑ کا فرمان اُس کے متعلق جو دربارِ خداوندی میں کھڑا ہوتا ہے

جوشخص دربارِ خداوندی میں کھڑا ہوتا ہے، اُسے چاہئے کہ اُس کا چہرہ زرد ہو اور جسم کے اعضاء کانپ رہے ہوں۔(i۔مناقب آل ابی طالبؑ، ج۳،ص۸۰ ii۔بحار، ج۴۳، ص۲۳۹)۔

۳۴۔ آنحضرتؑ کا فرمان خدا کی نعمتوں کی فضیلت میں

جب تک خدا کی نعمتیں موجود ہوتی ہیں، پہچانی نہیں جاتیں اور جب یہ نعمتیں منہ موڑ لیتی ہیں تو تب معلوم ہوتی ہیں۔(i۔اعلام الدین، ص۲۹۷۔ii۔بحار، ج۷۸،ص۱۱۵)۔

(٣٥) قوله عليه السلام

في الاجمال في طلب الرزق

لاٰ تُجٰاهِدِ الطَّلَبَ جِهٰادَ الْـغٰالِبِ، وَ لاٰ تَـتَّكِلْ عَـلَى الْقَدَرِ اِتِّكٰالَ الْمُسْتَسْلِمِ، فَاِنَّ ابْتِغٰاءَ الْفَضْلِ مِـنَ السُّـنَّةِ، وَ الْاِجْمٰالَ فِي الطَّلَبِ مِنَ الْعِفَّةِ، وَ لَيْسَتِ الْعِفَّةُ بِدٰافِـعَةٍ رِزْقاً، وَ لاٰ الْحِرْصُ بِجٰالِبٍ فَضْلاً، فَاِنَّ الرِّزْقَ مَـقْسُومٌ، وَ اسْتِعْمٰالَ الْحِرْصِ اسْتِعْمٰالُ الْمَأْثِمِ.

(٣٦) قوله عليه السلام

في الفرصة

اَلْفُرْصَةُ، سَرِيعَةُ الْفَوْتِ، بَطِيئَةُ الْعَوْدِ.

(٣٧) قوله عليه السلام

في ذمّ المزاح

اَلْمِزٰاحُ يَأْكُلُ الْهَيْبَةَ، وَ قَدْ اَكْثَرَ مِنَ الْهَيْبَةِ الصّٰامِتُ.

۳۵۔ آنحضرتؑ کا قول طلبِ رزق میں اختصار کے متعلق

رزق کے طلب کرنے میں زیادہ کوشش کرنیوالے کی طرح کوشش نہ کر اور خدا کی قضاء وقدر پر کمزور انسان کی طرح بھروسہ واعتماد نہ کر۔ رزق کے پیچھے جانا خدا کی سنت اور رزق کے طلب کرنے میں اختصار کرنا پاکدامنی ہے۔ پاکدامنی رزق کیلئے رکاوٹ نہیں ہے۔ طمع ولالچ کو قریب کرنے والی نہیں ہے۔ رزق تقسیم ہو چکا ہے اور لالچی ہونا گناہ کا سبب ہے۔ (i۔ تحف العقول، ص ۲۳۳۔ ii۔ بحار، ج ۷۸، ص ۱۰۶)۔

۳۶۔ آنحضرتؑ کا قول فرصت کی اہمیت کے متعلق

فرصت بہت جلد ہاتھوں سے نکل جاتی ہے اور آہستہ آہستہ واپس لوٹتی ہے۔ (i۔ عدد القویہ، ص ۳۷۔ ii۔ بحار، ج ۷۸، ص ۱۰۳)۔

۳۷۔ آنحضرتؑ کا فرمان ہنسنے کی مذمت میں

ہنسنا انسان کے رعب و دبدبہ کو ختم کر دیتا ہے۔ جو چپ رہتا ہے، وہ سب سے زیادہ رعبدار ہوتا ہے۔ (i۔ عدد القویہ، ص ۳۷۔ ii۔ بحار، ج ۷۸، ص ۱۲۲)۔

(٣٨) قوله عليه السلام

في القريب و البعيد

اَلْقَرِيبُ مَنْ قَرَّبَتْهُ الْمَوَدَّةُ، وَ اِنْ بَعُدَ نَسَبُهُ، وَ الْبَعِيدُ مَنْ بَاعَدَتْهُ الْمَوَدَّةُ، وَ اِنْ قَرُبَ نَسَبُهُ.

(٣٩) قوله عليه السلام

في الخير الذي لا شرّفيه

اَلْخَيْرُ الَّذِي لاَ شَرَّ فِيهِ: اَلشُّكْرُ مَعَ النِّعْمَةِ، وَ الصَّبْرُ عَلَى النَّازِلَةِ.

(٤٠) قوله عليه السلام

في شكر النعمة وكفرانه

اَلنِّعْمَةُ مِحْنَةٌ، فَاِنْ شَكَرْتَ كَانَتْ نِعْمَةً، فَاِنْ كَفَرْتَ صَارَتْ نِقْمَةً.

۳۸۔ آنحضرتؑ کا قول قریب اور دور کے انسان کے متعلق

نزدیک وہ شخص ہے جس کو دوستی قریب کرے، اگرچہ رشتہ داری دور کی ہو اور دور وہ شخص ہوتا ہے جس کو دوستی دور کرے، اگرچہ رشتہ داری نزدیک کی رکھتا ہو۔ (i۔ تحف العقول، ص۲۳۴۔ ii۔ بحار، ج۷۸، ص۱۰۶)۔

۳۹۔ آنحضرتؑ کا قول اُس اچھائی کے متعلق جس میں برائی نہ ہو

ایسی اچھائی اور نیکی جس میں شر اور برائی نہ ہو، نعمت کے ساتھ شکر کرنا اور مشکلات میں صبر کرنا ہے۔ (i۔ تحف العقول، ص۲۳۴۔ ii۔ بحار، ج۷۸، ص۱۰۶)۔

۴۰۔ آنحضرتؑ کا فرمان خدا کی نعمتوں پر شکر کرنے اور اُن کا انکار کرنے کے متعلق

خدا تعالیٰ کی نعمتیں امتحان کا وسیلہ ہیں۔ اگر ان پر شکر کرو تو نعمتیں ہیں اور اگر انکار کرو تو بجائے نعمت کے عذاب ہوں گی۔ (i۔ عدد القویہ، ص۳۷۔ ii۔ بحار، ج۷۸، ص۱۱۳)۔

مطبوعات امامیہ پبلیکیشنز

نام کتاب	مصنف/مولف	قیمت
☆ احسن المقال نمبر1	شیخ عباس قمیؒ	200
☆ احسن المقال نمبر2	شیخ عباس قمیؒ	225
☆ اقتصادنا نمبر1	آیت اللہ شہید باقر الصدرؒ	150
☆ انتخاب طبری	علامہ سید صفدر حسین نجفیؒ	140
☆ تذکرۃ الاطہار	علامہ شیخ مفیدؒ	160
☆ توضیح المسائل	امام خمینیؒ	120
☆ تعقیبات نماز چھوٹی		5
☆ تعقیبات نماز بڑی		10
☆ تعقیبات نماز (مترجم)		8
☆ تاریخ تشیع	سید حسین محمد جعفری	175
☆ حدیث کساء (آرٹ پیپر)		12
☆ دعائے کمیل (آرٹ پیپر)		20
☆ دعائے توسل		15
☆ دعائے کمیل، حدیث کساء، زیارت وارث دعائے توسل		35
☆ دعائے ندبہ (ایک منفرد انداز میں)		20
☆ دعائے ندبہ پاکٹ سائز		8
☆ رہنمائے زائرین	سید صفدر حسین رضوی	150
☆ زیارت ناحیہ		20
☆ سیرت امیر المومنینؑ حصہ اول	علامہ مفتی جعفر حسینؒ	200
☆ سیرت امیر المومنینؑ حصہ دوئم	علامہ مفتی جعفر حسینؒ	130
☆ سیرت النبیؐ	آقائے جعفر سبحانی	175
☆ سیرت سید الشہداؑ جلد 1	عماد الدین اصفہانی	190
☆ سیرت سید الشہداؑ جلد 2	عماد الدین اصفہانی	175
☆ سورۃ یٰسین (آرٹ پیپر)		12
☆ سورۃ یٰسین (آفسٹ)		8
سرچشمہ حکمت مجلد	عبدالواحد آمدی	225
شادی کے مسائل سادہ	علی اکبر بابازادہ	150
صحیفہ کاملہ	علامہ مفتی جعفر حسینؒ	175
مفاتیح الجنان	شیخ عباس قمی	175
نہج البلاغہ	علامہ مفتی جعفر حسینؒ	225
نماز جعفریہ جامع		60
نہج القرآن		30
ارشاد القلوب	شیخ ابو محمد حسن دیلمی	80
آئین زندگی	حسین علی منتظری	35
اسلامی اخلاق کا جدید اسلوب	محمد آصف محسنی	60
الاثناء عشریہ	شیخ محمد جواد المغنیہ	15
انقلاب اسلامی کی فکری بنیادیں	شہید مرتضیٰ مطہریؒ	22
استعمار	سید علی اکبر صداقت	20
انقلاب مہدیؑ	ناصر مکارم شیرازی	60
السعادۃ الابدیہ	الحاج شیخ عباس قمیؒ	30

نام کتاب	مصنف/مولف	قیمت
اقتصادی نظاموں کا تقابلی جائزہ 1	شیخ حسین مظاہری	35
اقتصادی نظاموں کا تقابلی جائزہ 2		35
استعمار اور اس کی سازشیں	آیت اللہ سید حسن الطحی	30
اسلام میں علماء کا کردار	تقاریر امام خمینیؒ	20
امام جعفر صادق (پیشوائے رئیس مذہب)		40
اصلاح الشیعہ		50
اسلام میں تعلیم و تربیت	شہید مرتضیٰ مطہریؒ	85
امام رضا کی سیاسی زندگی	جعفر مرتضیٰ حسینی	90
آیۂ تطہیر	سید امیر حسین نجفیؒ	6
اسلامی علوم کا تعارف	شہید مرتضیٰ مطہریؒ	70
باغ فدک	سید محمد جعفر زیدی شہید	30
برصغیر میں علماء امامیہ کا اسلوب تفسیر	سید مرتضیٰ حسین	20
بچے کی تربیت		30
بزرگوں کی ذمہ داریاں	آقائے تقی فلسفی	30
پیشوائے شہیداں (حضرت امام حسینؑ)	سید رضا صدر	75
تعلیم دین نمبر1	ابراہیم امینی	35
تعلیم دین نمبر2	// //	40
توحید اسلامی	محمد آصف محسنی	25
تربیت کے اسلوب	شہید جواد باہنرؒ	60
تربیت اخلاق	آقائے تقی فلسفی	30
تہذیب نفس	تقاریر طالب جوہری	70
تفسیر سور ربا		70
تشیع و تدوین حدیث	سید مرتضیٰ حسین	35
ٹرین میں ایک لڑکی		15
جان تن	افسر عباس زیدی	20
جن اور شیطان	علی رضا رجائی	75
چہل حدیث (سات کتابچوں کا سیٹ)		10
چند خواتین کا کردار	علی دوانی	20
حقوق اور اسلام	علامہ سید صفدر حسین نجفیؒ	22
حیات طیبہ جناب زینبؑ	سید عبد الحسین دستغیبؒ	22
حکومت مہدیؑ	آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی	6
حرا میں سوگ	زہرا رهنورد	20
حقیقت کیا ہے۔	مولانا سید سعید اختر	60
حکائتیں و ہدائتیں	محمد جواد صاحبی	30
حکومت اسلامی کی اساس	شہید باقر الصدر	25
خاشعین کی نماز	سید عبد الحسین دستغیبؒ	3·0
دستور امامیہ آرگنائزیشن پاکستان		10
دین حق عقل کی روشنی میں	سید صفدر حسین نجفی	15
دین اور شریعت کی عقلی تعبیر	تقاریر علامہ طالب جوہری	30
رہنمائے حجاج	سید آغا علی موسوی	70
زندگی نمبر1	رضا الحکیم	130
زندگی نمبر2	رضا الحکیم	130

نام کتاب	مصنف/مولف	قیمت
سرچشمہ حکمت غیر مجلد	عبدالواحد آمدی	180
سایۂ آفتاب	محمد حسن رحیمیان	45
سقیفہ	علامہ شیخ محمد رضا مظفر	50
شیعہ سنی	ڈاکٹر اسلام محمود مصری	10
شیعہ امامیہ	محمد صادق الصدر	50
صدقہ	محمود جویباری	25
عظمت امیر المومنینؑ	علامہ مزمل حسین میثمی	30
علیؑ پر کیا گزری؟	سید علی اکبر پرورش	25
عمار یاسرؓ	سید صدر الدین شرف الدین	90
کردار کی روشنی	سید حسین مرتضیٰ	6
کشمیر بلاتا ہے		50
لبنان	ڈاکٹر مصطفیٰ چمرانؒ	80
معدان الجواہر	ابوالفتح کراجکی	20
منبع عدل	ابراہیم امینی	100
مجالس امام حسینؑ	محمد حسین لکھنوی	110
مرنے کے بعد یہ ہوگا	مولانا سید ظفر حسن	20
مصائب زہرا	محمد دشتی	40
مقام ولایت	شہید مرتضیٰ مطہریؒ	30
نظام زندگی	علامہ علی نقی	40
نائبین امام	عباس راثی نجفی	60
نوجوان کیا کریں؟	آقائے تقی فلسفی	25
نوجوانوں کے جنسی مسائل	ڈاکٹر علی قائمی	60
نظام حیات انسانی	تقاریر علامہ طالب جوہری	30
نمونہ صبر (جناب زینبؑ)		55
والدین اور اولاد کے حقوق	علامہ تبریزی	25
ولائت عقل و فطرت کی روشنی میں	شہید باقر الصدرؒ	25
ہدایت النساء (تحفۂ خواتین)		7
ہدایا و تحف		15
ہدف زندگی	شہید مرتضیٰ مطہریؒ	30
یوم الحسینؑ	مجموعہ تقاریر و مقالہ جات یوم الحسین	30

زیر طبع کتب

صحیفۃ الزہرا سلام اللہ علیہا — صحیفۃ امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام
صحیفۃ امام حسین علیہ السلام — صحیفۃ امام رضا علیہ السلام
صحیفہ امام مہدی علیہ السلام — صلح امام حسنؑ
اصحاب کہف